BNSO201DET

مذہب اور سماج

(Religion and Society)

بی۔اے۔(آنرس)

چار سالہ پروگرام

دوسرا سمسٹر (سماجیات)

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

حیدرآباد۔32، تلنگانہ، بھارت

Copyright © 2025, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad

All right reserved. No part of this publication may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronically or mechanically, including photocopying, recording or any information storage or retrieval system, without prior permission in writing form the publisher (registrar@manuu.edu.in)

ISBN	:	978-81-994003-7-5
Course	:	Religion and Society
First Edition	:	September 2025
Copies	:	1000
Price	:	100/- (The price of the book is included in admission fee of distance mode students)

Course Coordinator

Dr. Malik Raihan Ahmad, Assistant Professor (Sociology) CDOE, MANUU, Hyderabad

Editorial Board

Dr. Malik Raihan Ahmad, Assistant Professor (Sociology) CDOE, MANUU, Hyderabad

Dr. Imtiyaz Ahmad
Assistant Professor- Sociology (Contractual)/Guest Faculty, CDOE, MANUU

Language Editor

Dr. Imtiyaz Ahmad
Assistant Professor -Sociology (Contractual)/Guest Faculty, CDOE, MANUU

Production

Prof. Nikhath Jahan
Professor (Urdu),
CDOE MANUU

Mr. P Habibulla
Assistant Registrar, Purchase & Stores Section, MANUU

Dr. Mohd Akmal Khan
Assistant Professor (C)/Guest Faculty,
CDOE MANUU

Mohd Abdul Naseer,
Section Officer, CDOE MANUU

Shaik Ismail,
UDC, CDOE, MANUU

Syed Faheemuddin, LDC,
Purchase & Stores Section, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Centre for Distance and Online Education

Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TG), India
*Director:*dir.dde@manuu.edu.in*Publication:*ddepublication@manuu.edu.in
Phone number: 040-23008314 Website: manuu.edu.in

CRC Prepared by Dr. Imtiyaz Ahmad, Faculty of Sociology, CDOE, MANUU

Printed at Print Times & Business Enterprises, Hyderabad

فہرست

اکائی نمبر	اکائی کا نام	مصنف	صفحہ نمبر
پیغام		وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی	5
پیغام		ڈائرکٹر، مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم	6
کورس کا تعارف		کورس کو آرڈی نیٹر (اردو)	7
1۔	مذہب: تصور اور تعریف	سید عاصم سہیل، شعبہ سماجیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد Syed Asim Suhail, Dept. of Sociology, MANUU, Hyd.	7
2۔	مذہب کی ارتقائی شکلیں: درکھائم، ویبر، ٹائلر اور میکس مولر		19
3۔	مذہب، جادو اور سائنس		31
4۔	مذہب، سیاست اور پولرائزیشن		44
5۔	ہندومت	غلام جیلانی ، شعبہ سماجیات، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد Ghulam Jeelani, Dept. of Sociology, MANUU, Hyd.	56
6۔	اسلام		66
7۔	عیسائیت اور سکھ مت		77
8۔	جین مت، بدھ مت اور دیگر		88
	نمونہ امتحانی پرچہ		99
	ٹائٹل پیج:	ابراہیم اکرم صدیقی	
	پروف ریڈرس	ڈاکٹر امتیاز احمد ڈاکٹر ملک ریحان احمد	

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی (MANUU) 1998 میں پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے قائم کی گئی۔ یہ ایک مرکزی جامعہ ہے جس نے این اے اے سی کی جانب سے گریڈ +A حاصل کیا ہے۔ اس جامعہ کے قیام کے مقاصد ہیں: (1) اردو زبان کا فروغ، (2) پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کو اردو میڈیم میں قابل رسائی اور دستیاب بنانا، (3) روایتی اور فاصلاتی طریقۂ تعلیم کے ذریعے تعلیم فراہم کرنا، اور (4) خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینا۔ یہ وہ نکات ہیں جو اس مرکزی جامعہ کو دیگر تمام مرکزی جامعات سے ممتاز کرتے ہیں اور اسے ایک انفرادیت بخشتے ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری زبانوں اور علاقائی زبانوں میں تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

اردو کے ذریعے علم کے فروغ کا مقصد یہی ہے کہ اردو جاننے والے طبقے کے لیے عصری علوم اور مضامین تک رسائی آسان بنائی جائے۔ ایک طویل عرصے تک اردو میں درسی مواد کی کمی رہی ہے۔ اردو یونیورسٹی کے پاس اب اردو میں 350 سے زیادہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے اور ہر سمسٹر کے ساتھ اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اردو یونیورسٹی این ای پی 2020 کے وژن کے مطابق مادری / گھریلو زبان میں تعلیمی مواد فراہم کرنے کے قومی مشن کا حصہ بننے کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتی ہے۔ مزید یہ کہ اردو بولنے والا طبقہ اردو میں مطالعہ کے مواد کی عدم دستیابی کے سبب نئے اُبھرتے شعبوں اور جدید تر معلومات کے موجودہ میدانوں میں تازہ ترین معلومات و اطلاعات کے حصول سے محروم نہیں رہے گا۔ مذکورہ بالا میدانوں میں مواد کی دستیابی کی بدولت حصولِ معلومات کا نیا شعور بیدار ہوا ہے جو یقیناً اردو داں طبقے کی دانشورانہ ترقی پر اثر انداز ہوگا۔

فاصلاتی اور آن لائن طلبہ کے لیے تعلیم و تدریس کے عمل کو سہل بنانے کے لیے یونیورسٹی کا سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) اردو اور متعلقہ مضامین میں خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری کو یقینی بناتا ہے۔

MANUU فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کے لیے SLM بلا معاوضہ فراہم کرتا ہے۔ یہ مواد اُردو کے ذریعے علم حاصل کرنے میں دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کے لیے برائے نام قیمت پر دستیاب ہے۔ تعلیم تک رسائی کے دائرے کو مزید پھیلانے کے مقصد سے، اردو / ہندی / انگریزی / عربی میں eSLM یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر مفت ڈاؤن لوڈ کے لیے دستیاب رکھا گیا ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ متعلقہ فیکلٹی کی محنت اور مصنفین کے مکمل تعاون کی بدولت FYUG بی۔اے، بی۔ایس سی اور بی۔کام کی کتابوں کی اشاعت کا عمل بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔ فاصلاتی اور آن لائن لرننگ کے طلبہ کی سہولت کے لیے خود اکتسابی مواد (SLM) کی تیاری اور اشاعت کا عمل یونیورسٹی کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اپنے خود تعلیمی مواد کے ذریعے اردو جاننے والے ایک بڑے طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہوں گے اور اس یونیورسٹی کے مقصدِ قیام کو پورا کریں گے اور اپنے ملک میں اپنی موجودگی کو جائز ٹھہرا سکیں گے۔

نیک تمناؤں کے ساتھ!

پروفیسر سید عین الحسن
شیخ الجامعہ، مانو

پیغام

موجودہ دور میں فاصلاتی تعلیم کو دنیا بھر میں ایک نہایت مؤثر اور مفید طریقۂ تعلیم کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے اور بڑی تعداد میں لوگ اس طریقۂ تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے بھی اردو زبان بولنے والے عوام کی تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے قیام کے وقت سے ہی فاصلاتی تعلیم کا طریقہ متعارف کرایا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نے 1998 میں ڈائریکٹوریٹ آف ڈسٹنس ایجوکیشن (نظامتِ فاصلاتی تعلیم) کے ساتھ کام کا آغاز کیا اور 2004 سے باقاعدہ پروگرام شروع ہوئے، اس کے بعد مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے۔

یو جی سی نے ملک میں نظام تعلیم کو مؤثر طور پر منظم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ (ODL) موڈ کے تحت چلنے والے مختلف پروگرام، جو سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) میں چل رہے ہیں، یو جی سی-ڈی ای بی کے منظور شدہ ہیں۔ یو جی سی-ڈی ای بی نے فاصلاتی اور باقاعدہ تعلیم کے نصاب کو ہم آہنگ کرنے پر زور دیا ہے تاکہ فاصلاتی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے معیار کو بہتر بنایا جاسکے۔ چونکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی ایک دُہرے طرز (ڈوئل موڈ) کی یونیورسٹی ہے جو فاصلاتی اور روایتی دونوں طریقۂ تعلیم کی خدمات فراہم کرتی ہے، اس لیے اپنے مقاصد کو یو جی سی-ڈی ای بی کے رہنما خطوط کے مطابق حاصل کرنے کے لیے اس نے چوائس بیسڈ کریڈٹ سسٹم (CBCS) متعارف کرایا گیا جس کا خود اکتسابی مواد (Self Learning Materials) یو جی سی کے قوانین اور کریڈٹ فریم کے مطابق نئے سرے سے تیار کیے جاچکا ہے۔

سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن (CDOE) کل انیس (19) پروگرام پیش کرتا ہے جن میں یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلومہ اور سرٹیفکیٹ پروگرام شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکنیکی مہارتوں پر مبنی پروگرام بھی شروع کیے جارہے ہیں۔ سی ڈی او ای نے جولائی 2025 سے این ای پی-2020 کے مطابق چار سالہ یو جی پروگرام کا آغاز کیا ہے۔ بی اے، بی ایس سی اور بی کام کے آنرز پروگراموں کو این سی ایف کے مطابق ڈیزائن کیا گیا ہے جس سے طلبہ کو آنرز ڈگری حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ سال 2025-2026 سے ایم بی اے پروگرام او ڈی ایل موڈ میں متعارف کرایا گیا ہے۔

مانو نے طلبہ کی سہولت کے لیے نو ریجنل سنٹرز (بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر) اور چھ سب ریجنل سنٹرز (حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح، وارانسی اور امراوتی) کا ایک وسیع نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ اس کے علاوہ وجے واڑا میں ایک ایکسٹینشن سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ ان ریجنل اور سب ریجنل سنٹروں کے تحت ایک سو پچاس سے زیادہ لرنر سپورٹ سنٹر (LSCs) اور بیس پروگرام سنٹر بیک وقت چلائے جارہے ہیں تاکہ طلبہ کو تعلیمی اور انتظامی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا بھرپور استعمال کرتا ہے اور اپنے تمام پروگراموں میں صرف آن لائن موڈ کے ذریعے ہی داخلے فراہم کرتا ہے۔

طلبہ کے لیے سیلف لرننگ میٹیریل (SLM) کی سوفٹ کاپی سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن کی ویب سائٹ پر دستیاب کرائی جاتی ہیں اور آڈیو و ویڈیو ریکارڈنگ کے لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کو ای۔میل اور واٹس ایپ گروپ کی سہولت بھی فراہم کی جارہی ہے جن کے ذریعے انہیں پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس رجسٹریشن، اسائنمنٹ، کاؤنسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ کاؤنسلنگ کے علاوہ گزشتہ دو برسوں سے طلبہ کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے زائد تدارکی (Remedial) آن لائن کاؤنسلنگ بھی فراہم کی جارہی ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ سینٹر فار ڈسٹنس اینڈ آن لائن ایجوکیشن تعلیمی اور معاشی طور پر پسماندہ آبادی کو عصری تعلیم کے دھارے میں شامل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی تعلیمی پالیسی (NEP-2020) کے مطابق مختلف پروگرامز میں تبدیلیاں کی گئی ہیں اور توقع ہے کہ اس سے اوپن اینڈ ڈسٹنس لرننگ کے نظام کو مزید مؤثر اور کارآمد بنانے میں مدد ملے گی۔

پروفیسر محمد رضا اللہ خان

ڈائرکٹر، سی ڈی او ای، مانو

کورس کا تعارف

اس پرچے کا مقصد طالب علم کو مذہب اور سماج کے درمیان نظریاتی اور تصوراتی سمجھ سے روبرو کرانا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ذریعے طالب علموں کو یہ بھی بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ مذاہب کے تعلق سے کس طرح سے تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ ان کے متعلق کس طرح کے مباحث وجود میں آئے ہیں اور بذات خود مذاہب کے اندر کیا تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ یہ ساری چیزیں بطور خاص ہندوستانی سماج کے پس منظر میں بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ پرچہ بی اے پہلے سمسٹر کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ یہ دو بلاک پر مشتمل ہے۔ پہلے بلاک میں مذہب سے متعلق نظریات کو متعارف کرانے کی کوشش کی گئی ہے اور دوسرے بلاک میں ہندوستان کے بڑے مذاہب کو متعارف کرایا گیا ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب اپنے مقاصد کے حصول میں پوری اترے گی۔

ڈاکٹر ملک ریحان احمد

کورس کو آرڈی نیٹر

اکائی 1۔ مذہب: تصور اور تعریف

(Religion: Concept and Definition)

اکائی کے اجزا

1.0 تمہید

1.1 مقاصد

1.2 مذہب کی تعریفیں

1.3 مذہب کے مثبت اور منفی افعال

1.4 مذہب کا سماجیاتی تصور

1.5 مذہب پر نقطہ ہائے نظر

1.6 اکتسابی نتائج

1.7 فرہنگ

1.8 نمونہ امتحانی سوالات

1.0 تمہید (Introduction)

لفظ، "religion"، 1200 کی دہائی میں پہلی مرتبہ کسی کے مذہبی یا خانقاہی زندگی کو اختیار کرنے کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔ ایسا نہیں ہے کہ اُس سے پہلے کوئی مذہب نہیں تھا یا کوئی مذہبی نہیں ہوتا تھا۔ دراصل انسانی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب قدیم ترین اداروں میں سے ایک رہا ہے اور زمین کے کسی مخصوص خطے تک محدود نہیں رہا بلکہ جہاں بھی انسان آباد تھے وہاں کسی نہ کسی فورم یا شکل میں مذہب کا تصور موجود تھا۔

مذہب کا لفظی مطلب راستہ یا طریقہ ہے۔ انگریزی لفظ'Religion' لاطینی لفظreligio (یعنی مقدس چیز کا احترام) اور religare(یعنی کسی کام کی بطورِ فرض پابندی کرنا) سے ماخوذ ہے۔ دراصل مذہب انسانی زندگی کا ایک اہم پہلو ہے جو نہ صرف روحانی سکون فراہم کرتا ہے بلکہ سماجی نظم وضبط، اقدار، اخلاقیات اور اجتماعی شناخت کی تشکیل میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ سماجیات میں مذہب کا مطالعہ ایک سماجی حقیقت کے طور پر کیا جاتا ہے، یہاں یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ مذہب کے آغاز اور اس کے کردار کے حوالے سے دو بنیادی نظریات پائے جاتے ہیں؛

1. مذہب بطور خدائی ہدایت

اس نظریہ کے مطابق یہ مانا جاتا ہے کہ مذہب کی بنیاد الہامی ہے، یعنی خدا نے انسانوں کی ہدایت کے لیے کچھ خاص بندوں کو معمور کیا اور کتابیں بھیجیں تاکہ وہ صحیح راستے پر چل سکیں۔ مختلف مذاہب جیسے اسلام، عیسائیت اور یہودیت کے ماننے والے اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ الہامی کتابیں جیسے قرآن، انجیل اور تورات براہ راست خدا کی طرف سے نازل کی گئیں تھیں۔ تاہم، وقت کے ساتھ اُن میں سے بعض میں انسانوں نے تبدیلیاں بھی کیں، جس سے مختلف تشریحات اور فرقے وجود میں آئے۔ اس نظریے کے ماننے والے مذہب کو محض انسانی سماج کی پیداوار نہیں بلکہ ایک الہامی حقیقت تسلیم کرتے ہیں جو نہ صرف انسانوں کی روحانی اور اخلاقی ترقی کے لیے ضروری ہے بلکہ ان کی موکش یا نجات کا بھی ضامن ہے۔

2. مذہب بطور سماجی تعمیر

اس نظریے کے مطابق مذہب انسانی سماج کے ارتقائی عمل کا حصہ ہے، جو مختلف ادوار میں انسانوں کی فکری، سماجی اور ثقافتی ضروریات کے تحت تشکیل پایا۔ ابتدائی دور میں انسان قدرتی مظاہر سے خوفزدہ تھا، لہٰذا اس نے فطرت پر قابو پانے کے لیے قدرتی عناصر کی عبادت شروع کی۔ شکار پر گزارا کرنے والے قبائل میں مذہبی عقائد زیادہ تر روحوں، توہمات اور جادوئی رسومات کے گرد گھومتے تھے۔ زراعت کی ترقی کے ساتھ، زیادہ منظم اور پیچیدہ مذاہب وجود میں آئے، جن میں عبادات اور دیوتاؤں کے لیے خصوصی عبادت گاہیں بنائی جانے لگیں۔ قدیم مصر، میسوپوٹامیا، ہندوستان اور یونان کے مذاہب میں مذہبی پیشوائیت اور رسمی عبادات نمایاں ہونے لگیں۔ اِس نظریہ کے مطابق جیسے جیسے سماجی ڈھانچہ پیچیدہ ہوتا گیا، مذہبی عقائد بھی زیادہ منظم اور مرتب ہونے لگے۔ سماجی علوم میں مذہب کو اسی نظریہ کے مطابق سماجی تعمیر کی حیثیت سے مطالعہ کیا جاتاہیں۔

سماجیات میں مذہب کو مختلف زاویوں سے سمجھا جاتا ہے جو درج ذیل ہیں:

1. مذہب بطور سماجی مظہر (Religion as Social Phenomena)

ایمائل درکھائم (Emile Durkheim) کے مطابق، مذہب ایک اجتماعی شعور (Collective Consciousness) پیدا کرتا ہے جو معاشرتی یکجہتی کو فروغ دیتا ہے۔ ان کے نزدیک مذہبی رسوم اور عبادات افراد کے درمیان مضبوط سماجی تعلقات قائم کرتی ہیں اور انہیں ایک مشترکہ شناخت فراہم کرتی ہیں۔

2. مذہب بطور سماجی ادارہ(Religion as Social Institution)

میکس ویبر (Max Weber) کے مطابق، مذہب ایک ایسا ادارہ ہے جو نہ صرف روحانی پہلو رکھتا ہے بلکہ سماجی اور اقتصادی تبدیلیوں کو بھی متاثر کرتا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب "پروٹسٹنٹ اخلاقیات اور سرمایہ داری کی روح(The Protestant Ethics and the Spirit of Capitalism)" میں بتایا کہ کیسے کچھ مذہبی عقائد سرمایہ داری کے فروغ کا سبب بنے۔

3. مذہب بطور سماجی کنٹرول (Religion as Social Control)

کارل مارکس (Karl Marx) مذہب کو طاقتور طبقے کا ایک ہتھیار سمجھتے ہیں جو معاشرتی استحصال کو برقرار رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ ان کے مطابق، مذہب غریب طبقے کو مصنوعی سکون فراہم کرتا ہے اور انہیں ان کے اصل مسائل سے دور رکھتا ہے۔ ان کا مشہور جملہ "مذہب عوام کے لیے افیون ہے" اسی تصور کی عکاسی کرتا ہے۔

1.1 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- مذہب کے معنی اور تعریف کو سمجھ پائیں گے۔
- مذہب کے ارتقاء سے متعلق نظریات کی واقف ہوں گی۔
- مذہب کے سماجیاتی پہلو، مختلف زاویوں اور نقطۂ نظر کو سمجھ سکیں گے۔
- مذہب کی انفرادی واجتماعی زندگی میں ضرورت کو سمجھ سکیں گے۔

1.2 مذہب کی تعریفیں(Definitions of Religion)

- میکلور(Maclver)اور پیج(Page) کے مطابق، "مذہب، نہ صرف انسان اور انسان کے مابین تعلق بلکہ انسان اور کسی اعلیٰ وارفع قوت کے درمیان تعلق ہے۔"

According to MacIver and Page, “Religion, as we understand the term, implies a relationship not merely between man and man but also between man and some higher power.”

- جیمز فریزر(James Frazer) کے مطابق ،"فطرت اور انسانی زندگی کے دھارے کو ہدایت اور کنٹرول کرنے والی برتر قوتوں پر انسان کے یقین کو مذہب سمجھا جاتا ہے"۔

According to James G. Frazer considered religion as a belief in “Powers superior to man which are believed to direct and control the course of nature and of human life.”

- ایمائل درکھائم (Emile Durkheim) کے نزدیک "مقدس چیزوں سے متعلق عقائد اور اعمال کا ایک متحد نظام مذہب کہلاتا ہے"۔

Emile Durkheim defined religion as a “unified system of beliefs and practices relative to sacred things.”

- میکس مولر(Max Muller) کے مطابق،"مذہب ایک ذہنی لیاقت یا رجحان ہے جس کے باعث انسان لامتناہی کو سمجھنے کے قابل بنتا ہے۔"

According to Max Muller, “religion is a mental faculty or disposition which enables man to apprehend the infinite.”

- میلی نوسکی کے مطابق: "مذہب ایک طرزِ عمل اور عقائد کا نظام ہے۔ یہ ایک سماجی حقیقت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ذاتی تجربہ بھی ہے۔"

According to Malinowski, “Religion is a mode of action as well as system of belief and a sociological phenomenon as well as a personal experience.”

- ایڈورڈ سپیئر کے مطابق: "مذہب انسان کی وہ مسلسل کوشش ہے جس کے ذریعے وہ روزمرہ زندگی کی الجھنوں اور خطرات کے درمیان روحانی سکون کا راستہ تلاش کرتا ہے۔"

According to Edward Sapir, “Religion is man’s never-ceasing attempt to discover a road to spiritual serenity across the perplexities and dangers of daily life.”

یہ مذہب کی صرف چند معروف تعریفیں پیش کی گئی ہیں جو مذہب کے الگ الگ پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہیں۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف مفکرین نے مذہب کی بہت سی تعریفیں پیش کیں ہیں لیکن کوئی بھی مذہب کی مکمل تصویر پیش کرنے سے قاصر ہے کیونکہ مذہب ایک نہایت پیچیدہ اور وسیع مظہر ہے۔

البتہ اینتھونی گڈنس مختلف تعریفوں کو یکجا کر کے لکھتے ہیں؛

"ماہرینِ سماجیات مذہب کی تعریف عام طور پر مشترکہ عقائد اور رسومات کے ثقافتی نظام کے طور پر کرتے ہیں جو حقیقت کا ایک تصور تخلیق کر کے حتمی معنی اور مقصد کا احساس فراہم کرتا ہے جو کہ مقدس، ہمہ جہت اور مافوق الفطرت ہے۔"

"Sociologist define religion as a cultural system of commonly shared beliefs and rituals that provides a sense of ultimate meaning and purpose by creating an idea of reality that is sacred, all-encompassing and supernatural."

1.3 مذہب کے مثبت اور منفی افعال (Function and Dysfunction of Religion)

مذہب کے مثبت افعال:

مذہب جہاں ایک ذاتی معاملہ ہے، وہیں اُس کا سماجی لحاظ سے بھی اہم کردار ہے۔ جو معاشرے میں طاقتور ایجنسی کی حیثیت سے انفرادی اور سماجی زندگی میں کئی کردار انجام دیتا ہے جنہیں مذہب کے مثبت افعال (Functions of Religion) کہا جاتا ہے، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1. **مذہب ذہنی سکون کا ذریعہ ہے** (Religion provides mental peace): انسان روزمرہ زندگی میں کئی طرح کی مشکلات، خطرات اور نقصانات سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ کئی سارے معاملات اسکی دسترس سے باہر ہوتے ہیں جو اسے بے بسی کا احساس کراتے ہیں۔ مذہب اُسے ہر بحران اور پریشانی کے وقت تسلی اور حوصلہ دیتا ہے، اُسے اچھے حالات کی امید دیتا ہے۔ جو اسے ذہنی سکون اور جذباتی سہارا فراہم کرتا ہے اور یوں اسے زندگی کے مسائل کا سامنا کرنے کی قوت ملتی ہے۔
2. **مذہب اقدار کو پروان چڑھاتا ہے** (It inculcates social virtues): مذہب سچائی، دیانتداری، عدم تشدد، خدمت، محبت، نظم و ضبط وغیرہ جیسی اہم قدروں کو فرد میں پروان چڑھاتا ہے۔ یہ اخلاقی قدریں سماج میں ہم آہنگی کا باعث بنتی ہیں جو سماج کی بہبود کا ذریعہ ہیں۔
3. **مذہب سماجی یکجہتی کو فروغ دیتا ہے** (Religion promotes social solidarity): مذہب ایک دوسرے میں بھائی چارے کے جذبے کو پروان چڑھاتا ہے۔ درکھائم نے مطالعہ کے دوران محسوس کیا کہ مذہب سماجی یکجہتی کو مضبوط کرتا ہے۔ مشترکہ عقائد، مشترکہ جذبات، مشترکہ عبادات ورسومات اتحاد اور یکجہتی کو فروغ دینے والے اہم عوامل ہیں۔

4. **مذہب سماجی کاری اور سماجی کنٹرول کا بھی ذریعہ ہے**(Religion is an agent of socialization and social control): ٹالکوٹ پارسن کے مطابق مذہب سماجی کاری اور سماجی کنٹرول کے اہم ترین ایجنٹوں میں سے ایک ہے۔ ایک غیر رسمی ذریعہ کے طور پر، مذہب انسانوں کی سرگرمیوں کو اپنے طریقے سے منظم کرتا ہے۔ مندر، مسجد، گرجاگھر، گرودوارے وغیرہ مختلف سطحوں پر افراد کے رویے کو کنٹرول کرتے ہیں۔ انہیں دوسروں کے ساتھ معاملات کے طریقے اور آداب سکھاتا ہے، انہیں حلال و حرام کی ہدایات فراہم کرتا ہے۔ نیز مذہب سماجی اصولوں کو برقرار رکھنے اور سماجی کنٹرول کو مضبوط بنانے میں مدد کرتا ہے۔
5. **مذہب انسانی خدمت کو فروغ دیتا ہے**(Religion promotes welfare): مذہب انسانوں میں دوسروں کی خدمت اور ان کی فلاح و بہبود کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ انہیں بتاتا ہے کہ "انسانیت کی خدمت خدا کی خدمت ہے"۔ اس وجہ سے عام طور پر لوگ غریبوں اور مسکینوں کی ضرورتوں پر پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ مذہب باہمی ہمدردی، انسان دوستی، اور باہمی تعاون وامداد کو فروغ دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ مختلف مذہبی تنظیمیں مختلف فلاحی کاموں میں مصروف نظر آتی ہیں۔

مذہب کے منفی افعال:

جہاں مذہب انسانی سماج میں سب سے زیادہ مربوط اور متحد کرنے والی قوت رہا ہے وہیں بعض تباہ کاریوں کا بھی ذریعہ ثابت ہوا ہے۔ مارکس مذہب کو "عوام کی افیون" قرار دیتا ہے جسے بطورِ ٹول استعمال کرکے انسانوں کو ذلت آمیز تابعداری میں رکھا جاتا ہے۔ مذہب کے بعض تخریبی افعال(Dysfunction of Religion) درج ذیل ہیں؛

1. **مذہب سماجی اور اقتصادی ترقی میں رکاوٹ بن سکتا ہے**(Religion hinders social and economic progress): یہ مانا جاتا ہے کہ مذہب اپنے ماننے والوں میں بنیاد پرستی اور توہم پرستی کو فروغ دیتا ہے جس کے نتیجے میں لوگ سائنسی ایجادات اور تکنیکی ترقی کی مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل سماجی اور اقتصادی ترقی میں رکاوٹ ثابت ہوتا ہے۔
2. **مذہب استحصال کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے**(Religion is a source of exploitation): کارل مارکس کے مطابق مذہب استحصال کا ذریعہ ہے۔ مذہب یا خدا کے نام پر سماج کا ایک طبقہ دوسرے کا استحصال کرتا ہے۔ وہ استحصال زدہ لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرتے ہیں کہ ان کا مقدر بھگتنا ہے اور جو لطف اندوز ہورہے ہیں وہ اُن کی خوش قسمتی ہیں۔ انہیں یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ خدا ہی نے انہیں ایسی حالت سے دوچار کیا ہے اور اُس کی رحمت کے علاوہ کوئی بھی ان کے حالاتِ زندگی کو نہیں بدل سکتا۔
3. **قسمت پرستی**(fatalism) **ناکارہ بناتی ہے**: انسان جب زندگی کے تمام معاملات اور حالات کے پیچھے قسمت اور تقدیر کو سمجھنے لگتا ہے تب وہ حالات کے آگے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ یہ سوچ اُسے بیکار بنادیتی ہے اور اس طرح معاشرے کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

4. **مذہب فرقہ واریت کو فروغ دیتا ہے**(Religion promotes communalism): مذہب بعض دفعہ عدم برداشت پیدا کرتا ہے اور بد اعتمادی، حسد اور نفرت کی بھی جڑ ثابت ہوتا ہے۔ یہ تمام حالات مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان تصادم کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور بالآخر فرقہ واریت کا روپ لے لیتے ہیں۔

یہ مذہب کے چند تخریبی افعال ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ یہ تخریبی افعال مذہب کی روح یا بنیادی اجزاء میں شامل ہیں۔ دراصل بعض طبقوں نے کمزور طبقوں کے استحصال کی غرض سے مذہب کی من گھڑت تعبیریں تیار کیں اور یوں مذہب کا بھی استحصال کیا۔ اسی طرح مذہب پر عمل آوری کے دوران مختلف طبقوں کی اجارہ داری اور بے اعتدالی کی وجہ سے ایسے تخریبی افعال کو فروغ ملتا گیا جو وقت کے ساتھ مذہب کا لبادہ اختیار کر گئے جنہیں ساجیات میں ہم 'social construct' کے طور پر مطالعہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جہاں مذاہب میں قسمت اور تقدیر کا تصور ہے وہیں عمل کی بھی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ جیسے ہندو دھرم میں 'کرما' کا تصور، اسلام میں 'تدبیر' کا تصور، سکھ مت میں اپنی محنت سے تقدیر بنانے کا تصور، عیسائیت میں عمل کے بغیر ایمان کو مردہ قرار دیا گیا ہے وغیرہ۔ یہی معاملہ دیگر تخریبی افعال سے متعلق بھی ہے۔

1.4 مذہب کا سماجیاتی تصور (Sociological Concept of Religion)

اس سوال پر غور کرنا ضروری ہے کہ سماجیات کا مذہب سے کیا تعلق ہے؟ آپ نے پڑھا ہوگا کہ سماج میں کئی سارے ادارے ہوتے ہیں جو تسلسل اور استحکام کا ذریعہ ہوتے ہیں مثلاً خاندان، تعلیم، معیشت، سیاست۔ اُن ہی اداروں میں ایک اہم سماجی ادارہ 'مذہب' بھی ہے۔ سماجیات میں مذہب کو صرف عقائد اور عبادات کا مجموعہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ وہ ایک ایسا ادارہ ہے جو انسانی معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ سماجیاتی نقطۂ نظر سے مذہب نہ صرف فرد کی روحانی ضروریات پوری کرتا ہے بلکہ سماجی ہم آہنگی، اقدار اور روایات کو بھی تشکیل دیتا ہے۔ اس ضمن میں سماجیاتی لحاظ سے مذہب کے چار کردار قابلِ ذکر ہیں؛

- سماجی یکجہتی(Social Cohesion): معروف سماجی مفکر ایمائل درکھائم کے مطابق، مذہب معاشرے میں اتحاد اور یکجہتی پیدا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، اسلامی عبادات جیسے نمازِ جمعہ، رمضان میں اجتماعی افطار اور زکوٰۃ وغیرہ لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں جس کے باعث آپسی رشتے مضبوط ہوتے ہیں۔
- سماجی کنٹرول(Social Control): مذہب اخلاقیات اور قوانین کے ذریعے سماج میں نظم و ضبط قائم رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر، اسلام میں سچ بولنے، دوسروں کے حقوق کا احترام کرنے اور چوری سے بچنے کی تعلیم دی جاتی ہے، جو سماجی ہم آہنگی کو برقرار رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔
- شناخت اور کلچر(Identity and Culture) : مذہب لوگوں کی شناخت اور ثقافت کا ایک اہم جزو ہوتا ہے۔ ہندو مت میں دیوالی، عیسائیت میں کرسمس، اور اسلام میں عید جیسے تہوار نہ صرف مذہبی بلکہ ثقافتی پہچان بھی رکھتے ہیں، جن سے لوگ اپنی تاریخ اور روایات کو جوڑے رکھتے ہیں۔

- سماجی تبدیلی (Social Change): مذہب بعض اوقات سماجی تبدیلی کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔ جیسے تحریکِ پاکستان میں اسلام نے ایک اہم نظریاتی کردار ادا کیا، جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک مشترکہ مقصد کے تحت متحد کیا۔ اسی طرح، جدید دنیا میں بہت سی مذہبی تحریکیں انسانی حقوق، تعلیم اور فلاحی کاموں میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔

سماجیاتی نقطۂ نظر سے مذہب صرف فرد اور خدا کے درمیان تعلق تک محدود نہیں بلکہ یہ سماجی ڈھانچے، روایات، اور اجتماعی زندگی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ سماجی ہم آہنگی پیدا کرنے، اخلاقیات کا تعین کرنے، شناخت قائم کرنے اور سماجی تبدیلی میں مدد دینے کا ایک طاقتور ذریعہ ہے۔

ماہرین سماجیات مذہب کی اسٹڈی کے دوران ، مذہبی تجربات، عقائد اور رسومات کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ **مذہبی تجربہ**(Religious Experience)وہ کیفیت یا احساس ہے جو ایک فرد کو "خدا" سے جڑنے پر حاصل ہوتا ہے۔ یہ تجربہ دعا یا مراقبہ کے وقت محسوس کیا جاسکتا ہیں۔ **مذہبی عقائد**(Religious beliefs)وہ مخصوص نظریات ہیں جنہیں کوئی فرد بغیر شک وشبہ کے سچ مانے، مثلاً اسلام میں اللہ، رسول اور آخرت پر ایمان اور عیسائیوں کا عقیدۂ تثلیث۔ **مذہبی رسومات** (Religious rituals)وہ مخصوص اعمال، طریقے یا عبادات جو مذہبی عقائد کے مطابق انجام دی جاتی ہوں مثلاً نماز، قربانی، نکاح کی رسم، پوجا بھجن وغیرہ۔

مذہب کی مختلف شکلیں(Forms of Religion):

ماہرینِ سماجیات وبشریات نے مذاہب کی مختلف اقسام یا "فورمز" کی درجہ بندی کی ہے تاکہ ان کے ارتقاء، سماجی کردار اور نظریاتی بنیادوں کو سمجھا جاسکے۔ ذیل میں چند بڑے اقسام کا تذکرہ کیا گیا ہے:

1۔ اینمزم(Animism)

سب سے قدیم مذہبی تصور، جس میں یہ مانا جاتا ہے کہ قدرتی اشیاء(مثلاً درخت، پہاڑ، ندی، جانور وغیرہ) میں روحیں یا مافوق الفطرت قوتیں موجود ہوتی ہیں۔ سماجی مفکر ای۔بی۔ٹائلر (E.B. Tylor) نے اینمزم کو مذہب کی ابتدائی شکل قرار دیا۔

2۔ ٹوٹیمزم(Totemism)

ایک سماجی اور مذہبی نظام جس میں کسی قبیلے یا گروہ کا تعلق کسی مخصوص جانور، پودے یا قدرتی شے (ٹوٹیم) سے جوڑا جاتا ہے۔ ٹوٹیمزم کا تصور ایمائل درکھائم نے آسٹریلوی قبائل کے مطالعے سے اخذ کیا تھا۔

3۔ شمنی مذہب(Shamanism)

اس میں ایک مذہبی شخصیت (شمن) ہوتی ہے جو روحانی دنیا سے جُڑنے، بیماریوں کا علاج کرنے اور مافوق الفطرت قوتوں سے رابطہ قائم کرنے کا دعویٰ کرتی ہے۔ یہ فورم زیادہ تر شمالی ایشیا، سائبیریا، اور امریکہ کے قدیم قبائل میں پایا جاتا ہے۔

4۔ فتیشزم(Fetishism)

کسی مخصوص شے (مثلاً مورتی، پتھر، تعویذ) میں مافوق الفطرت قوتوں کے ہونے کا یقین، اور اس کی پوجا یا تعظیم۔

5۔ پولی تھی ازم(Polytheism)

ایسے مذاہب جو ایک سے زیادہ خداؤں پر یقین رکھتے ہیں، جیسے کہ قدیم یونانی، رومی، مصری اور ہندومت کے مختلف روایتی عقائد۔

6۔ مونوتھی ازم(Monotheism)

یہ توحیدی مذہب ہے جس میں ایسے خدا پر ایمان رکھا جاتا ہے جو اپنی ذات وصفاف میں یکتا ہے۔ جیسے کہ اسلام، مسیحیت اور یہودیت۔

7۔ متوازی مذہب(Syncretism)

مختلف مذاہب یا عقائد کے عناصر کو یکجا کر کے ایک نیا مذہبی نظام بنانا۔ مثلاً بادشاہ اکبر کا تیار کردہ 'دینِ الٰہی'۔

1.5 مذہب پر نقطہ ہائے نظر(Theoretical Perspectives on Religion)

سماجیات میں مختلف نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں، ہم ذیل میں مذہب کے حوالہ سے تفاعلیت(Functionalism)، تصادمی نظریہ(Conflict Theory)اور علامتی تعامل(Symbolic Interactionism)کے مختصر اًنقطۂ نظر کو واضح کریں گے۔

(1) تفاعلیت (Functionalism): آپ واقف ہوں گے کہ فنکشنلزم سماج کو ایک پیچیدہ نظام کے طور پر دیکھتا ہے جہاں تمام اجزا باہم مربوط ہوتے ہیں اور نظام کو مستحکم رکھنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ گویا سماج میں موجود ہر چیز کا ایک فنکشن ہے، اسی طرح مذہب کا بھی سماج میں اپنا فنکشن ہے۔ مذہب کئی مقاصد کو پورا کرتا ہے جسے اس سے پہلے بھی اجاگر کیا گیا ہے مثال کے طور پر مذہب انسانی زندگی کو مابعد الطبعی حقائق کی توجیحات پیش کر کے بامعنی بناتا ہے یعنی وہ بتاتا ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اس کا پیدا کرے والا کون ہے؟ اس دنیا کی حقیقت کیا ہے اور مرنے کے بعد کیا کچھ ہونا ہے؟ وغیرہ۔ مذہب ایک فرد کی زندگی میں جذباتی تسکین کا سامان کرتا ہے، اسے زندگی گزارنے کا طریقہ بتاتا ہے، سماجی تعامل کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ نیز مذہب سماجی کنٹرول کو فروغ دیتا ہے یعنی سماجی اصولوں(Social Norms) پر عمل آوری کی ترغیب دیتا ہے (جیسے سماج میں مناسب لباس کی پابندی ہوتی ہے، قانون کی پیروی کا دباؤ ہوتا ہے وغیرہ)۔

(2) تصادمی نظریہ(Conflict Theory): اِس نظریہ کی رُو سے سماج میں وسائل کے لئے مختلف گروہوں کے درمیان تصادم جاری رہتا ہے، ایک طبقہ وہ ہوتا ہے جس کی دسترس میں پیداواری ذرائع ہوتے ہیں جبکہ دوسرا مزدور طبقہ ہوتا ہے جس کا استحصال ہوتا رہتا ہے۔ اِس نظریہ کے مفکرین مذہب کو ایک ایسے ادارہ کے طور پر دیکھتے ہیں جو سماج میں عدم مساوات کو برقرار رکھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ویٹیکن (عیسائیوں کا مذہبی مرکز) کی ایک زمانے سے ظالم و جابر بادشاہی نظام کو پشت پناہی حاصل رہی، جو سماج میں عدم مساوات پر مبنی سماجی ڈھانچہ کو جواز فراہم کرنے کا باعث بنا، کچھ یہی معاملہ ہندوستان میں ذات پات کے نظام سے متعلق بھی رہا۔

تصادمی نظریات کے ماہرین خاص طور پر اِس تصور کو نشانۂ تنقید بناتے ہیں کہ بعض مذاہب اپنے ماننے والوں کو جن حالات میں وہ ہیں اُن پر مطمئن رہنے کی ترغیب دیتے ہیں یعنی وہ جن سماجی و معاشی حالات میں ہیں وہ خدا کے مقرر کردہ ہے اُنہیں اس پر راضی رہنا چاہئے۔ دراصل تصادمی نظریہ کے مفکرین کا خیال ہے کہ تقدیر کے اِس تصور کا استعمال کر کے غریبوں کو غریب رہنا سکھایا گیا جس کا فائدہ کبھی زمیندار نے اٹھایا تو کبھی سرمایہ دار نے۔

(3) علامتی تعاملیت (Symbolic Interactionism): یہ نقطۂ نظر لوگوں کے سماجی تعاملات پر توجہ دیتا ہے کہ لوگ بات چیت کے دوران علامتوں اور زبان کے ذریعے معنی کیسے تخلیق کرتے ہیں۔ گفتگو کرنے والوں کے نزدیک عقائد اور تجربات اس وقت تک مقدس نہیں ہوتے جب تک کہ معاشرے کے افراد انہیں مقدس نہ سمجھیں۔ مختلف مذاہب میں مقدس علامتیں پائی جاتی ہیں جن کے ذریعہ بآسانی بنیادی عقائد و تصورات کو ذہنوں میں پیوست کیا جاتا ہے۔ چند مقدس علامات: یہودیوں میں ستارۂ داؤدی (✡)، عیسائیوں میں صلیب یا کراس (✝)، اسلام میں ہلال اور ستارہ (☪)، ہندوازم میں اوم (ॐ) وغیر مقدس علامتوں کی مثالیں ہیں۔

1.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ سے ہم بآسانی مذہب اور سماج کے مابین گہرے تعلق کو سمجھ سکتے ہیں۔ دراصل مذہب نے ایک سماجی ادارہ کی حیثیت سے 'زندگی کو معنی' دینے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سماجیات میں مذہب کا مطالعہ نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ تین زاویوں سے سماجیات میں مذہب کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے - بطور سماجی ادارہ، سماجی مظہر اور سماجی کنٹرول۔ جدید دنیا میں، مذہب کے کردار میں تبدیلیاں ضرور آئی ہیں، لیکن اس کی سماجی، ثقافتی اور روحانی حیثیت آج بھی برقرار ہے۔ مذہب ذہنی سکون کا ذریعہ ہے، زندگی میں اقدار کو پروان چڑھاتا ہے، سماجی یکجہتی، سماجی کاری اور سماجی کنٹرول کو فروغ دیتا ہے نیز انسانی خدمت کے لئے ابھارتا ہے۔

اس اکائی کے ذریعہ ہم مذہب کی تعریفوں کی روشنی میں جان سکیں کہ مذہب صرف عقائد وعبادات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسا ادارہ ہے جو انسانی معاشرے میں نظم وضبط، اقدار واخلاقیات اور اجتماعی شناخت کی تشکیل کرتا ہے۔ سماجیاتی تصور مذہب کے اسی وسیع تر کردار کی جانب متوجہ کرتا ہے کہ مذہب کیسے سماجی یکجہتی، سماجی کنٹرول، شناخت وکلچر اور سماجی تبدیلی کا ضامن ہے۔ اس اکائی میں ہم نے مذہب کی مختلف شکلوں کو بھی جانا۔ نیز مختلف زاویوں اور نقطۂ نظر کے ذریعے سماجیات اور مذہب کے مابین تعلق کی مختلف جہتوں کو سمجھ چکے ہوں گے جو ایک طالب علم میں بنیادی سمجھ پروان چڑھانے کے لئے ضروری ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے:

- سماج اور مذہب کے مابین تعلق کو سمجھایئے۔
- مذہب کے سماجیاتی تصور کو واضح کیجئے۔
- سماج میں مذہب کی ضرورت کو اجاگر کیجئے۔
- مذہب پر مختلف نقطۂ نظر سے آپ کیا سمجھتے ہیں ایک مختصر نوٹ لکھئے۔

1.7 فرہنگ (Glossary)

- **مابعد الطبعیات (Metaphysics):** یہ فلسفے کی ایک شاخ ہے جس میں حقیقت اور وجود کی نوعیت کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یہ حقیقت کی سب سے عام اور بنیادی خصوصیات کو دریافت کرتا ہے، جیسے چیزیں کیا ہیں، وہ کیسی ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے۔
- **سماجی مظہر (Social Phenomenon):** کوئی بھی ایسا عمل یا رویہ جو کسی معاشرے میں اجتماعی طور پر رونما ہوتا ہے، جیسے رسوم ورواج، ثقافتی روایات اور سماجی تبدیلیاں۔ مثال کے طور پر، عالمگیریت، شہریانہ، اور مذہبی رجحانات سماجی مظاہر ہیں۔
- **سماجی ادارہ (Social Institution):** وہ منظم ڈھانچہ جو کسی معاشرے کے بنیادی افعال کی انجام دہی میں مددگار ہو، جیسے خاندان، مذہب، تعلیم، معیشت، اور حکومت۔ یہ ادارے معاشرتی استحکام اور اقدار کی ترسیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
- **سماجی کنٹرول (Social Control):** وہ طریقے اور میکانزم جو کسی معاشرے میں انفرادی اور اجتماعی طرز عمل کو منظم کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ جس میں رسمی (قوانین، پولیس، عدالتیں) اور غیر رسمی (روایات، اخلاقی اقدار، سماجی دباؤ) دونوں طریقے شامل ہے۔
- **سماج کاری (Socialization):** وہ عمل جس کے ذریعے افراد کسی معاشرے کی ثقافتی اقدار، روایات، اور سماجی اصول سیکھتے ہیں۔ یہ عمل خاندان، تعلیمی اداروں، ہم عمروں، اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے انجام پاتا ہے۔

1.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Question)

1۔ مذہب کے لئے انگریزی لفظ 'Religion' کس زبان سے ماخوذ ہیں؟

(a) انگریزی　(b) اردو　(c) لاطینی　(d) یونانی

2۔ مذہب محض انسانی سماج کی پیداوار نہیں بلکہ ایک۔۔۔۔۔۔ حقیقت ہے۔

(a) مادی　(b) غیر مادی　(c) الہامی　(d) مقامی

3۔ کون مذہب کو طاقتور طبقہ کا ہتھیار سمجھتا ہے؟

(a) درکھائم　(b) ٹائلر　(c) میکس ویبر　(d) کارل مارکس

4۔ کس سماجی مفکر کے مطابق پروٹسٹنٹ اخلاقیات سرمایہ داری کے فروغ کا سبب بنے تھے؟

(a) کارل مارکس　(b) میکس ویبر　(c) جیمز فریزر　(d) آگست کامٹ

5۔ ذیل میں سے مذہب کا کردار نہیں ہے؟

(a) ذہنی سکون کا ذریعہ ہے　(b) سماجی یکجہتی کو فروغ دیتا ہے

(c)خود مرکوزیت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے (d)اقدار کو پروان چڑھاتا ہے

6۔ اینمزم(Animism) کو مذہب کی ابتدائی شکل کس سماجی مفکر نے قرار دیا تھا؟

(a)ٹائلر (b)درکھائم (c)اسپینسر (d)مرٹن

7۔ ٹوٹیمزم کا تصور ایمائل درکھائم نے۔۔۔۔۔۔کے مطالعہ سے اخذ کیا تھا۔

(a)امریکی قبائل (b)افریقی قبائل (c)آسٹریلوی قبائل (d)ہندوستانی قبائل

8۔ کس مذہبی فورم میں شخصیت کو روحانی دنیا سے جڑنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے؟

(a)ٹوٹیمزم (b)ہندوازم (c)مونو تھی اِزم (d)شمن ازم

9۔ بادشاہ اکبر کا تیار کردہ مذہب 'دینِ الٰہی'۔۔۔۔۔۔مذہبی فورم کی مثال ہے؟

(a)متوازی مذہب (b)ٹوٹیمزم (c)مونو تھی اِزم (d)فتیشزم

10۔ ستارۂ داؤدی اور صلیب کن مذاہب کی مقدس علامتیں ہیں؟

(a)اسلام اور یہودیت (b)یہودیت اور عیسائیت (c)عیسائیت اور اسلام (d)ہندوازم اور اسلام

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Question)

1۔ مذہب کے آغاز اور ارتقاء سے متعلق نظریات پر نوٹ لکھئے؟

2۔ مذہب کی چند تعریفیں بیان کرتے ہوئے مذہب کے مفہوم کو واضح کیجئے؟

3۔ ذیل میں سے کوئی دو پر مختصر نوٹ لکھئے؟

(1)مذہب بطورِ سماجی مظہر (2)مذہب بطورِ سماجی ادارہ (3)مذہب بطورِ سماجی کنٹرول

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Question)

1۔ مذہب کے سماجیاتی تصور کو تفصیل سے بیان کیجئے؟

2۔ سماج اور مذہب کا تعلق بیان کیجئے نیز مذہب کی ضرورت کو اجاگر کیجئے؟

3۔ تفاعلی اور تصادمی نقطۂ نظر سے مذہب کے کردار پر بحث کیجئے؟

اکائی 2۔ مذہب کی ارتقائی شکلیں: درکھائم، ویبر، ٹائلر اور میکس مولر

(Evolutionary forms of Religion: Durkheim, Weber, Tylor and Max Muller)

اکائی کے اجزا

2.0 تمہید

2.1 مقاصد

2.2 ای۔بی۔ٹائلر

2.3 میکس مولر

2.4 ایمائل درکھائم

2.5 میکس ویبر

2.6 اکتسابی نتائج

2.7 فرہنگ

2.8 نمونہ امتحانی سوالات

2.0 تمہید (Introduction)

مذہب انسانی سماج کے قدیم اور پیچیدہ ترین اداروں میں سے ایک ہے، جس نے صدیوں سے انسانی زندگی، ثقافت اور سماجی ڈھانچے پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ جب ہم سماجیاتی پہلو سے مذہب کا مطالعہ کرتے ہیں تب مذہب کا آغاز، اس کی ترقی اور اس کے مختلف ارتقائی مراحل کو سمجھنے کے لیے مختلف مفکرین کے نظریات سے واقفیت ناگزیر ہے۔ اِس باب میں ہم مذہب کے آغاز اور ارتقاء سے متعلق چار نمایاں مفکرین—ای بی ٹائلر، میکس مولر، ایمائل درکھائم، اور میکس ویبر—کے نظریات کا جائزہ لیں گے۔

ای بی ٹائلر مذہب کے ابتدائی تصورات کو جاننے کے لیے اینیمزم (Animism) کی تھیوری پیش کرتے ہیں، جس کے مطابق ابتدائی انسانوں نے جان دار اور بے جان اشیاء میں روحانی قوتوں کا تصور پیدا کیا۔ ان کے خیال میں مذہب کا آغاز اسی ابتدائی عقیدے سے ہوا اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ منظم مذہب کی صورت اختیار کرتا گیا۔ دوسری طرف، میکس مولر مذہب کے آغاز کو قدرتی مظاہر کی پرستش

(Nature Worship) سے جوڑتے ہیں۔ ان کے مطابق، ابتدائی انسانوں نے سورج، چاند، آسمان اور دیگر قدرتی عناصر کی پرستش شروع کی، جو بعد میں مختلف دیوتاؤں کی شکل میں نمودار ہوئے۔

بعد ازاں ٹائلر اور میکس ویبر کے کاموں کی محدودیت کو اجاگر کرتے ہوئے ایمائل درکھائم مزید پختہ تصورات پیش کرتے ہیں۔ درکھائم مذہب کو ایک سماجی مظہر کے طور پر دیکھتے ہیں اور اس کا تعلق سماجی اتحاد اور اجتماعی شعور سے جوڑتے ہیں۔ وہ مذہب میں مقدس (Sacred) اور غیر مقدس (Profane) کی تفریق کو مرکزی حیثیت دیتے ہیں اور ٹوٹیمزم (Totemism) کو مذہب کی سب سے ابتدائی شکل قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق، مذہب ایک ایسا سماجی ادارہ ہے جو افراد کے درمیان اجتماعی احساس کو فروغ دیتا ہے اور سماجی ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔

میکس ویبر مذہب کے تصور اور کردار کی نئی جہتوں کو نمایاں کرتے ہیں، وہ مذہب کے ارتقاء کو ایک سماجی اور اقتصادی قوت کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ان کے مطابق، مذہبی عقائد نہ صرف انسانی سوچ کو متاثر کرتے ہیں بلکہ معاشرتی و اقتصادی ڈھانچوں کو بھی تشکیل دیتے ہیں۔ ان کی مشہور تصنیف The Protestant Ethic and the Spirit of Capitalism میں وہ اس بات کا تجزیہ کرتے ہیں کہ پروٹیسٹنٹ مذہبی اخلاقیات کیسے سرمایہ دارانہ نظام کی ترقی میں معاون ثابت ہوئے۔

یہ باب ان چاروں مفکرین کے نظریات اور مذہب کے ارتقائی مطالعے میں دیے گئے اہم نکات کی تفصیلی وضاحت کرے گا، تاکہ مذہب کی تشکیل اور اس کے سماجی، ثقافتی اور فکری اثرات کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

2.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ

- مذہب کے آغاز اور ارتقائی شکلوں کو سمجھ پانے کے قابل ہو جائیں گے۔
- نیز مذہب کے ارتقاء سے متعلق سماجی مفکرین (درکھائم، ویبر، ٹائلر، میکس مولر) کے کاموں سے واقف ہو جائیں گے۔
- مذہب کی تشکیل میں کارفرما عناصر اور اس کے سماجی، ثقافتی اور فکری اثرات کو بہتر انداز میں سمجھ سکیں گے۔

2.2 ای۔بی۔ٹائلر (E.B. Tylor)

ایڈورڈ برنیٹ ٹائلر (Edward Burnett Tylor) ایک برطانوی ماہر بشریات (Anthropologist) تھے، جنہیں جدید بشریات کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ وہ 1832 میں انگلینڈ میں پیدا ہوئے اور 1917 میں وفات پائی۔ ٹائلر نے ابتدائی انسانی ثقافتوں اور مذاہب پر بڑے پیمانے پر تحقیق کی اور مذہب کے ارتقائی نظریے کو سائنسی تناظر میں پیش کیا۔ ان کی سب سے مشہور کتاب Primitive Culture (1871) ہے، جس میں انہوں نے ثقافت، مذہب اور توہم پرستی کے ارتقاء پر تفصیلی بحث کی۔ ٹائلر کے مذہبی نظریات ایک

لحاظ سے کافی محدود ہیں لیکن وہ مذہب کے بشریاتی مطالعے میں ایک نیا زاویہ متعارف کرتے ہیں اور مذہب کو ایک سائنسی اور ارتقائی پس منظر میں دیکھنے کی ابتداء کرتے ہیں۔

مذہب کے ارتقاء سے متعلق ٹائلر کے تصورات

ٹائلر کا مذہب پر تحقیق کرنے کا پس منظر 19 ویں صدی میں یورپ میں ابھرنے والے ارتقائی نظریات سے جڑا ہوا ہے۔ اس دور میں چارلس ڈارون کے حیاتیاتی ارتقاء کے نظریے نے انسانی ثقافت اور سماجی اداروں کی ترقی پر بھی اثر ڈالا۔ ٹائلر نے انسانی ثقافت کو ایک ارتقائی عمل کے طور پر دیکھا اور مذہب کو بھی اسی ارتقاء کا ایک حصہ قرار دیا۔ ان کے مطابق، مذہب انسانی سماج میں عقلی ترقی کے ساتھ ساتھ ارتقاء پذیر ہوتا رہا ہے۔

ہم کہہ سکتے ہیں ٹائلر کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ مذہب ارتقائی مراحل سے گزرتا ہے اور اس کی جڑیں ابتدائی انسانی معاشروں میں موجود بنیادی اعتقادات میں پیوست ہیں۔ وہ مذہب کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے کہ "مذہب روحانی ہستیوں پر یقین رکھنے کا نام ہے۔" (Religion is the belief in spiritual beings.) ٹائلر کے مطابق، مذہب کی بنیاد انسانوں کے ابتدائی تصورات پر رکھی گئی، جو بعد میں منظم مذہبی عقائد اور رسومات میں تبدیل ہوئے۔

- انیمزم (Animism) :

ٹائلر چونکہ ڈارون سے متاثر ہونے کے باعث ارتقاپسند تھے، جس کے باعث انہوں نے مذہب کے آغاز اور اس کے ارتقاء پر تفصیلی کام کیا۔ مذہب کی شروعات کیسے ہوئی؟ اس سوال کے جواب میں وہ انیمزم (Animism) کا نظریہ پیش کرتے ہیں۔ انیمزم سے مراد یہ ہے کہ ابتدائی انسان ہر شے میں ایک روح یا جان کا تصور رکھتے تھے۔ ان کے مطابق، انسانوں نے خواب، موت اور زندگی کے دیگر تجربات سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ انسانی جسم کے علاوہ بھی ایک "روح" موجود ہے جو جسم سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔

ٹائلر نے انیمزم کو مذہب کا سب سے ابتدائی اور بنیادی مرحلہ قرار دیا اور کہا کہ اس تصور نے بعد میں پیچیدہ مذہبی نظریات، دیوتاؤں کے عقیدے اور رسمی عبادات کی شکل اختیار کر لی۔ ان کا کہنا تھا کہ ابتدائی انسان قدرتی عناصر جیسے سورج، چاند، دریا، پہاڑ وغیرہ میں روحوں کا بسیرا تصور کرتے تھے، جو بعد میں توہمات اور مذہبی عقائد کی بنیاد بنے۔

- مذہب کے ارتقائی مراحل:

ٹائلر نے مذہب کے ارتقاء کو مختلف مراحل میں تقسیم کیا:

1۔ انیمزم (Animism) : یہ ابتدائی دور ہے جس میں انسان قدرتی اشیاء میں روحوں کا عقیدہ رکھتا تھا۔

2۔ بت پرستی (Polytheism) : وقت گزرنے کے ساتھ، انسانوں نے مختلف روحانی ہستیوں (دیوتاؤں) کا تصور اپنایا، جو مخصوص طاقتوں کے حامل تھے، جیسے کہ جنگ کے دیوتا، بارش کے دیوتا وغیرہ۔

3۔ وحدانیت (Monotheism) : ترقی یافتہ معاشروں میں متعدد خداؤں کے بجائے ایک خدا کی پرستش کا تصور اُبھرا، جس میں خدا کو تمام طاقتوں کا حامل تصور کیا جانے لگا۔

ٹائلر کا نظریہ دراصل یک خطی ارتقاء (Unilinear Evolution) کی عکاسی کرتا ہے، جس میں ٹائلر کا ماننا تھا کہ تمام انسانی معاشرے ایک ہی طرح کے ارتقائی مراحل سے گزرتے ہیں اور مذہب بھی اس ارتقاء کا حصہ ہے۔

مذہبی عقائد اور سائنس

ٹائلر نے مذہب کو ابتدائی انسان کی 'سائنس' قرار دیا۔ ان کے مطابق، انسان جب قدرتی عوامل (مثلاً بارش، بجلی، زلزلے) کو سمجھنے سے قاصر تھا، تو اس نے ان عوامل کی وضاحت کے لیے مذہبی اور توہم پرستانہ نظریات قائم کیے۔ لیکن جیسے جیسے سائنسی سوچ فروغ پاتی گئی، مذہب کے کردار میں تبدیلی آتی گئی۔

انہوں نے ایک اور اہم نظریۂ بقاء (Survivals) بھی دیا، جس کے مطابق کئی قدیم عقائد اور رسومات آج بھی جدید معاشروں میں زندہ ہیں، چاہے وہ اپنا اصل مفہوم کھو چکے ہوں۔ مثال کے طور پر، ٹوٹکے، بدشگونی، یا کسی خاص دن کو منحوس سمجھنا قدیم مذہبی توہمات کی باقیات ہیں۔

2.3 میکس مولر (Max Muller)

میکس مولر (1823–1900) انیسویں صدی کے مشہور جرمن نژاد ماہر لسانیات اور مذہبی محقق تھے جنہوں نے مذہب کے ارتقاء پر خصوصی کام انجام دیا۔ انہوں نے تقابلِ ادیان، مائتھالوجیز اور زبان کے تعلق کو واضح کیا اور مذہب کی ابتدا کے بارے میں اہم نظریات پیش کیے۔ وہ ابتدا میں لسانیات اور سنسکرت کے ماہر تھے، انہوں نے قدیم مذہبی متون (text)، بالخصوص ویدوں کا ترجمہ کیا۔ مولر نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں تدریس کی اور اپنے تحقیقی کاموں کے ذریعے تقابلِ ادیان (Comparative Religion) اور تقابلی اساطیریات (Comparative Mythology) کی بنیاد رکھی۔ مولر کے کام کا سب سے نمایاں پہلو "نیچر ورشپ "کا تصور ہے، جس میں وہ مذہب کے آغاز کو قدرتی عناصر کی پرستش سے جوڑتے ہیں۔

مذہب کے ارتقاء سے متعلق مولر کے تصورات

مولر کے مطابق مذہب کا آغاز انسان کے ابتدائی فطری تجربات سے ہوا۔ وہ سمجھتے تھے کہ انسان نے قدرتی عناصر جیسے سورج، چاند، ہوا، پانی اور آگ کو طاقتور اور مافوق الفطرت سمجھا اور ان کی پرستش شروع کی۔ انہوں نے اسے "نیچر ورشپ" کا نام دیا۔

نیچر ورشپ (Nature Worship)

مولر کے مطابق ابتدائی مذاہب میں انسان نے قدرتی عناصر کو دیوتاؤں کے طور پر تصور کیا۔ سورج، آسمان، بارش، طوفان اور دیگر قدرتی عناصر کو خدا کی صفات سے منسوب کیا گیا۔ اِس حوالہ سے وہ تین مراحل کا تذکرہ کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں؛

1۔ سنسکرت زبان اور دیوی دیوتاؤں کا تعلق: مولر نے سنسکرت زبان کے الفاظ اور مذہبی عقائد میں گہرا تعلق پایا۔ مثال کے طور پر، سنسکرت میں سورج کے لیے "سوریہ" اور ہوا کے لیے "وایو" جیسے الفاظ استعمال کیے گئے جو بعد میں دیوتاؤں میں تبدیل ہو گئے۔

2۔ دیوتاؤں کا ارتقاء: ابتدائی مذاہب میں قدرتی عناصر کی پرستش رفتہ رفتہ شخصی دیوتاؤں میں تبدیل ہوئی اور مذہبی نظام تشکیل پایا۔

3۔مذہبی شعور کی ترقی: مولر کے مطابق مذہبی عقائد ابتدا میں سادہ مظاہر کی پرستش سے شروع ہوئے اور پھر پیچیدہ مذہبی نظام میں تبدیل ہوئے۔

مائتھالوجیز اور مذہبی علامات کا کردار

مولر کے مطابق، مذہبی مائتھالوجیز (اساطیری کہانیاں) اور علامات کا ارتقاء زبان کی ترقی کے ساتھ ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ابتدائی انسان نے جو قدرتی تجربات حاصل کیے، ان کا اظہار علامتی زبان میں کیا گیا۔

مائتھالوجیز کی اہمیت:

1۔ دیومالائی کہانیاں: مولر کے مطابق، ہر مذہب میں کچھ دیومالائی کہانیاں ہوتی ہیں جو اس مذہب کے بنیادی عقائد کی وضاحت کرتی ہیں۔

2۔زبان اور اساطیر: انہوں نے نشاندہی کی کہ مذہبی کہانیاں اکثر زبان کے ارتقاء کی وجہ سے بدلی ہیں۔یعنی کسی خاص ثقافت کی زبان میں کسی خاص لفظ کا مطلب وقت کے ساتھ تبدیل ہو سکتا ہے، جس سے دیومالائی تصورات بھی بدل جاتے ہیں۔

3۔علامتی تشریحات: مختلف مذاہب میں موجود علامات جیسے صلیب، ہلال، اوم اور دیگر مذہبی علامات دراصل قدرتی عناصر کی عکاسی کرتی ہیں جنہیں وقت کے ساتھ مذہبی معانی دیے گئے۔

2.4 ایمائل در کھائم(Emile Durkheim)

ایمائل درکھائم (1858-1917) کلاسیکی ماہرینِ سماجیات میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ وہ ایک فرانسیسی سماجی مفکر تھے جنہوں نے سماج کو سائنسی نقطہ نظر سے سمجھنے کی کوشش کی۔ آگسٹ کومت نے سماجیات کو سائنسی بنیادوں پر استوار کرنے کا جو ویژن پیش کیا تھا در حقیقت درکھائم نے مضبوط اصولوں اور طریقہ کار کے ذریعے اُسے سائنسی بنیادوں پر قائم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

درکھائم نے سماجی ہم آہنگی، سماجی حقائق، خودکشی، کام کا بٹوارہ وغیرہ تصورات پر مضبوط سائنسی نوعیت کا کام انجام دیا ہے۔ اسی طرح درکھائم مذہب پر تفصیلی کاموں کے لئے بھی جانے جاتے ہیں۔ انہوں نے مذہب کو ایک سماجی حقیقت کے طور پر دیکھا جو سماج، فرد اور قدرت کے درمیان فطری تعلقات کو بیان کرتا ہے، نیز وہ اس کے سماجی اثرات پر بھی اظہارِ خیال کرتے ہیں۔ ان کی مشہور کتاب The Elementary Forms of Religious Life (1912) مذہب کے سماجی پہلوؤں پر ایک بنیادی تحریر مانی جاتی ہے، جس میں انہوں نے آسٹریلیاں کے 'اروناقبائل' (Arunta tribe) میں ٹوٹمزم کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا ہے۔ ان کے مطابق، مذہب محض دیوتاؤں یا مافوق الفطرت قوتوں پر یقین تک محدود نہیں ہے بلکہ ایک سماجی ادارہ ہے جو افراد کو آپس میں جوڑتا ہے اور سماجی اتحاد (social cohesion) کو مضبوط کرتا ہے۔ ذیل میں ان کے مذہب سے متعلق کاموں کا تفصیل سے جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

مذہب اور سماج کا تعلق:

یہ واضح رہنا چاہئے کہ جب در کھائم مذہب کو ایک سماجی حقیقت (social fact) قرار دیتے ہے تب وہ مذہب کو سماجی اور اجتماعی اظہار کے طور پر پیش کرتے ہیں نہ کہ بطور انفرادی اظہار۔ مذہبی رسوم ورواج ایک خصوصی گروہ یا معاشرے سے منسلک ہوتے ہیں جو معاشرے کے افراد کو ایک مشترکہ عقیدہ اور رسومات کے ذریعے متحد رکھتے ہیں۔ وہ مذہب کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"A religion is a unified system of beliefs and practices relative to sacred things, that is to say, things set apart and forbidden-beliefs and practices which unite into one single moral community called a church, all those who adhere to them".

"مذہب مقدس چیزوں کے بارے میں عقائد اور اعمال کا ایک منظم نظام ہے یعنی ان مقدس چیزوں کے بارے میں جو بڑی خاص ہیں اور لوگوں کی دسترس سے دور ہیں۔ یہ عقائد اور اعمال ان لوگوں کو، جو ان میں یقین رکھتے ہیں، چرچ نام کے ایک اخلاقی معاشرے سے باندھ دیتے ہیں۔"

یہ مذہب کی مشہور تعریفوں میں سے ایک ہے جو اُسے ایک انفرادی یا روحانی تجربے کے بجائے ایک اجتماعی سماجی مظہر کے طور پر پیش کرتی ہے۔

سماج بطورِ خدا

در کھائم کے مذہبی نظریات میں ایک اور اہم تصور 'سماج بطورِ خدا(Society as God) 'کا ہے۔ ان کے مطابق، جب افراد کسی مقدس ہستی یا دیوتا کی عبادت کرتے ہیں، تو در حقیقت وہ اپنے ہی سماج کی طاقت اور اثر ورسوخ کو ایک علامتی شکل میں تسلیم کر رہے ہوتے ہیں۔ در کھائم کا کہنا ہے:

"اگر ہم مذہب کے بنیادی اصولوں کا تجزیہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ انسان ہمیشہ کسی نہ کسی عظیم طاقت کی پرستش کرتا ہے اور یہ طاقت دراصل سماج ہی ہے جو اس کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔"

در کھائم کے مطابق، مذہبی عقائد اور رسومات اصل میں سماج کی اجتماعی طاقت کا عکس ہیں۔ ان کے نزدیک، دیوتا یا مقدس ہستی دراصل سماج کی وہی توانائی اور اختیار ہے جو افراد کو متحد رکھتی ہے۔ انہوں نے مزید لکھا کہ

"خدا اور سماج کے درمیان جو فرق ہم محسوس کرتے ہیں، وہ در حقیقت ایک نظری فرق ہے، جبکہ اصل میں یہ دونوں ایک ہی حقیقت کے دو مختلف اظہار ہیں۔"

یہ نظریہ مذہب کی ایک سماجی تعمیر کے طور پر تشریح کرتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ کس طرح مذہب انسانی سماجی ڈھانچے کی ہی پیداوار ہے۔ 'پرانے خدا مر چکے ہیں'(old Gods are dead) کے استعارے کے ذریعہ وہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ مختلف ادوار میں مذہب کبھی کمزور ہو گا تو کبھی اُس کی گرفت میں اضافہ ہو گا، مذہب وقت کے ساتھ مختلف شکلوں میں تبدیل ضرور ہو سکتا ہے لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ مذہب کا سفایا ہو جائے۔ اُس کا وجود ہر دور میں مسلسل قائم رہے گا اور سماج کی مختلف ضروریات کو پورا کرتا رہے گا۔

مقدس و غیر مقدس کا تصور

درکھائم نے دو پرانے مذہبی تصورات ،ای۔بی۔ٹائلر کا اینمزم(Animism) اور میکس موگر کا نیچر الزم (Naturalism) کو نشانہ تنقید بنایا۔ درکھائم کے مطابق یہ دونوں نظریات مذہب کو صرف توہمات تک محدود کر دیتے ہیں۔ جبکہ ان کا ماننا ہے کہ مذہب کا بڑا حصہ مقدس اور غیر مقدس(sacred and profane) کے گرد گھومتا ہیں۔یہی وجہ ہے کہ درکھائم نے مذہب کے مطالعے میں مقدس اور غیر مقدس کے درمیان فرق کو خاص اہمیت دی ہے۔ان کے مطابق:

1. **مقدس (Sacred):** وہ اشیاء، خیالات یا اعمال جو سماج میں خاص تقدس اور احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ روزمرہ زندگی میں استعمال ہونے والی چیزوں سے ہٹ کر ہوتے ہیں۔ مذہبی رسومات کے ذریعے ان کا احترام قائم کیا جاتا ہے۔ مثلاً، مذہبی کتابیں، عبادات اور مذہبی شخصیات مقدس سمجھی جاتی ہیں۔

2. **غیر مقدس(Profane) :** عام روزمرہ زندگی میں استعمال کی چیزیں جو کسی خاص مذہبی یا روحانی اہمیت کی حامل نہیں ہوتیں۔ مثلاً، کھانے پینے کے عام برتن یا روزمرہ کے کپڑے پروفین میں شمار کئے جاتے ہیں۔

درکھائم کے مطابق، مذہب کا بنیادی کام ان دو دائروں (مقدس اور غیر مقدس) کے درمیان فرق کو برقرار رکھنا اور مقدس اشیاء کو سماجی استحکام کے لیے استعمال کرنا ہے۔ انسانی خیالات میں اِن دونوں کے مابین اِس سے زیادہ واضح اور صاف فرق اور کہیں نہیں دیکھا جاسکتا ہے۔ البتہ ایسا نہیں ہے کہ مقدس اور غیر مقدس ایک دوسرے کی جگہ نہیں لے سکتے۔ مقدس کو غیر مقدس اور غیر مقدس کو مقدس بنایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ہندوازم میں کسی غیر مقدس چیز کو گنگا کے پانی سے دھو کر پھر سے مقدس بنایا جاسکتا ہے، اسی طرح اسلام میں غسل اور وضو کے ذریعہ ناپاکی کی حالت کو پاکیزگی میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ البتہ مقدس چیزوں کی اپنی حیثیت اور اپنا مقام ہوتا ہے، چہ جائیکہ غیر مقدس چیزیں کتنی ہی مہنگی، قیمتی اور خوبصورت کیوں نہ ہو مقدس چیزوں سے اعلیٰ مقام نہیں حاصل کر سکتیں۔

ٹوٹیمزم اور مذہب کی ابتدائی شکلیں

درکھائم نے ابتدائی معاشروں میں مذہب کے مطالعے کے لیے آسٹریلیا کے قبائلی گروہوں کے عقائد کو بنیاد بنایا۔ انہوں نے ٹوٹیمزم (Totemism) کو مذہب کی سب سے بنیادی اور ابتدائی شکل قرار دیا۔ ٹوٹیمزم میں ایک قبیلہ کسی خاص جانور، پودے یا قدرتی عنصر کو اپنا مقدس نشان (Totem) مانتا ہے اور اسے عبادات کا مرکز سمجھتا ہے۔ درکھائم کے مطابق، ٹوٹیم دراصل اس قبیلے کی اجتماعی شناخت کا مظہر ہوتا ہے، اور لوگ اس کی عبادت درحقیقت اپنے ہی سماج کے اتحاد کو مضبوط کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

درکھائم کے نزدیک، ٹوٹیمزم سے جدید مذاہب تک تمام مذہبی نظاموں کی بنیاد یہی ہے کہ وہ سماجی اقدار اور یکجہتی کو برقرار رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔

مذہب کا سماجی کردار

درکھائم نے مذہب کے سماجی کردار پر بھی زور دیا اور اس کے تین بنیادی سماجی افعال کی نشاندہی کی:

1 . سماجی اتحاد(Social Cohesion) : مذہب افراد کو ایک مشترکہ عقیدہ اور اقدار کے تحت جوڑ کر سماجی یکجہتی پیدا کرتا ہے۔

2 . اخلاقی نظم وضبط(Social Control): مذہبی اصول اور قوانین افراد کو ایک مخصوص طرزِ زندگی اپنانے پر مجبور کرتے ہیں، جو سماجی نظم کو برقرار رکھنے میں مدد دیتا ہے۔

3 . شناخت اور معنویت(Identity and Meaning) : مذہب افراد کو زندگی کا مقصد اور معنی فراہم کرتا ہے اور مشکل وقت میں انہیں جذباتی سہارا دیتا ہے۔

2.5 میکس ویبر (Max Weber)

میکس ویبر (1864-1920) ایک جرمن ماہرِ سماجیات تھے جو سماجیات، معاشیات اور سیاسیات میں اپنے انقلابی خیالات کے لیے مشہور ہیں۔ انہوں نے سماجی عمل، بیوروکریسی اور جدیدیت پر گہرے تجزیے پیش کیے۔ ویبر کلاسیکی سماجیات میں خاص طور پر 'تعبیری (Interpretative)' طریقہ کار اور اقدار سے آزاد سائنس کے حوالہ سے منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ ویبر کا مذہب پر کیا گیا کام بنیادی طور پر اس کے سماجی و معاشی اثرات پر مرکوز تھا، جس میں انہوں نے واضح کیا کہ مذہب، ثقافت اور معیشت کے درمیان باہمی تعلق کیسے سماجی تبدیلی میں مثبت کردار ادا کرتا ہے۔

ویبر کے مطابق، مذہب انسانی زندگی کا ایک لازمی حصہ ہے جو نہ صرف انفرادی اخلاقیات بلکہ سماجی ڈھانچے پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ انہوں نے مذہب کو ایک ایسا ادارہ قرار دیا جو انسانی عقائد، طرزِ زندگی اور اقتصادی و سماجی رویوں کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

مذہب کے ارتقاء سے متعلق ویبر کے تصورات

ویبر نے مذہب کے ارتقاء کو ایک سماجی و ثقافتی عمل کے طور پر دیکھا۔ ان کے مطابق، مذہب محض عقائد کا مجموعہ نہیں بلکہ سماجی نظم و ضبط کا ایک ذریعہ ہے جو مختلف تاریخی و معاشرتی عوامل سے متاثر ہوتا ہے۔ ویبر نے مذہب کو جادوئی، کرشماتی، اور عقلی مراحل میں تقسیم کیا، جہاں مذہب ایک ارتقائی شکل میں سماجی زندگی کا حصہ بنتا ہے۔

- پروٹیسٹنٹ اخلاقیات اور سرمایہ داری:

میکس ویبر کا سب سے مشہور کام The Protestant Ethic and the Spirit of Capitalism (1905) ہے، یہ تحریر1904 اور 1905 میں دو مقالوں کے طور پر شائع ہوئی تھی جو بعد میں ایک کتاب کی شکل میں جرمن زبان میں منظر عام پر آئیں۔ جسے بڑے پیمانے پر مقبولیت اس وقت ملی جب ٹالکوٹ پارسن نے 1930 میں اُس کا انگریزی ترجمہ کیا۔ انہوں نے اِس کتاب میں سرمایہ دارانہ نظام کے ارتقاء میں عیسائی مذہب کے پروٹسٹنٹ فرقہ 'کیلونزم' (Calvinism) کے تاریخی کردار کو اجاگر کیا ہے۔ جس میں وہ یہ دعویٰ پیش کرتے ہیں کہ پروٹیسٹنٹ عقائد، خاص طور پر کیلونزم، نے سرمایہ دارانہ نظام کی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

وہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں مختلف ممالک کی پیشہ ورانہ شماریات کا تجزیہ کرتے ہوئے سوال اٹھاتے ہیں کہ کیوں سرمایہ پر مالکانہ حق، بڑے عہدے، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تکنیک سے لیس مزدور ایک خاص مذہبی فرقہ (پروٹیسٹنٹ) سے وابستہ ہیں؟ انہوں نے اس سوال کے جواب میں تفصیل سے سرمایہ دارانہ نظام کی روح اور پروٹیسٹنٹ اخلاقیات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ ان کے مطابق جدید سرمایہ دارانہ نظام کو جنم دینے والی ذہنیت صرف پروٹیسٹنٹ فرقہ میں ہی کارفرما تھیں۔ ویبر پروٹیسٹنٹ مذہبی اخلاقیات میں، خاص طور پر ایمانداری، محنت، سادگی اور دنیاوی کامیابی کے تصورات کو اجاگر کرتے ہیں۔ 'روح' سے اُن کی مراد مختلف طرح کے رویے، کام کے طریقے اور خیالات ہیں مثال کے طور پر کیلونزم میں مانا جاتا ہے کہ 'وقت ہی پیسہ ہے'(time is money)، 'پیسے سے پیسہ کمایا جاتا ہے'(money begets money)، 'ادھار کی اہمیت'(credit is money) وغیرہ۔

ایک کیلوینسٹ خدا پر بے انتہاء یقین رکھتا ہے وہ خدا کو سب سے زیادہ طاقتور تسلیم کرتا ہے اور اس سے قریب ہونے کو زندگی کا سب سے اہم ہدف مانتا ہے۔ کیلونزم کے مطابق دنیا میں کامیابی حاصل کرکے ہی ایک فرد اپنے آپ کو" خدا کا پسندیدہ اور منتخب کردہ(chosen or elected)" ثابت کرسکتا ہے۔ گویا خدا کی خوشنودی سخت محنت کے ذریعہ دنیاوی ترقی میں پوشیدہ ہے اور خدا صرف ان ہی کی مدد کرتا ہے جو خود کی مدد کرتے ہیں اور اسی کے ذریعہ نجات ممکن ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کیلونزم کا بنیادی عقیدہ دوسرے مذاہب سے اِس بنیاد پر مختلف ہے کہ وہ مادی ترقی کو معیوب نہیں سمجھتا بلکہ خدا سے قُرب کا لازمی حصہ تسلیم کرتا ہے۔ ان کی نگاہ میں 'کام(ورک)' اپنے آپ میں ایک مقصد ہے اور کام ہی خدا کی پکار(calling) ہے۔

- کارل مارکس کی تنقید کے تناظر میں ویبر کا نظریہ:

ویبر کے پروٹیسٹنٹ اخلاقیات سے متعلق کام کے پس منظر میں موجود ایک اہم پہلو کو سمجھنا ضروری ہے۔ دراصل کارل مارکس نے سرمایہ داری کی جڑیں مادی حالات میں تلاش کیں اور مذہب کو "عوام کے لیے افیون" قرار دیا تھا، یعنی ایک ایسا ذریعہ جو سماجی استحصال کو سہارا فراہم کرتا ہے۔ اس کے برعکس، ویبر نے مذہب کو ایک فعال عنصر کے طور پر دیکھا جو سماجی تبدیلی میں معاون ہو سکتا ہے۔ ویبر کے مطابق، پروٹیسٹنٹ مذہبی اخلاقیات نے مغربی سرمایہ داری کی ترقی میں کلیدی کردار ادا کیا، جبکہ مارکس نے سرمایہ داری کو محض طبقاتی جدوجہد کا نتیجہ قرار دیا تھا۔ ویبر نے مارکس کے نظریے کی اس حد تک نفی کی کہ انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مادی حالات کے بجائے مذہبی خیالات بھی سماجی و معاشی ڈھانچے کو متاثر کرسکتے ہیں۔

عالمی مذاہب کا تقابلی تجزیہ

ویبر نے مختلف مذاہب، جیسے کہ عیسائیت، یہودیت، ہندوازم، بدھ مت اور چین میں کنفیوشس ازم اور اسلام کا تقابلی تجزیہ بھی کیا۔ اس حوالہ سے ان کی دیگر کتابیں جیسے 1913 میں دی ریلیجن آف چائنا(The Religion of China)، 1916-17 میں دی ریلیجن آف انڈیا(The Religion of India) اور 1917 میں اینشینٹ جڈائزم(Ancient Judaism) مشہور ہیں۔

ویبر نے ان عالمی مذاہب کے سماجی اور معاشی زندگی پر اثرات کا مطالعہ کیا اور یہ جاننے کی کوشش کی کہ کیوں مغربی معاشروں میں سرمایہ داری زیادہ فروغ پذیر ہوئی جبکہ مشرقی معاشروں میں ایسا نہیں ہوا۔ ویبر بتاتے ہیں کہ ایسا نہیں تھا کہ دنیا کے دوسرے مقامات پر لوگ

تجارت نہیں کرتے تھے یا وہاں کوئی منظم تجارتی نظام موجود نہ تھا۔ دراصل اس سب کے باوجود وہاں سرمایہ دارانہ نظام کو فروغ اس لئے نہیں ملا کیوں کہ وہاں کیلونزم کی طرح 'خصوصی سماجی اخلاقیات '(particular ethos) نہیں تھے۔ وہ دیگر عالمی مذاہب کی خامیوں کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک خامی یہ ہے کہ مشرقی مذاہب میں دنیاوی کامیابی کے بجائے روحانی نجات کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، جو سرمایہ داری کے فروغ میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔ ویبر نے اپنی تحریروں میں چیدہ چیدہ عالمی مذاہب کی خامیاں بھی بیان کیں ہیں۔ مثال کے طور پر؛

- ہندوستان میں ہندوازم میں ذات پات اور کرما کا تصور سرمایہ دارانہ نظام کے فروغ میں رکاوٹ ثابت ہوا۔
- یہودیت کی چند خامیاں جو سرمایہ دارانہ نظام کے فروغ میں رکاوٹ رہیں؛ باہری دنیا سے الگ تھلگ رہنا، مذہبی عقائد پر خاندانی موروثیت جس میں کسی بھی سیاسی آزادی، کھانے پینے، خاندان یا نسل سے باہر شادی کرنے پر پابندی اور معاشی کارکردگی میں بے حد امتیازی ماحول وغیرہ۔
- چین میں کنفیوشس ازم سے متعلق چند خامیاں؛ چین میں سماجی ڈھانچہ، مذہب اور سخت قرابتداری نے سرمایہ دارانہ نظام کو پنپنے نہیں دیا۔ اسی کے ساتھ ریاست کی پسماندگی اور چینی زبان کو بھی وہ اہم سبب مانتے ہیں۔

2.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

ای بی ٹائلر کے مذہب کے ارتقائی نظریات نے سماجی اور بشریاتی علوم میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے مذہب کو ایک تاریخی اور سائنسی نقطہ نظر سے دیکھنے کی بنیاد رکھی اور انیمزم کے نظریے کے ذریعے مذہبی عقائد کے آغاز اور ارتقاء کی وضاحت کی۔ اگرچہ ان کے نظریات پر تنقید بھی کی گئی، لیکن ان کی تحقیق نے مذہب کو سماجی اور ثقافتی ارتقاء کے ایک اہم عنصر کے طور پر متعارف کرایا، جس کے اثرات آج بھی مذہبی بشریات (Anthropology of Religion) میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

میکس مولر کے مذہب پر کیے گئے کاموں نے جدید مذہبی مطالعات میں ایک نئی راہ ہموار کی۔ ان کے "نیچر ورشپ" کے تصور نے مذہب کی ابتدا کو قدرتی مظاہر کی پرستش سے جوڑا اور مائتھالوجیز کے مطالعے کے ذریعے مذہبی نظریات کے ارتقاء کو سمجھنے میں مدد دی۔ ان کا تقابلِ ادیان کا نظریہ آج بھی مذہبی مطالعات میں ایک اہم حوالہ سمجھا جاتا ہے۔

ایمائل درکھائم کی مذہب پر تحقیق سماجیات میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے مذہب کو ایک سماجی حقیقت کے طور پر دیکھا اور اس کے سماجی کردار کو واضح کیا۔ مقدس اور غیر مقدس، ٹوٹیمزم اور مذہب کے سماجی افعال جیسی اصطلاحات کے ذریعے انہوں نے مذہب کی تفہیم میں اہم اضافہ کیا۔ اگرچہ ان کے نظریات پر تنقید بھی کی گئی، مگر آج بھی مذہب کے سماجی اثرات کو سمجھنے کے لیے ان کے خیالات انتہائی اہم سمجھے جاتے ہیں۔

میکس ویبر کا مذہب سے متعلق کام آج بھی سماجیاتی مباحث میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے مذہب کے کردار کو محض ایک غیر مادی عنصر کے طور پر دیکھنے کے بجائے اسے سماجی تبدیلی اور معاشی ترقی کے ایک متحرک عنصر کے طور پر پیش کیا۔ ویبر کے نظریات نے مذہب اور سماجیات کے مطالعے میں ایک نیازاویہ پیش کیا جو کارل مارکس کی مادیاتی تشریح سے مختلف تھا۔

2.7 فرہنگ (Glossary)

- **سرمایہ دارانہ نظام** ایک ایسا معاشی ڈھانچہ ہے جس میں پیداوار اور تجارت نجی ملکیت میں ہوتی ہے اور منافع کمانا بنیادی مقصد ہوتا ہے۔ اس نظام میں مسابقت، آزاد منڈی اور نجی سرمایہ کاری کو فروغ دیا جاتا ہے۔ کارل مارکس کے مطابق، سرمایہ داری مزدوروں کے استحصال پر مبنی ہے، جبکہ میکس ویبر نے اس نظام کی ترقی میں مذہبی اخلاقیات کے کردار کو اجاگر کیا ہے۔

2.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Question)

1۔ ۔۔۔۔۔۔نے ڈارون کے حیاتیاتی ارتقاء کے نظریے سے متاثر ہو کر مذہب کا ارتقائی نظریہ پیش کیا۔

(a)درکھائم (b)مولّر (c)ٹائلر (d)ویبر

2۔ مذہبی نظریات کے ضمن میں آسٹریلیاں کے 'اورونتا قبائل' کا مطالعہ کس نے کیا؟

(a)کامٹ (b)ویبر (c)میکس مولر (d)درکھائم

3۔ ٹائلر نے کسے مذہب کا سب سے ابتدائی اور بنیادی مرحلہ قرار دیا ہے؟

(a)ٹوٹیم کو (b)اینمزم (c)بت پرستی کو (d)فتیشزم

4۔ کس مفکر نے تقابلِ ادیان اور تقابلی اساطیریات کی بنیاد رکھی؟

(a)درکھائم (b)ویبر (c)ٹائلر (d)مولر

5۔ انسان کا قدرتی عناصر کو دیوتاؤں کے طور پر تصور کرنا کیا کہلاتا ہے؟

(a)ٹوٹیمزم (b)نیچرورشپ (c)شرک (d)اینمزم

6۔ درکھائم کے مطابق مذہب کی ابتدائی شکل کیا تھی؟

(a)نیچرورشپ (b)اینمزم (c)ٹوٹیمزم (d)بت پرستی

7۔ میکس ویبر کی کتاب 'پروٹیسٹنٹ اخلاقیات اور سرمایہ داری کی روح' کا انگریزی ترجمہ کس نے کس سن میں کیا؟

(a)پارسن، 1905 (b)درکھائم، 1906 (c)ٹائلر، 1904 (d)پارسن، 1930

8۔ ہندوستان میں سرمایہ دارانہ نظام کے فروغ میں ۔۔۔۔۔۔رکاوٹ ثابت ہوا۔

(a)بدھ مت　(b)توہم پرستی　(c)ذات پات اور کرما　(d)بت پرستی

9۔ کیلونزم کے مطابق، کام (ورک) اپنے آپ میں ایک مقصد ہے اور کام ہی۔۔۔۔۔۔ہے۔

(a)خدا کی پکار ہے　(b)عبادت ہے　(c)عظیم ہے　(d)خدا ہے

10۔ وہ اشیاء، خیالات یا اعمال جو سماج میں خاص احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں کیا کہلاتے ہیں؟

(a)معتبر　(b)معیاری　(c)مقدس　(d)غیر مقدس

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Question)

1۔ میکس مولر کا تعارف کراتے ہوئے، نیچر ورشپ کا تصور سمجھایئے؟

2۔ مقدس اور غیر مقدس(Sacred and Profane)پر مختصر نوٹ تحریر کیجیے؟

3۔ میکس ویبر کے عالمی مذاہب سے متعلق کاموں کا جائزہ لکھیے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Question)

1۔ ٹائلر کا تعارف کیجیے اور اینمزم کا تصور، ارتقائی مراحل کے ساتھ مفصل بیان کیجیے؟

2۔ ایمائل درکھائم کے مذہب سے متعلق نظریات کو تفصیل سے بیان کیجیے؟

3۔ پروٹیسٹنٹ اخلاقیات کیوں کر سرمایہ دارانہ نظام کے فروغ کا ذریعہ ثابت ہوئیں، تفصیل سے لکھیے؟

اکائی 3۔ مذہب، جادو اور سائنس

(Religion, Magic and Science)

اکائی کے اجزا

3.0	تمہید
3.1	مقاصد
3.2	تفہیم: مذہب، جادو اور سائنس
3.3	سماجیاتی مباحثہ
3.4	مذہب، جادو اور سائنس کے مابین یکسانیت
3.5	مذہب، جادو اور سائنس کے مابین فرق
3.6	اکتسابی نتائج
3.7	فرہنگ
3.8	نمونہ امتحانی سوالات

3.0 تمہید (Introduction)

انسان ہمیشہ سے غیر یقینی صورتِ حال اور بحرانوں کا سامنا کرتا آیا ہے۔ عموماً یہ خیال کیا گیا ہے کہ جب بھی وہ کسی ایسی قوت یا مسئلے سے دوچار ہوا جسے وہ سمجھنے اور قابو پانے سے قاصر تھا، تو اس نے مختلف طریقے اپنائے۔ قدیم انسان کے پاس سائنسی علم اور منطق کی وہ سہولتیں موجود نہیں تھیں جو آج کے انسان کو حاصل ہیں، اس لیے اس نے یا تو **جادو** کے ذریعے قدرتی طاقتوں کو قابو میں لانے کی کوشش کی یا پھر **مذہب** کے ذریعے برتر قوتوں سے مدد مانگی۔ جادو ایک ایسا عمل ہے جس میں کچھ مخصوص رسومات یا علامتی حرکات کے ذریعے غیر مرئی قوتوں سے کام لیا جاتا ہے، جبکہ مذہب عقیدے، دعا اور عبادت کے ذریعے کسی برتر ہستی پر یقین کا نام ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مختلف تہذیبوں میں مذہب اور جادو دونوں نے انسانی زندگی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ لیکن جیسے جیسے انسانی ذہن ترقی کرتا گیا، اس نے حقیقت کو سمجھنے کے لیے ایک اور راستہ اختیار کیا، جسے ہم **سائنس** کہتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ موجودہ سائنسی منہج جدید

دور کی اپج ہے اور قدیم اَدوار میں موجود نہیں تھا، بس فرق یہ ہے کہ پہلے وہ منظم اور مستحکم شکل میں تسلیم شدہ منہج کے طور پر سامنے نہیں آیا تھا جیسے اس جدید دور میں آچکا ہے۔

آگست کامٹ کے "تین مراحل کے قانون (Law of Three Stages) " کے مطابق، انسانی ذہن تین مراحل سے گزرتا ہے: پہلا مذہبی مرحلہ (Theological Stage) –جہاں ہر چیز کو دیوتاؤں یا ماورائی طاقتوں کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دوسرا مابعد الطبیعیاتی مرحلہ (Metaphysical Stage) –جہاں تجریدی نظریات اور فلسفیانہ توجیہات کو اہمیت دی جاتی ہے۔ جبکہ تیسرا سائنسی مرحلہ (Scientific Stage) –جہاں مشاہدہ، تجربہ اور منطق کے ذریعے حقیقت کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔

آج کا دور سائنسی ترقی کا دور ہے، جہاں مشاہدہ اور تجربہ ہی حقیقت کو پرکھنے کے بنیادی اصول ہیں۔ مگر اس کے باوجود، جادو اور مذہب اب بھی مختلف معاشروں میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں اور انسانی ثقافت، نفسیات اور سماجی ڈھانچے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ باب اس بات کا جائزہ لے گا کہ کس طرح **مذہب، جادو اور سائنس** ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور انسانی زندگی میں ان کا کیا کردار ہے۔

3.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ

- جادو اور سائنس کی تعریفوں اور اقسام سے واقف ہو جائیں گے۔
- مذہب، جادو اور سائنس کے حوالہ سے ماہرینِ سماجیات کے تصورات اور مباحثہ کو سمجھ سکیں گے۔
- نیز مذہب، جادو اور سائنس کے مابین یکسانیت اور فرق کو سمجھ پائیں گے۔

3.2 تفہیم: مذہب، جادو اور سائنس (Understanding Religion, magic & science)

مذہب اور جادو وہ دو طریقے ہیں جن کے ذریعے انسان مشکلات اور بحرانوں کا سامنا کرتا ہے۔ ایسا سمجھا جاتا ہے کہ قدیم انسان کو زندگی کی سخت حقیقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا اور اس نے ان سے نمٹنے کے لیے کسی برتر قوت پر یقین کیا۔ وہ یا تو ان قوتوں کو اپنے قابو میں لانے کی کوشش کرتا تھا، یعنی جادو کے ذریعے، یا پھر عبادت اور دعا کے ذریعے ان کا احترام کرتا تھا، یعنی مذہبی طریقہ اپناتا تھا۔

جادو ایک ایسا نظام ہے جس کے ذریعے نظر نہ آنے والی قوتوں کو قابو میں کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ کوئی مطلوبہ نتیجہ حاصل کیا جاسکے۔ یہ قدیم معاشروں میں بہت اہم مقام رکھتا تھا۔ مختلف مصنفین نے جادو کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے، لیکن اس کا بنیادی مقصد نظر نہ آنے والی طاقتوں کے ذریعے مسائل کا حل تلاش کرنا رہا ہے۔

آگست کامٹ کے مطابق، انسانی فکر تین مراحل سے گزرتی ہے: تھیالوجیکل (مذہبی)، میٹافزیکل (مافوق الفطرت) اور سائنسی (اثباتیت)۔ ابتدائی دور میں انسان نے قدرتی مظاہر کی وضاحت مذہب اور دیوتاؤں کے ذریعے کی، پھر فلسفیانہ تصورات کے ذریعے حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی، اور آخرکار سائنسی دور میں داخل ہو کر تجربہ، مشاہدہ اور تحقیق کی بنیاد پر علم حاصل کیا۔ جدید دور کامٹ کے مطابق سائنسی دور ہے، جہاں جادو اور مذہب کے بجائے سائنسی طریقہ کار کو زیادہ اہمیت حاصل ہو چکی ہے۔

سابقہ اکائی میں چونکہ مذہب کی تعریفیں اور تصور کو تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے اسلئے ذیل میں ہم جادو اور سائنس کی چند تعریفیں پیش کریں گے۔

جادو کی تعریفیں(Definitions of Magic)

3۔ جیمز جارج فریزر (3922) کے مطابق :"جادو ایسے عقائد اور طریقوں کا مجموعہ ہے جو تنقید، جانچ پڑتال، اور مسترد کیے جانے کے دائرے میں نہیں آتے۔ "

According to James Goerge Frazer (1922), "Magic is inventory of beliefs and forms of behavior which are not subject to criticism, recheck and elimination."

2۔ بیلز اور ہو ئجر (1975) کے مطابق :"جادو تکنیکوں اور طریقوں کا ایک مجموعہ ہے جس کا مقصد یہ یقین رکھتے ہوئے کائنات کو قابو میں لانا ہے کہ اگر مخصوص طریقوں پر پوری طرح عمل کیا جائے تو یقینی طور پر مخصوص نتائج حاصل ہوں گے۔ یہ ایک منظم کائنات کے اصولِ سبب واثر (cause and effect) پر یقین رکھتا ہے۔ "

According to Beals and Hoijer (1975), "Magic is a body of techniques and methods for controlling the universe on the assumption that if certain procedures are followed minutely certain results are inevitable. It presupposes an orderly universe of cause and effect."

3۔ پروفیسر کیسنگ (1962) کے مطابق :"جادوئی عمل ایک ایسا طریقہ کار ہے جو قدرت کو مخصوص انداز میں موڑ کر انسانی خواہشات پوری کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔"

According to Prof. Keesing (1962), "A magical act is a rite carried out to twist nature in a specific way to satisfy human desire."

جادو کی درجہ بندی(Classification of Magic):

جادوئی طریقوں کی سب سے مشہور درجہ بندی جے جی فریزر نے پیش کی ہے۔ ان کے مطابق جادوئی اصول دو بنیادی تصورات پر مبنی ہوتے ہیں:

- جیسا کرو، ویسا ہو گا(Like produces like)۔
- جو چیز ایک بار کسی چیز سے جڑ جائے، وہ ہمیشہ جڑی رہتی ہے(Once in contact always in contact)۔

فریزر نے ان اصولوں کو دو قوانین میں تقسیم کیا: پہلا مشابہت کا قانون(Law of Similarity) ہے جبکہ دوسرا متعدی یا چھوت کا قانون (Law of Contact or Contagion)ہے۔ان قوانین کی بنیاد پر، انہوں نے جادو کو دو اقسام میں تقسیم کیا :

1۔ نقل کرنے والا یا ہومیو پیتھک جادو (Imitative or Homoeopathic Magic)

2۔ متعدی جادو(Contagious Magic)

نقل کرنے والا جادو (Imitative Magic)

یہ جادو مشابہت کے قانون (Law of Similarity) پر کام کرتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ جیسا کرو، ویسا ہو گا یا اثر ہمیشہ اپنے سبب سے مشابہت رکھتا ہے۔اس قانون کے مطابق، جادو گر یقین رکھتا ہے کہ وہ کسی بھی مطلوبہ اثر کو اس کی نقل کر کے پیدا کر سکتا ہے۔

نقل کرنے والے جادو کی دو اقسام ہوتی ہیں :پہلا سفید جادو (White Magic) – جو فائدہ پہنچانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسرا کالا جادو (Black Magic) – جو نقصان پہنچانے کے لیے کیا جاتا ہے۔

(1) سفید جادو (White Magic) :ایسا جادوئی عمل جو کسی اچھے اور مثبت مقصد کے لیے کیا جائے، سفید جادو کہلاتا ہے۔اس کی مثالیں درج ذیل ہیں :

-زرخیزی کے جادوئی طریقے (Fertility rites) جنہیں فصلوں کی پیداوار بڑھانے یا انسانوں اور جانوروں کی افزائش کے لیے انجام دیا جاتا ہے۔

-قدیم دور کے غاروں کی مصوری یا آسٹریلوی قبائل کے ٹوٹیمک رسوم بھی اسی جادو کی مثالیں ہیں، جنہیں شکار اور خوراک کے ذخائر میں اضافہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

-بارش کا جادو (Rain Magic) – قدیم قبائل یہ مانتے تھے کہ اگر وہ بارش کے عمل کی نقالی کریں، جیسے پانی کے بہاؤ یا بارش کے گرنے کی نقل، تو اصل میں بارش ہو گی۔

-کچھ قبائل یقین رکھتے ہیں کہ بادلوں کی گرج (Thunder) بارش کا سبب بنتی ہے، اس لیے جب انہیں بارش کی ضرورت ہوتی ہے، تو وہ کسی پہاڑی پر جا کر مرغی یا سور کی قربانی دیتے اور پھر بڑے پتھر لڑھکاتے تاکہ گرج جیسی آواز پیدا ہو اور بارش آ جائے۔

(2) کالا جادو(Black Magic) :کالا جادو وہ جادو ہے جو ہمیشہ کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے کیا جاتا ہے۔اس کی سب سے نمایاں اور عام شکل تصویری جادو (Image Magic) ہے، جس میں انسانی یا حیوانی پتلوں اور تصویروں پر عمل کیا جاتا ہے اور یقین رکھا جاتا ہے کہ جو کچھ ان تصاویر کے ساتھ کیا جائے گا، وہ حقیقت میں بھی واقع ہو گا۔

-پتلے جلانے کو عام طور پر کالے جادو کی ایک شکل سمجھا جاتا ہے۔

-مانا جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کی تصویر یا پتلا جلایا جائے، تو وہ شخص بھی اسی طرح تکلیف میں مبتلا ہو گا۔

متعدی جادو (Contagious Magic)

متعدی جادو رابطے کے قانون (Law of Contact) سے منسلک ہے، جس کا اصول یہ ہے کہ جو چیز ایک بار کسی کے ساتھ جڑ جائے، وہ ہمیشہ اس سے جڑی رہتی ہے، چاہے بعد میں وہ جسمانی طور پر الگ ہو جائے۔

-قدیم معاشروں میں لوگ ایک دوسرے کے کپڑے پہننے سے گریز کرتے تھے، صفائی ستھرائی کی وجہ سے نہیں بلکہ اسی خیال کی وجہ سے کہ کسی کے کپڑے پہننے سے اُس کے اثرات دوسرے کے جسم کا حصہ بن جاتے ہیں۔

-رابطے کا یہ اصول جسم کے دوسرے حصوں پر بھی لاگو ہوتا ہے، جیسے ناخن، بال، ذاتی اشیاء اور برتن۔

-بعض قبائل مرنے والوں کی ذاتی اشیاء استعمال نہیں کرتے بلکہ انہیں دفن یا جلا دیتے ہیں کیونکہ وہ ان اشیاء کو مردہ شخص کے وجود کا حصہ سمجھتے ہیں۔

سائنس کی تعریفیں (Definitions of Science):

1۔برونیسلاو میلی نوسکی (Bronislaw Malinowski) کے مطابق :"سائنس انسانی تجربے اور مشاہدے کی بنیاد پر پیدا ہونے والا علم ہے، جو عملی مسائل کو حل کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔"

According to Bronislaw Malinowski, "Science is knowledge based on human experience and observation, used to solve practical problems."

2۔اگست کومٹ (Auguste Comte) کے مطابق:"سائنس وہ علم ہے جو مشاہدے اور تجربے پر مبنی ہو اور جسے معروضی طریقے سے جانچا جا سکے۔"

According to August Comte, "Science is the knowledge that is based on observation and experiment and can be tested objectively."

3۔رابرٹ مرٹن (Robert Merton) کے مطابق :"سائنس ایک سماجی ادارہ ہے جو علم کے منظم حصول پر مبنی ہے اور جس کے اصول تحقیق، تجربے اور معروضیت پر قائم ہیں۔"

According to Robert Merton, "Science is a social institution based on systematic acquisition of knowledge, governed by principles of research, experimentation, and objectivity."

3.3 سماجیاتی مباحثہ (Sociological Debate)

اب ہم مذہب، جادو اور سائنس کے سماجیاتی مباحث کو پیش کریں گے تاکہ ان کے باہمی تعلق کو سمجھا جا سکیں۔ جادو، مذہب اور سائنس تینوں انسانی معاشرتی زندگی کے اہم پہلو رہے ہیں، اور مختلف سماجی مفکرین نے ان پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ اس سے پہلے کی اکائی

میں تفصیل سے ایمائل درکھائم، میکس ویبر، ٹائلر اور میکس مولر کے مذہب سے متعلق سماجیاتی تصورات کو بیان کیا جاچکا ہے۔ اب ہم جیمس فریزر، میلی نوسکی کے خیالات کا جائزہ لیں گے تاکہ طلباء سماجیاتی نقطۂ نظر بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

جیمس فریزر کا نظریہ

جیمس فریزر نے اپنی کتاب The Golden Bough میں جادو، مذہب اور سائنس کو انسانی فکری ترقی کے تین مراحل کے طور پر پیش کیا۔ ابتدائی انسان سب سے پہلے جادو پر یقین رکھتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ مخصوص اعمال سے قدرتی طاقتوں کو قابو میں لایا جاسکتا ہے۔ جب جادو ناکام ہوا، تو اس نے مذہب کی طرف رخ کیا اور قدرتی طاقتوں کو خدائی یا روحانی ہستیوں سے منسلک کرنا شروع کیا۔ بعد ازاں، جیسے جیسے انسانی شعور اور سائنسی علم میں ترقی ہوئی، اس نے حقیقت جاننے کا سب سے موثر طریقہ سائنس کو سمجھا۔

فریزر کے مطابق جادوئی طریقے یہ ظاہر کرتے ہے کہ انسان فطرت کو براہ راست کنٹرول کرنے کا اعتماد رکھتا ہے۔ یہ رویہ جادوئی رسومات کو سائنسی طریقہ کار کے مترادف بنادیتا ہے۔ مزید برآں، فریزر واضح کرتے ہیں کہ مذہب کا مطلب یہ ہے کہ انسان فطرت کو براہ راست کنٹرول کرنے میں اپنی نااہلی کو قبول کرتا ہے اور اس انداز میں مذہب انسان کو جادو سے اوپر لے جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں، وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مذہب سائنس کے شانہ بشانہ موجود ہے۔

بعد ازاں، فریزر کے کام کو نشانۂ تنقید بناکر بہت سے مغربی مفکرین نے اہم اضافے پیش کئے۔ ان مفکرین میں ماؤس، میریٹ، Preuss اور ہیوبرٹ قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے مطابق بظاہر سائنس اور جادو ملتے جلتے دکھائی تو دے سکتے ہیں لیکن وہ ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں۔ مثال کے طور پر، سائنس عقل پر مبنی ہے، مشاہدات اور تجربات کی بنیاد پر ترقی کرتی ہے جبکہ جادو روایت سے پیدا ہوا ہے۔ مشاہدات اور تجربات سے اس کی تصدیق نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح سائنسی علم ہر اس شخص کے لیے کھلا ہے جو اسے سیکھنا چاہتا ہے جبکہ جادوئی فارمولوں کو خفیہ رکھا جاتا ہے اور صرف مخصوص متبعین کو سکھایا جاتا ہے۔ مختلف قبائلی معاشروں میں جادو کے لئے مختلف نام رائج ہے جیسے میلانیشیائی اسے 'مانا(mana)' کہتے ہیں، کچھ آسٹریلوی قبائل اسے 'ارنگ کوئلتھا(arungquiltha)' کہتے ہیں، بہت سے امریکی ہندوستانی گروہ اسے 'واکان(wakan)، اوریندا(orenda)، مانیتو(manitu)' کہتے ہیں۔

میلی نوسکی کا نظریہ

میلی نوسکی نے اپنی مشہور تصنیف "Magic, Science and Religion and Other Essays" میں جادو، سائنس اور مذہب کے درمیان فرق اور ان کے سماجی و نفسیاتی پہلوؤں پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ میلی نوسکی نے جادو اور مذہب کو سماجی کارکردگی اور نفسیاتی ضروریات سے جوڑا ہے۔ اس کے مطابق، جادو وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں انسان کو غیر یقینی صورتحال اور بے بسی کا سامنا ہو، جیسے غیر متوقع موسم، ماہی گیری، زراعت یا بیماری۔ جبکہ مذہب عقائد، رسومات اور اخلاقیات کا ایک ایسا نظام ہے جو انسان کو زندگی کے بڑے سوالات کے جواب دیتا ہے۔ نیز مذہب مشکل حالات میں نفسیاتی تسکین فراہم کرتا ہے اور سماجی یکجہتی کو بھی فروغ دیتا ہے۔ سائنس عملی مشاہدے اور تجربے پر مبنی علم ہے، جو فطری قوانین کو سمجھنے اور قابو پانے میں مدد دیتا ہے۔ یہ معروضیت (Objectivity) اور تجرباتی ثبوت (Empirical Evidence) پر انحصار کرتا ہے۔ سائنس ارتقاپذیر علم ہے جو مستقل تحقیق اور بہتری کے عمل سے گزرتا ہے۔

مختصر یہ کہ میلی نوسکی کے مطابق، جادو، مذہب اور سائنس تینوں انسانی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، لیکن ان کے دائرہ کار الگ ہیں۔ جادو غیر یقینی صورتحال میں عملی تحفظ فراہم کرتا ہے، مذہب روحانی اور سماجی سکون فراہم کرتا ہے، جبکہ سائنس عملی دنیا کو سمجھنے اور اس پر قابو پانے کا ذریعہ ہے۔

3.4 مذہب، جادو اور سائنس کے مابین یکسانیت

(Similarities between Religions. Magic and Science)

سائنس اور مذہب :

سائنس علم کی تلاش اور مسائل کو حل کرنے کا طریقہ ہے۔ جیسے مذہب اور سائنس دونوں انسان کے فہم کے ذرائع ہیں، اسی طرح یہ دونوں حقیقت کو سمجھنے کے طریقے بھی ہیں۔ سائنس اور مذہب دونوں کا مقصد نامعلوم دنیا کو دریافت کرنا ہے۔ مذہب کا زیادہ جھکاؤ اجتماعی زندگی کی طرف ہوتا ہے، جبکہ سائنس بھی سائنسی برادری کے تعاون اور اجتماعی محنت پر زور دیتی ہے۔ دونوں سچائی تک رسائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن تاریخ میں کئی مواقع پر، چاہے وہ جنگیں ہوں یا دیگر تنازعات، سائنس اور مذہب دونوں کا استعمال انسانیت کے خلاف کیا گیا ہے۔ دونوں اپنے ماہرین کے لیے مخصوص قابلیت اور شرائط بھی رکھتے ہیں۔

سائنس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر مشاہدے کو بغیر تحقیق کے قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی حقیقت اور معنی کو تجربات کے ذریعے جانچا جاتا ہے۔ لیبارٹری میں تمام عوامل (جیسے وقت، جگہ، افراد، آلات وغیرہ) کو کنٹرول کیا جاتا ہے تاکہ نتائج پر کسی بیرونی عنصر کا اثر نہ ہو۔

جادو اور مذہب:

جادو اور مذہب دونوں اپنے کردار میں موافقت (adaptation) کے ذرائع کے طور پر ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں۔ درج ذیل کچھ نکات ہیں جو جادو اور مذہب کے درمیان تعلق اور یکسانیت کو واضح کرتے ہیں :

- جادو اور مذہب دونوں دنیا کے رازوں سے پردہ اٹھانے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ دونوں کا مقصد انسانی زندگی میں پوشیدہ اور غیر مرئی قوتوں کو سمجھنا اور ان سے تعامل کرنا ہے۔
- مذہب خدا اور روح کے ذریعے دنیا کی تشریح کرتا ہے، جبکہ جادو قوتوں (forces) کے ذریعے اس کی وضاحت کرتا ہے۔ تاہم، کوئی ایک ہی شخص اکثر جادوگر اور پجاری یا عامل کا کردار ادا کرتا ہے۔
- جادوگر کا فن اور مذہبی رسومات دونوں کا مقصد ایک ایسا ماحول بنانا ہوتا ہے جو لوگوں کو متاثر کرے اور ان میں قبولیت کی فضا پیدا کرے۔
- دونوں کا مقصد انسانی ضروریات، خواہشات اور خوف کا جواب دینا ہے۔ جادو اور مذہب دونوں ہی انسان کو غیر یقینی حالات میں تحفظ اور سکون کا احساس فراہم کرتے ہیں۔

- جادو اور مذہب دونوں میں رسومات (rituals) کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ رسومات اکثر مشترکہ ہوتی ہیں، جیسے دعا، قربانی، یا مخصوص حرکات وسکنات۔
- جادو اور مذہب دونوں کا استعمال قدرتی آفات، بیماریوں، یا دیگر بحرانی حالات میں کیا جاتا ہے۔ یہ انسان کو امید اور حوصلہ فراہم کرتے ہیں کہ وہ ان مشکلات پر قابو پا سکتا ہے۔

جادو اور سائنس :

سائنس اور جادو کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ دونوں ہی مشینی یا میکانیکی طریقہ کار (mechanistic procedures) پر انحصار کرتے ہیں۔ جادو اور سائنس دونوں یہ مانتے ہیں کہ غیر متغیر تعلقات (non-variant relations) موجود ہیں اور غیر شخصی اسباب ایک خاص میکانیکی انداز میں کام کرتے ہیں۔ جادو میں (cause and effect سبب اور اثر) کی یکسانیت (uniformity) کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ فریزر کا کہنا ہے کہ دونوں بنیادی طور پر ایک جیسے ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ جادو سبب اور اثر کے تعلق کے بارے میں غلط مفروضوں پر مبنی ہے۔

3.5 مذہب، جادو اور سائنس کے مابین فرق

(Difference between Religion, Magic and Science)

سائنس اور مذہب :

- سائنس غیر جانبداری (Neutrality) اور معروضیت (Objectivity) پر یقین رکھتی ہے، جبکہ مذہب میں چند اعتقادات کو تسلیم کرنا زیادہ ضروری ہوتا ہے۔
- سائنسی طریقہ کار ذاتی تعصب (Bias) کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے، جبکہ مذہب میں ایمان اور عقیدے کی بنیاد پر یقین کیا جاتا ہے۔
- سائنس درستگی (Precision) اور پیمائش (Measurement) پر یقین رکھتی ہے، جبکہ مذہب پیمائش کے بالمقابل کیفیت و معیار پر توجہ دیتا ہے۔
- سائنس نامعلوم کو معلوم میں تبدیل کرتی ہے، لیکن مذہب میں خدا کو تجرباتی سطح پر ثابت کرنے کے بجائے روحانی تجربہ پر زور دیا جاتا ہے۔
- سائنسی علم کا عملی فائدہ ٹیکنالوجی کی صورت میں نظر آتا ہے، جو قدرت پر قابو پانے میں مدد دیتا ہے، جبکہ مذہب اس طرح کے فوری اور ٹھوس نتائج کے بجائے مادی اشیاء کو برتنے کے اخلاقی و اصولی اقدار متعین کرتا ہے۔
- سائنسی علم اور اس کے اصول دنیا بھر میں یکساں اور قابلِ قبول ہو سکتے ہیں، جبکہ مذہبی اصول آفاقی اور مقامی نیز ایک دوسرے سے مختلف بھی ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ سائنس اور مذہب دونوں انسان کی حقیقت کو سمجھنے کی کوششیں ہیں، لیکن ان کے طریقے اور اثرات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اب آیئے ہم جادو اور مذہب کے مابین فرق اور تعلق کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جادو اور مذہب:

نوربیک نے ولیم جے گوڈے کے کام سے جادو اور مذہب کے درمیان فرق کو بیان کیا ہے، جو ایک قطبی اسکیم (polar scheme) کی تشریح کرتے ہیں۔ جادو اور مذہب ایک تسلسل (continuum) کو ظاہر کرتے ہیں، اور انہیں صرف 'مثالی طور پر' الگ کیا جاتا ہے۔

- جادو کا تعلق عام طور پر فوری، مخصوص اور واضح اہداف سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، جادو کے ذریعے کسی بیماری کو فوراً ٹھیک کرنا یا کسی خاص مسئلے کا حل نکالنا۔ جبکہ مذہب کے اہداف زیادہ وسیع اور عمومی ہوتے ہیں، جیسے خیر و بھلائی، صحت، مصائب و مشکلات سے نجات، یا آخرت میں کامیابی وغیرہ۔ مذہب کے اہداف میں دنیاوی فوائد بھی شامل ہو سکتے ہیں، لیکن یہ زیادہ تر اجتماعی اور اخلاقی بہتری پر مرکوز ہوتے ہیں۔ اس طرح، جادو کا مقصد فوری اور مخصوص ہوتا ہے، جبکہ مذہب کے اہداف زیادہ وسیع اور دیرپا ہوتے ہیں۔
- جادوئی عمل میں چالاکی پر مبنی (manipulative) رویہ پایا جاتا ہے، جبکہ مذہب میں عاجزی، مناجات یا خوشامد کا رویہ ہوتا ہے۔
- جادو کے عمل میں عام طور پر تعلق کی نوعیت پیشہ ور اور گاہک کی ہوتی ہے، جبکہ مذہب میں یہ تعلق مقدس اور روحانی ہوتا ہے جیسے نبی اور پیروکار (prophet-follower) کا تعلق۔
- جادو کے عمل میں انفرادی اہداف زیادہ نمایاں ہوتے ہیں، جبکہ مذہب میں اجتماعی اہداف کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اگر جادو کا عمل ناکام ہو جائے، تب بھی اس میں دوسرے طریقوں کو شامل یا تبدیل کرنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔
- جادو کے عمل میں یہ فیصلہ کرنے کا اختیار عام طور پر جادوگر کے پاس ہوتا ہے کہ عمل شروع کیا جائے یا نہیں۔ جبکہ مذہبی مقاصد کے لیے، رسومات کو ضرور انجام دینا ہوتا ہے، کیونکہ یہ کائنات کے نظام کا حصہ سمجھے جاتے ہیں۔
- معاشرے کی نظر میں جادو کو ایک آلہ (instrumental) سمجھا جاتا ہے، اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ معاشرے کے خلاف بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ جبکہ مذہبی رسومات کو معاشرے کے خلاف استعمال کرنے کا امکان نہیں سمجھا جاتا۔
- جادو کو صرف اہداف کے حصول کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جبکہ مذہب میں رسومات کو بعض اوقات اپنے آپ میں مقصد سمجھا جاتا ہے، نہ کہ صرف کسی مقصد کے حصول کا ذریعہ۔

یہ نکات جادو اور مذہب کے درمیان بنیادی فرق کو واضح کرتے ہیں، اور ایک طالب علم کو یہ سمجھنے میں مدد دیتے ہیں کہ کیوں ہم ان دونوں کو الگ الگ سمجھتے ہیں۔

جادو اور سائنس:

- سائنسی رویہ مبنی بر حقیقت ہوتا ہے، جبکہ جادوئی رویے میں حیرت، توقع، اور غیر یقینی جیسے عناصر شامل ہوتے ہیں۔ سائنس صرف قدرتی وجوہات کو مانتی ہے اور نتیجے تک پہنچنے کے لیے مشاہدہ، تجربہ، اور تصدیق (verification) کا سہارا لیتی ہے۔ جادو، دوسری طرف، پوشیدہ یا مخفی وجوہات کو مانتا ہے اور ایک غیر حقیقی ماحول میں کام کرتا ہے، جس میں تصدیق کو اس کے طریقہ کار کا حصہ نہیں سمجھا جاتا۔
- سائنس کی ناکامیوں کی وجہ ناکافی علم ہوتا ہے، جنہیں مزید تحقیق کے ذریعے درست کیا جا سکتا ہے۔ جادو کی ناکامیوں کو عام طور پر رسومات کے عمل میں کسی غلطی یا پھر زیادہ طاقتور جادوگر کے counter-magic کو وجہ سے سمجھا جاتا ہے۔
- سائنس کا مقصد فطری دنیا کو سمجھنا اور اس پر کنٹرول حاصل کرنا ہے، جبکہ جادو کا مقصد غیر مرئی قوتوں کو متحرک کر کے فوری نتائج حاصل کرنا ہوتا ہے۔
- سائنس میں تجربات اور مشاہدات کو دہرایا جا سکتا ہے اور ان کی تصدیق کی جا سکتی ہے، جبکہ جادو کے عمل کو اکثر یک بارگی اور ناقابل تصدیق سمجھا جاتا ہے۔
- سائنس کو عام طور پر معاشرے میں عقلی اور معتبر سمجھا جاتا ہے، جبکہ جادو کو اکثر شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، حالانکہ بعض معاشروں میں اس کی اہمیت تسلیم کی جاتی ہے۔

اس طرح، جادو اور سائنس دونوں اپنے اپنے انداز میں انسان کی فطری دنیا کو سمجھنے اور اس پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن ان کے طریقہ کار، مفروضات، اور نتائج میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔

3.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ سے ہم بآسانی مذہب، جادو اور سائنس کے تصور کو سمجھ سکتے ہیں۔ دراصل انسان ایک سماجی مخلوق ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مذہبی و روحانی وجود بھی ہے۔ ابتداء سے مذہب انسان کی اہم توجہ کا مرکز رہا ہے جو بلاشبہ انسانی زندگی کی قدیم ترین دلچسپیوں میں سے ایک ہے۔ مذہب ایک عالمگیر، دائمی اور ہر جگہ موجود دلچسپی کا موضوع ہے۔ یہ زندگی کے ان پہلوؤں سے تعلق رکھتا ہے جہاں فوق الفطرت قوتوں (supernatural forces) کا دخل یقینی سمجھا جاتا ہے۔

جادو اور مذہب دونوں بحرانوں سے نمٹنے کے دو مختلف طریقے ہیں۔ ایسا سمجھا جاتا ہے کہ ابتدائی انسان کو زندگی کی حقیقتوں اور مشکلوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا، اور اس نے ان حالات کا مقابلہ کسی اعلیٰ طاقت یا طاقتوں پر یقین رکھ کر کیا۔ وہ یا تو ان طاقتوں کو اپنے قابو میں کرنے کی کوشش کرتا تھا، یعنی جادو کے ذریعے، یا پھر ان سے عبادت اور مناجات کے ذریعے مدد مانگتا تھا، یعنی مذہبی طریقہ کار اختیار کرتا تھا۔

جادو اور مذہب دونوں انسان کو مشکل حالات سے نکالنے اور اس کے تناؤ کو کم کرنے کے لیے موافقت (adaptation) کے ذرائع ہیں۔ جادو کو اکثر ایک قسم کی ابتدائی سائنس کہا جاتا ہے۔ جادو، سائنس کی طرح، عملی مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ اس مفروضے پر کام کرتا ہے کہ بعض اسباب کے بعد بعض اثرات لازمی طور پر آتے ہیں، اور یہ (causation سبب واثر) کے تعلق میں غیر شخصی رویہ اپناتا ہے۔ جادو کا تعلق اخلاقیات سے کم ہوتا ہے۔ جادو کا بنیادی کام انسان کو اعتماد اور تحفظ کا احساس دلانا ہے۔ اسی لیے، فرد کو جادو کی کارکردگی پر غیر عقلی (non-rational) ایمان رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جادو جدید سائنسی اور تکنیکی طریقہ کار کے ساتھ بھی موجود رہ سکتا ہے۔

جادو اور مذہب دونوں انسان کو غیر یقینی حالات میں سہارا فراہم کرتے ہیں۔ جادو کا تعلق فوری اور مخصوص مسائل کے حل سے ہوتا ہے، جبکہ مذہب زندگی کے وسیع تر مقاصد کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ جادو اور سائنس دونوں میں سبب و اثر کے تعلق پر یقین ہوتا ہے، لیکن جادو میں یہ تعلق غیر حقیقی یا پوشیدہ قوتوں پر مبنی ہوتا ہے۔

3.7 فرہنگ (Glossary)

- **مابعدالطبعیات (Metaphysics)**: یہ فلسفے کی ایک شاخ ہے جس میں حقیقت اور وجود کی نوعیت کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یہ حقیقت کی سب سے عام اور بنیادی خصوصیات کو دریافت کرتا ہے، جیسے چیزیں کیا ہیں، وہ کیسی ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے۔
- **سماجی ادارہ (Social Institution)**: وہ منظم ڈھانچہ جو کسی معاشرے کے بنیادی افعال کی انجام دہی میں مددگار ہو، جیسے خاندان، مذہب، تعلیم، معیشت، اور حکومت۔ یہ ادارے معاشرتی استحکام اور اقدار کی ترسیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
- **یک قطبی اسکیم (Polar Scheme)**: یہ اسکیم دو مخالف تصورات کی انتہاؤں کو اجاگر کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ جیسے جادو اور مذہب۔ جادو میں انسان مخصوص طریقوں اور رسومات کے ذریعے مافوق الفطرت قوتوں کو قابو میں لانے کی کوشش کرتا ہے، جبکہ مذہب میں عبادت اور دعا کے ذریعے ان قوتوں کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

3.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Question)

1۔ تین مراحل کے قانون کس ماہر سماجیات نے پیش کیے؟

(a) ایمائل درکھائم (b) میلی بوسکی (c) جیمس فریزر (d) آگست کامٹ

2۔ جیمس فریزر کے مطابق۔۔۔۔ جانچ پڑتال اور مسترد کیے جانے کے دائرے میں نہیں آتا۔

(a) مذہب (b) علم (c) جادو (d) سائنس

3۔ نقل کرنے کا جادو کس قانون پر کام کرتا ہے؟

(a)مذہبی قانون پر (b)مشابہت کے قانون پر (c) تین مراحل کے قانون پر (d)متعدی قانون پر

4۔ زرخیزی میں اضافہ کے لئے کونسا جادو استعمال ہوتا ہے؟

(a)سفید جادو (b) نقل کرنے والا جادو (c)کالا جادو (d)متعدی جادو

5۔ تصویری جادو کس جادو کی سب سے نمایاں مثال ہے؟

(a)متعدی جادو کی (b)سفید جادو کی (c) نقل کرنے والے جادو کی (d)کالا جادو کی

6۔ The Golden Bough کتاب کے مصنف کون ہیں؟

(a)فریزر (b)میلی بوسکی (c)مرٹن (d)کامٹ

7۔ میلانیشائی قبائلی معاشرے میں جادو کو کیا کہا جاتا ہے؟

(a)واکان (b)اوریندا (c)مانا (d)مانیتو

8۔ مشہور تصنیف "Magic, Science and Religion and Other Essays" کس نے لکھی؟

(a)ہیوبرٹ (b)میریٹ (c) جیمس فریزر (d)میلی نوسکی

9۔ مذہب خدا اور روح کے ذریعے دنیا کی تشریح کرتا ہے، جبکہ جادو۔۔۔۔۔کے ذریعے اس کی وضاحت کرتا ہے۔

(a)جسمانی اعضاء (b)قوتوں (c)مال ودولت (d)جادوئی ٹوٹکے

10۔ ۔۔۔۔۔غیر جانبداری اور معروضیت پر یقین رکھتا ہے۔

(a)تصوف (b)مذہب (c)جادو (d)سائنس

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Question)

1۔ سائنس اور مذہب پر نوٹ تحریر کریں؟

2۔ جادو کیا ہے، کوئی دو تعریفوں کے ذریعے واضح کیجئے؟

3۔ نقل کرنے والا جادو(Imitative Magic)اور متعدی جادو(Contagious Magic)کے تصور پر مختصر روشنی ڈالیے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Question)

1۔ جادو اور سائنس کے مابین فرق اور تعلق کو تفصیل سے اجاگر کریں؟

2۔ جادو اور مذہب کے مابین فرق اور تعلق پر تفصیلی روشنی ڈالیں؟

3۔ مذہب، جادو اور سائنس پر سماجیاتی مباحثہ کو واضح کیجئے؟

اکائی 4۔ مذہب، سیاست اور پولرائزیشن

(Religion, Politics and Polarization)

اکائی کے اجزا

4.0 تمہید

4.1 مقاصد

4.2 مذہب اور سیاست

4.3 'سیاست' ماہرینِ سماجیات کی نظر میں

4.4 پولرائزیشن: تصور اور سماجی اثرات

4.5 پولرائزیشن کا سدباب

4.6 اکتسابی نتائج

4.7 فرہنگ

4.8 نمونہ امتحانی سوالات

4.0 تمہید (Introduction)

مذہب، سیاست اور پولرائزیشن تین ایسے عناصر ہیں جو تاریخی، سماجی اور ثقافتی طور پر ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ انسانی معاشرے میں مذہب ابتداء ہی سے ایک انتہائی قدیم اور طاقتور سماجی ادارہ رہا ہے، جو نہ صرف اعتقادات اور رسومات کی تشکیل کرتا ہے بلکہ اس کا گہرا اثر سیاست اور سماجی ڈھانچے پر بھی ہوتا ہے۔ سیاست، جو بنیادی طور پر اقتدار، حکمرانی اور سماجی نظم وضبط کے اصولوں کا تعین کرتی ہے، مذہب سے اکثر متاثر رہتی ہے، خاص طور پر ان معاشروں میں جہاں مذہب اور ریاست کے درمیان گہرا تعلق موجود ہو۔ دوسری طرف، پولرائزیشن یا سماجی تفریق اُس وقت جنم لیتی ہے جب مختلف نظریات، عقائد یا گروہ ایک دوسرے سے واضح فاصلے پر آجاتے ہیں اور اختلافات اتنے شدید ہو جاتے ہیں کہ سماج میں تقسیم اور تنازعہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

تاریخی طور پر دیکھا جائے تو مذہب اور سیاست کے تعلقات میں مختلف نوعیت کی جہتیں پائی جاتی ہیں۔ کہیں مذہب سیاست پر غالب رہا ہے، جیسا کہ قرونِ وسطیٰ میں یورپ کے کیتھولک چرچ کا اثر اور کہیں سیاست نے مذہب کو اپنے تابع کرنے کی کوشش کی ہے، جیسا کہ جدید سیکولر ریاستوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ مذہب، انسانی شناخت، ثقافت اور معاشرتی نظم و ضبط کا ایک بنیادی عنصر ہے اور جب اسے سیاست کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے تب یا تو وہ مثبت و تعمیری تبدیلیوں کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے جیسے اخلاقی جوابدہی یا طاقتور سماجی تحریکوں کو فروغ کا فروغ ہوتا ہے یا وہ تخریب کا باعث بنتا ہے جیسے ذات پات اور مذہب کے نام پر شدید سماجی تقسیم کی بنیاد پر گروہی و مذہبی تنازعات کے ذریعہ سیاست گرمائی جاتی ہے۔

پولرائزیشن کی اصطلاح عام طور پر ان معاشرتی اور سیاسی اختلافات کے لیے استعمال کی جاتی ہے جہاں سماج میں مختلف گروہ ایک دوسرے سے نظریاتی، مذہبی یا نسلی بنیادوں پر الگ ہو جاتے ہیں۔ مذہب کی بنیاد پر پولرائزیشن ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جو سیاسی مقاصد کے تحت اکثر مزید بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ سیاسی رہنما اور جماعتیں اکثر مذہبی جذبات کو اپنی حمایت میں استعمال کرتی ہیں اور اس کا نتیجہ سماجی ہم آہنگی میں دراڑ کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

مذہب کا سیاست میں استعمال ہمیشہ ایک متنازعہ مسئلہ رہا ہے۔ ایک طرف، مذہب-اخلاقیات، انصاف اور سماجی اقدار کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے، جبکہ دوسری طرف، مذہبی سیاست اکثر تنازعات اور تفریق کو جنم دیتی ہے۔ مذہب کو سیاست میں شامل کرنے کے دو بنیادی رجحانات دیکھے جا سکتے ہیں: ایک وہ جو مذہب کو ریاستی امور سے الگ رکھنا چاہتا ہے، یعنی سیکولرازم، اور دوسرا وہ جو مذہب کو ریاستی پالیسیوں کا مرکز بنانا چاہتا ہے، یعنی تھیوکریسی یا مذہبی حکمرانی۔

سماجی اور سیاسی پولرائزیشن کے پس منظر میں، مذہب کو اکثر گروہی شناخت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہندوستان، مشرقِ وسطیٰ، یورپ اور امریکہ سمیت دنیا کے کئی ممالک میں مذہبی بنیادوں پر سیاست کی جاتی رہی ہے۔ ہندوستان میں، ہندو قوم پرستی اور مسلم اقلیت کے درمیان تناؤ، مشرقِ وسطیٰ میں شیعہ-سنی تنازعات، اور مغربی ممالک میں اسلاموفوبیا اور عیسائیت کے سیاسی استعمال جیسے عوامل اس پولرائزیشن کی مثالیں ہیں۔

پولرائزیشن کا ایک بڑا اثر سماجی تانے بانے پر پڑتا ہے۔ یہ معاشرتی ہم آہنگی کو ختم کر دیتا ہے اور مختلف برادریوں میں بداعتمادی پیدا کرتی ہے۔ جب مذہب کو سیاست کے ذریعے پولرائزیشن کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، تو یہ نہ صرف عوام کو تقسیم کرتا ہے بلکہ تشدد، نسلی و مذہبی فسادات اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو بھی جنم دیتا ہے۔ مثال کے طور پر، ہندوستان میں بابری مسجد کا مسئلہ، امریکہ میں ایوینجلیکل سیاست اور پاکستان میں مسلکی و فرقہ وارانہ گروہ بندی ایسے مظاہر ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مذہب اور سیاست کے ملاپ سے پولرائزیشن کیسے پیدا ہوتا ہے۔

تاہم، یہ بات بھی اہم ہے کہ مذہب صرف تقسیم کا ذریعہ نہیں بلکہ امن، ہم آہنگی اور اتحاد کا بھی ایک اہم ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اگر سیاست میں مذہب کو رواداری، انصاف اور سماجی مساوات کے فروغ کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ تعمیری کردار ادا کر سکتا ہے۔ تاریخ میں

ایسے کئی واقعات موجود ہیں جہاں مذہب نے مختلف گروہوں کو متحد کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مثال کے طور پر، جنوبی افریقہ میں نیلسن منڈیلا نے مذہب کو مفاہمت کے لیے استعمال کیا اور ہندوستان میں گاندھی جی نے ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا۔

سماجیات کے مختلف ماہرین نے مذہب، سیاست اور پولرائزیشن کے باہمی تعلق پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ میکس ویبر نے مذہب کو سماجی عمل کے ایک لازمی عنصر کے طور پر دیکھا، جبکہ ایمائل درکھائم نے مذہب کو سماجی یکجہتی کا ذریعہ قرار دیا۔ کارل مارکس نے مذہب کو ایک ایسا ذریعہ قرار دیا جو حکمران طبقات کے مفادات کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور طبقاتی پولرائزیشن کو بڑھاتا ہے۔ ہندوستانی تناظر میں، ٹی این مدن، اشیش نندی، اور Christophe Jaffrelot جیسے محققین نے اس موضوع پر تفصیل سے کام کیا ہے۔

موجودہ دور میں، جب دنیا بھر میں جمہوریت کو درپیش چیلنجز میں اضافہ ہو رہا ہے، مذہب، سیاست اور پولرائزیشن کے باہمی تعلق کو سمجھنا انتہائی ضروری ہو گیا ہے۔ خاص طور پر ان تکثیری اور کثیر ثقافتی معاشروں میں جہاں سیاستدان مذہبی جذبات کو اپنی طاقت میں اضافے کے لیے استعمال کرتے ہیں، وہاں اس مسئلے کو مزید باریکی سے جانچنے کی ضرورت ہے۔

اس اکائی میں ہم مذہب، سیاست اور پولرائزیشن کے نظریاتی اور عملی پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے۔ ہم مختلف سماجی و سیاسی ماہرین کے خیالات کا جائزہ لیں گے اور دیکھیں گے کہ کس طرح مذہب سیاست میں شامل ہو کر سماجی تقسیم کا سبب بنتا ہے اور ساتھ ہی اس کے وہ امکانات بھی تلاش کریں گے جہاں مذہب کو امن، ترقی اور سماجی یکجہتی کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

4.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعے کے بعد آپ

- مذہب اور سیاست کے باہمی تعلق سے واقف ہو پائیں گے۔
- پولرائزیشن کے مفہوم اور اثرات کو سمجھ سکیں گے۔
- نیز تکثیری سماج میں سماجی ہم آہنگی و یکجہتی کے فروغ کی ضرورت اور تدبیروں کو سمجھ پائیں گے۔

4.2 مذہب اور سیاست (Religion and Politics)

مذہب اور سیاست انسانی معاشرے کے دو ایسے بنیادی ادارے ہیں جو صدیوں سے انسانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتے آئے ہیں۔ جہاں مذہب انسانی عقائد، روایات اور اخلاقی اقدار کی تشکیل کرتا ہے، وہیں سیاست معاشرتی نظم و نسق، اقتدار کی تقسیم اور اجتماعی فیصلے کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ان دونوں اداروں کے درمیان تعلق کو سمجھنے کے لیے ہمیں تاریخی، سماجی اور سیاسی تناظر کو سمجھنا ہو گا۔

مذہب اور سیاست کا باہمی تعلق

مذہب اور سیاست کے درمیان ایک پیچیدہ تعلق رہا ہے۔ تاریخ میں کئی ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں مذہب کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا اور سیاست نے مذہب کی تشریح و ترویج پر اثر ڈالا۔ بعض اوقات مذہب نے سیاسی نظریات کی بنیاد رکھی اور کبھی سیاست

نے مذہبی عقائد کو اپنی طاقت کے لیے استعمال کیا۔ ریاستی معاملات میں مذہب کا کردار مختلف ادوار میں مختلف رہا ہے اور اس پر بحث آج بھی جاری ہے۔

تاریخ میں مذہب اور سیاست کے امتزاج کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ قرونِ وسطیٰ میں یورپ میں کلیسا اور ریاست کا گٹھ جوڑ ایک اہم مظہر تھا، جہاں پوپ اور بادشاہ مشترکہ طور پر حکمرانی کرتے تھے۔ اسلامی تاریخ میں بھی مذہب اور سیاست علیحدہ نہیں تھے، خلافت کے نظام میں مذہبی امام ہی ریاست کا سربراہ یعنی خلیفہ ہوتا تھا البتہ بعد کے ادوار میں کافی تبدیلیاں ہوئیں لیکن اس کے باوجود مذہب اور سیاست کے مابین تعامل جاری رہا۔ ہندوستان میں بھی مذہب اور سیاست کا گہرا رشتہ رہا ہے، جہاں مختلف سلطنتوں نے مذہب کو اپنی حکمرانی کے لیے استعمال کیا۔

سیاست کی تعریف اور اس کا دائرہ کار

سیاست کو عموماً انتخابات، حکومت سازی، اور اقتدار کے حصول تک محدود کر دیا جاتا ہے، لیکن در حقیقت سیاست کا دائرہ اس سے کہیں وسیع ہے۔ سیاست طاقت کی تقسیم، سماجی نظم و نسق، عوامی پالیسیوں، نظریات اور ریاست و معاشرے کے باہمی تعلقات کا احاطہ کرتی ہے۔ سیاست صرف حکمرانوں تک محدود نہیں ہے بلکہ عام شہریوں، اداروں اور گروہوں کے درمیان تعلقات اور وسائل کی تقسیم کا بھی احاطہ کرتی ہے۔ ماہرینِ سماجیات سیاست کو ایک ایسا نظام قرار دیتے ہیں جو معاشرتی طاقت کی تقسیم اور اس کے استعمال کو منظم کرتا ہے۔ سیاست کا دائرہ کار صرف حکومتی معاملات تک محدود نہیں بلکہ یہ ہر سطح پر انسانی تعلقات میں موجود ہوتی ہے، چاہے وہ خاندانی سطح ہو، ادارہ جاتی سطح ہو یا بین الاقوامی تعلقات ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور سیاسی مفکر ہیرالڈ لاس ویل کہتا ہے کہ "سیاست اس امر سے بحث کرتی ہے کہ کون، کیا، کب اور کیسے حاصل کرتا ہے۔"

مشہور فلسفی ارسطو سیاست کو انسانی زندگی کا بنیادی جزو قرار دیتے ہوئے کہتا ہے، "انسان فطرتاً ایک سیاسی حیوان ہے۔" یعنی سیاست کسی مخصوص طبقے تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر انسان اپنی روزمرہ زندگی میں کسی نہ کسی طرح سیاسی سرگرمیوں کا حصہ بنتا ہے، چاہے وہ کسی نظریے کی حمایت کرے، کسی پالیسی پر گفتگو کرے، سماجی معاملات میں حصہ لے یا حتیٰ کہ خاموشی اختیار کرے جسے آج کل Politics of Silence کہا جاتا ہے۔ اکثر لوگ خود کو "اے پولیٹیکل" یعنی غیر سیاسی قرار دیتے ہیں، لیکن سماجیاتی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو کوئی بھی شخص مکمل طور پر غیر سیاسی نہیں ہو سکتا۔ کسی مخصوص سیاسی جماعت سے وابستہ نہ ہونا غیر سیاسی ہونے کے مترادف نہیں ہے بلکہ سیاست سے لاتعلقی بھی دراصل ایک سیاسی رویہ ہے۔ بسا اوقات، جو لوگ سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں وہ بھی بالواسطہ طور پر کسی سیاسی نظریے کی تائید کر رہے ہوتے ہیں۔

تھیوکریسی: مذہب اور سیاست کا گٹھ جوڑ

تھیوکریسی وہ طرزِ حکمرانی ہے جس میں مذہبی اصولوں کو ریاستی قوانین کا بنیادی ماخذ سمجھا جاتا ہے۔ ایران، ویٹیکن سٹی اور ماضی میں یورپی کلیسا کی حکمرانی اس کی مثالیں ہیں۔ اس نظام میں مذہبی رہنما سیاست میں براہِ راست کردار ادا کرتے ہیں اور مذہب کو ریاستی پالیسیوں پر غالب رکھا جاتا ہے۔

سیکولرزم: مذہب اور ریاست کی علیحدگی

سیکولرزم وہ نظریہ ہے جو مذہب اور ریاست کے معاملات کو الگ رکھنے پر زور دیتا ہے۔ اس کے تحت ریاست مذہبی عقائد کے بجائے خالصتاً عقلی، قانونی اور انسانی حقوق پر مبنی اصولوں پر عمل کرتی ہے۔ فرانس، امریکہ اور ہندوستان جیسے ممالک میں سیکولرازم کو آئینی حیثیت حاصل ہے۔ سیکولرزم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مذہب کو ذاتی معاملہ سمجھا جائے اور حکومتی معاملات میں مذہبی تعصب کی مداخلت نہ ہو۔

سیکولرزم کا ہندوستانی ورژن

ہندوستانی سیکولرزم مغربی سیکولرزم سے مختلف ہے کیونکہ یہ ریاست اور مذہب کے درمیان مکمل علیحدگی (جیسا کہ فرانس اور امریکہ میں ہے) کے بجائے، تمام مذاہب کے ساتھ مساوی سلوک پر زور دیتا ہے۔ مغربی ماڈل میں ریاست مذہب سے لاتعلق ہوتی ہے، جبکہ ہندوستان میں ریاست بعض اوقات مذہبی معاملات میں مداخلت بھی کرتی ہے، جیسے کہ ذات پات کی اصلاحات یا اقلیتی حقوق کا تحفظ۔

جواہر لال نہرو کے مطابق، ہندوستانی سیکولرزم کا مقصد تمام مذاہب کے ساتھ برابری قائم کرنا ہے، یہاں مغرب کی طرح مکمل علیحدگی کسی بھی صورت ممکن نہیں ہے کیونکہ ہندوستان میں مذہب سماجی اور ثقافتی زندگی کا اٹوٹ حصہ ہے۔ گاندھی جی کے نزدیک سیکولرزم کا مطلب مذہب سے لاتعلقی نہیں ہے بلکہ تمام مذاہب کا احترام ہے۔ یہاں سیکولرزم "مساوی احترام اور مساوی مداخلت" کے اصول پر کام کرتا ہے، جہاں ریاست تمام مذاہب کو برابر درجہ دیتی ہے، لیکن سماجی اصلاحات کے لیے بعض دفعہ مداخلت بھی کرتی ہے۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کا سیکولرزم اپنے آپ میں مذہب اور سیاست کے باہمی تال میل کی متوازن مثال ہے۔

4.3 'سیاست' ماہرینِ سماجیات کی نظر میں

(Politics through the Lens of Sociologists)

1۔ **میکس ویبر** نے سیاست کو ایک ایسا ذریعہ قرار دیا جس کے تحت اقتدار کو قانونی حیثیت دی جاتی ہے اور سماجی نظم و نسق قائم رکھا جاتا ہے۔ ان کے مطابق، سیاست میں اختیار (Authority) کی تین اقسام ہیں: روایتی (Traditional)، کرشماتی (Charismatic) اور قانونی-عقلی (Legal-rational)۔

2۔ **کارل مارکس** کا کہنا تھا کہ سیاست دراصل طبقاتی کشمکش کا ایک ذریعہ ہے، جہاں حکمران طبقہ اپنے مفادات کے لیے ریاستی طاقت کا استعمال کرتا ہے۔

3۔ **انٹونیو گرامشی** نے "تسلط (Hegemony)" کے تصور کو متعارف کرایا، جس کے مطابق حکمران طبقہ نظریاتی طور پر سماج پر اپنی گرفت مضبوط رکھتا ہے، اور مذہب و سیاست اس میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

4۔ **رجنی کوٹھاری** کے مطابق، ہندوستانی سیاست صرف ریاستی اداروں تک محدود نہیں ہے بلکہ سماجی گروہوں، ذات پات، مذہب اور مقامی تحریکوں سے بھی گہرا تعلق رکھتی ہے۔

5۔**ایم این شری** نواس بتاتے ہیں "سنکسر یتائزیشن" اور "ڈیموکریٹک موبلائزیشن" کے ذریعے ذات پات کا عمل دخل ہندوستانی سیاست میں بڑھ گیا ہے۔ ان کے مطابق، جمہوریت نے نچلی ذاتوں اور پسماندہ طبقات کو سیاسی عمل میں شامل ہونے کے مواقع تو فراہم کیے، لیکن ساتھ ہی سیاستدانوں نے انہیں ایک مربوط ووٹ بینک کے طور پر دیکھنا شروع کر دیا۔ اس کے نتیجے میں، مختلف سیاسی جماعتوں نے ذات پات اور مذہبی شناخت کی بنیاد پر مخصوص ووٹر گروہوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لیے پالیسیاں اپنائیں۔ اس طرح، ہندوستانی جمہوریت میں ذات پات اور مذہب کے گرد گھومنے والی سیاست نے ووٹ بینک کے تصور کو مستحکم کیا، جہاں مخصوص برادریوں کے ووٹ کو منظم انداز میں استعمال کیا جانے لگا۔

6۔**بی آر امبیڈ** کرنے سیاست کو ذات پات کے نظام سے الگ کرنے پر زور دیا اور جمہوری اقدار کی بنیاد پر مساوات اور انصاف کے نظریے کو فروغ دیا۔ ان کے مطابق، ہندوستان میں جمہوریت اسی وقت مضبوط ہو سکتی ہے جب سیاست کو ذات پات اور مذہب کی بنیاد پر چلانے کی بجائے شہریوں کے بنیادی حقوق اور مساوات کو ترجیح دی جائے۔

7۔**اشیش نندی** نے سیاست کو ایک ثقافتی عمل کے طور پر دیکھا ہے، جو محض اقتدار کی جدوجہد نہیں بلکہ سماجی اور نفسیاتی عوامل سے جڑا ہوا ہے۔ ان کے مطابق، جدید سیاست میں مذہب، روایات اور ثقافت کو ایک مخصوص بیانیے کے تحت پیش کیا جاتا ہے تاکہ عوامی جذبات کو متحرک کیا جا سکے۔ نندی کے مطابق، ہندوستان میں "Mythification of Politics" کا عمل عام ہے، جس میں تاریخی شخصیات اور مذہبی عقائد کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

8۔**آنند چکرورتی** نے ہندوستان میں مذہبی اور سیاسی پولرائزیشن کے بڑھتے ہوئے رجحان کا تجزیہ کیا ہے۔ ان کے مطابق، سیاست میں مذہب کا استعمال نہ صرف انتخابی عمل کو متاثر کرتا ہے بلکہ سماجی سطح پر فرقہ وارانہ تقسیم کو بھی ہوا دیتا ہے۔ ان کے مطابق، ہندوستان میں "Identitarian Politics" (شناختی سیاست) کا رجحان تیزی سے بڑھا ہے، جہاں سیاسی جماعتیں مذہب اور ذات کو ووٹ بینک کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔

4.4 پولرائزیشن: تصور اور سماجی اثرات

(Polarization: Concept and Social Impacts)

پولرائزیشن سے کیا مراد ہے

پولرائزیشن (Polarization) ایک ایسا سماجی اور سیاسی عمل ہے جس کے ذریعے کسی معاشرے میں مختلف گروہوں کے درمیان نظریاتی، ثقافتی، سیاسی یا مذہبی تفریق بڑھتی ہے۔ یہ تفریق اکثر اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ مکالمے اور باہمی افہام و تفہیم کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے اور معاشرتی ہم آہنگی متاثر ہونے لگتی ہے۔ جدید دنیا میں، خاص طور پر جمہوری اور کثیر ثقافتی معاشروں میں، پولرائزیشن ایک اہم مسئلہ بن چکا ہے جو سماجی اور سیاسی ڈھانچے پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔

پولرائزیشن کا تصور

پولرائزیشن کا مطلب کسی بھی سماج میں نظریاتی یا شناختی بنیادوں پر افراد یا گروہوں کے درمیان فاصلوں اور اختلافات کا بڑھ جانا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں معاشرتی گروہ آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے دور ہوتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے مابین کوئی مشترکہ نقطہ نظر باقی نہیں رہتا۔ گویا غیر جانبدار فریق کسی تنازعہ میں ایک دوسرے کے مخالف فریق میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ پولرائزیشن تنازعہ میں مبتلا مخالف فریقین سے وابستہ افراد کو تیزی سے کسی انتہائی پوزیشن اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ جب پارٹیاں مخالف "ستون" کی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں تب وہ اپنے آپ کو ایک مشترکہ دشمن کے مخالف کے لحاظ سے پیش کرتی ہیں۔ ان کے درمیان اعتماد اور احترام کم ہوتا جاتا ہے، نیز ایک دوسرے کے تئیں مسخ شدہ باتیں اور دقیانوسی خیالات ابھرنے لگتے ہیں۔

پولرائزیشن کی اقسام

- سیاسی پولرائزیشن – سیاسی جماعتوں اور نظریات کے درمیان شدید اختلافات، جہاں لوگ اپنے سیاسی عقائد کی بنیاد پر ایک دوسرے کو مسترد کرنے لگتے ہیں۔
- سماجی پولرائزیشن – مختلف سماجی گروہوں، جیسے ذات، نسل، مذہب، یا ثقافت کی بنیاد پر تقسیم میں اضافہ۔
- مذہبی پولرائزیشن – مذاہب یا فرقوں کے درمیان بڑھتی ہوئی خلیج، جو معاشرتی تنازعات کو جنم دیتی ہے۔
- معاشی پولرائزیشن – امیر اور غریب کے درمیان بڑھتا ہوا فرق، جس سے سماجی ناہمواری میں اضافہ ہوتا ہے۔

پولرائزیشن کی وجوہات

پولرائزیشن کے مختلف سماجی، اقتصادی اور سیاسی عوامل ہو سکتے ہیں:

1۔ سیاسی عوامل – جب سیاسی جماعتیں یا حکومتیں عوام کو تقسیم کرنے کے لیے بیانیہ تخلیق کرتی ہیں تاکہ اپنی حمایت برقرار رکھ سکیں۔

2۔ میڈیا اور سوشل میڈیا – خبروں اور معلومات کی ترسیل کے موجودہ ذرائع اکثر متعصبانہ نقطہ نظر پیش کرتے ہیں، جو ایک خاص نظریے کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

3۔ سماجی عدم مساوات – جب کسی معاشرے میں ایک خاص گروہ کو مسلسل استحصال یا امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس کے نتیجے میں پولرائزیشن میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

4۔ مذہبی اور ثقافتی اختلافات – مختلف ثقافتی اور مذہبی عقائد رکھنے والے گروہوں کے درمیان خلیج جب زیادہ وسیع ہو جائے تو پولرائزیشن میں شدت آ جاتی ہے۔

5۔ انتخابی سیاست اور ووٹ بینک کی حکمت عملی – سیاسی جماعتیں بعض اوقات مخصوص گروہوں کو اپنی حمایت میں مضبوط کرنے کے لیے تقسیم کی سیاست کو فروغ دیتی ہیں۔

پولرائزیشن کے سماجی اثرات

پولرائزیشن کا معاشرتی ڈھانچے پر دوررس اثر پڑتا ہے، جو کئی جہتوں میں ظاہر ہوتا ہے:

1۔معاشرتی ہم آہنگی میں کمی–جب افراد اور گروہ اپنی شناخت اور نظریات کی بنیاد پر ایک دوسرے کے مخالف ہو جاتے ہیں تو سماجی یکجہتی کمزور ہو جاتی ہے۔ جس کا راست اثر سماجی تانے بانے پر ہوتا ہے۔

2۔انتہاپسندی میں اضافہ–پولرائزیشن میں اضافہ شدت پسند رویوں کو فروغ دیتا ہے، جس سے سماج میں پُر تشدد تنازعات جنم لیتے ہیں۔جو گروہوں کے مابین طویل دشمنی وعداوت کی بنیاد بنتے ہیں۔

3۔سیاسی نظام پر اثرات–جمہوری نظام میں پولرائزیشن میں اضافہ سیاسی عدم استحکام کا باعث بن سکتا ہے، جس کی وجہ سے پالیسی سازی متاثر ہوتی ہے۔

4۔معاشی اثرات–اگر کسی ملک میں سماجی یا سیاسی عدم استحکام بڑھ جائے تو اس کا اثر معیشت پر بھی واقع ہوتا ہے، کیونکہ سرمایہ کاری اور ترقیاتی منصوبے سے توجہ ہٹ کر آپسی اختلافات پر ہو جاتی ہیں۔

5۔مذہبی اور ثقافتی تقسیم–جب مذہبی یا ثقافتی تفریق بڑھتی ہے تو اقلیتوں کے خلاف تعصب اور عدم برداشت میں اضافہ ہوتا ہے۔

6۔معلومات کی ہیرا پھیری–سوشل میڈیا اور روایتی میڈیا کے ذریعے جان بوجھ کر عوامی رائے کو ایک خاص سمت میں موڑنے کی کوشش کی جاتی ہے، جس سے غلط معلومات کے پھیلاؤ میں اضافہ ہوتا ہے جو ایک دوسرے سے متعلق غلط فہمیوں کو تقویت فراہم کرتی ہیں۔

ہندوستانی تناظر میں پولرائزیشن

ہندوستان جیسے متنوع ملک میں پولرائزیشن کی نوعیت منفرد ہے، کیونکہ یہاں ذات پات، مذہب، زبان، اور علاقائی شناخت کی بنیاد پر کئی طرح کی تقسیم موجود رہی ہے۔ان بنیادوں پر بآسانی تعصبات اور مفادات کی آگ بھڑکائی جاسکتی ہے۔ تنوع جہاں آپسی اتحاد کی بنیاد ثابت ہوتا ہے وہی وہ ایک نازک سِرا بھی ہے جسے اختلاف کا رنگ دے دیا جاتا ہے۔

- مذہبی پولرائزیشن–ہندوستان میں مذہب ہمیشہ سے سیاست اور سماجی معاملات میں ایک اہم عنصر رہا ہے۔ مختلف ادوار میں سیاسی جماعتوں نے مذہبی شناختوں کو سیاسی فوائد کے لیے استعمال کیا ہے، جس سے پولرائزیشن میں اضافہ ہوا۔
- انتخابی سیاست اور ووٹ بینک–سیاسی پارٹیاں مختلف طبقات اور برادریوں کو ووٹ بینک کے طور پر استعمال کرتی ہیں، جس سے نظریاتی تقسیم میں اضافہ ہوتا ہے۔
- میڈیا کا کردار–عموماً میڈیا برسر اقتدار طبقہ کا آلۂ کار بن جاتا ہے جو اصل ایشوز سے توجہ بھٹکانے کے لئے میڈیا کا سہارا لیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی میڈیا میں پولرائزنگ بیانیے اکثر نمایاں کیے جاتے ہیں، جو سماجی تقسیم کو مزید گہرا کرتے ہیں۔
- سوشل میڈیا اور افواہیں–ہندوستان میں سوشل میڈیا کے ذریعے فرقہ وارانہ کشیدگی کو بڑھانے اور جعلی خبروں کے ذریعے عوام کو گمراہ کرنے کے کئی واقعات سامنے آچکے ہیں۔
- معاشی عدم مساوات–جب اقتصادی ترقی کے فوائد یکساں طور پر تمام طبقات تک نہیں پہنچتے تو یہ بھی ایک قسم کی پولرائزیشن کو جنم دیتا ہے۔

4.5 پولرائزیشن کا سدباب (Countering Polarization)

پولرائزیشن کسی بھی ملک بالخصوص تکثیری و کثیر ثقافتی معاشرے کے لئے سب سے مہلک مرض ہے۔اس کے منفی اثرات کو کم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش واقدام ضروری ہے۔ چند اہم اقدام درج ذیل ہیں:

- مکالمے اور رواداری کو فروغ دینا:

مختلف نظریات رکھنے والے افراد اور گروہوں کے درمیان مکالمے کو فروغ دینے سے غلط فہمیوں کو کم کیا جاسکتا ہے۔ جرگن ہیبر ماس کا پبلک اسفیئر (Public Sphere) کا تصور اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ مکالمہ (Dialogue) کس طرح سماج میں ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے اور پولرائزیشن میں کمی لاتا ہے۔

- آزاد اور غیر جانبدار میڈیا:

چونکہ میڈیا انسانی ذہن سازی کا اہم ذریعہ ہے۔ لیکن پچھلے کافی عرصہ سے دیکھا جارہا ہے کہ سرمایہ کار اور سیاسی پارٹیوں نے مل کر میڈیا ہاؤسز کو بڑے پیمانے پر اپنے کنٹرول میں لے رکھا ہے وہ جس بیانیے کو چاہتے ہیں میڈیا کے ذریعے انسانوں کے دماغوں میں اتارتے جاتے ہیں۔ایسے میں اشد ضرورت ہے کہ میڈیا کی آزادی اور غیر جانبداری کو یقینی بنایا جائے تاکہ عوامی رائے کو متوازن رکھنے میں مدد مل سکے۔

- سیاسی اصلاحات:

سیاسی جماعتوں کو تقسیم کی سیاست سے دور رکھنے کے لیے انتخابی اصلاحات ضروری ہیں۔

- عدلیہ کا رول:

عدلیہ پولرائزیشن کے سدباب میں ایک غیر جانبدار اور آئینی ادارے کے طور پر اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔عدلیہ کا بنیادی کام قانون کی بالادستی کو یقینی بنانا اور ایسے فیصلے دینا ہے جو سماج میں توازن اور ہم آہنگی کو برقرار رکھیں۔عدلیہ کو چاہیے کہ وہ آئینی اقدار اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے، نیز سماج میں نفرت و فرقہ وارانہ کشیدگی پھیلانے والے بیانیوں، ہیٹ اسپیچ اور اقدامات پر بروقت نوٹس لیں۔

- تعلیم اور آگاہی:

تعلیمی نصاب میں رواداری، سماجی ہم آہنگی اور ثقافتی و مذہبی اختلافات کی سمجھ کو فروغ دینے والے مضامین شامل کرنا ضروری ہے۔

- سوشل میڈیا پر ضابطہ اخلاق:

جعلی خبروں اور نفرت انگیز مواد کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے سخت قوانین اور پالیسیاں متعارف کرانا ضروری ہے۔

4.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی کے مطالعہ سے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ مذہب اور سیاست کے درمیان گہرے تعلق کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہ دونوں ادارے سماجی تشکیل اور سیاسی تبدیلیوں میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ جہاں ایک طرف تھیوکریسی مذہبی عقائد پر مبنی سیاست کو فروغ دیتی ہے، وہیں سیکولرزم مذہب اور سیاست کے درمیان ایک حد مقرر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جدید دنیا میں یہ بحث مسلسل جاری ہے کہ مذہب کو سیاست میں کس حد تک شامل کیا جائے۔ البتہ اس تناظر میں، سماجی علوم اور سماجیات کے ماہرین کی آراء اور تجزیے ہمیں ایک متوازن نقطہ نظر فراہم کرتے ہیں، جن کا اس اکائی میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ جس سے ہم بہتر طور پر یہ سمجھ سکتے ہیں کہ مذہب اور سیاست کے امتزاج سے پیدا ہونے والے چیلنجز کو کیسے حل کیا جائے۔

ہندوستان میں سیاست ایک پیچیدہ عمل ہے، جو ذات پات، مذہب، سماجی گروہ بندیوں، اور اقتصادی عدم مساوات کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ جہاں مغربی ماہرین سیاست کو ریاستی معاملات اور پالیسی سازی تک محدود کرتے ہیں، وہیں ہندوستانی ماہرین سماجیات نے اسے ایک سماجی اور ثقافتی عمل کے طور پر دیکھا ہے۔ رجنی کوٹھاری، شری نواس، بی آر امبیڈکر، اور اشیش نندی وغیرہ مفکرین نے اس حقیقت کو اجاگر کیا کہ ہندوستانی سیاست کو محض اقتدار اور انتخابات تک محدود نہیں کیا جاسکتا ہے، بلکہ اسے وسیع تر سماجی اور تاریخی تناظر میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔

پولرائزیشن ایک پیچیدہ اور کثیر جہتی مسئلہ ہے جو معاشروں میں سیاسی، سماجی، مذہبی اور اقتصادی بنیادوں پر تفریق کو فروغ دیتا ہے۔ اگرچہ اختلافات کسی بھی جمہوری معاشرے کا لازمی جزو ہوتے ہیں، لیکن جب یہ اختلافات شدت اختیار کر جاتے ہیں اور باہمی دشمنی میں تبدیل ہو جاتے ہیں تو اس سے سماجی استحکام اور ملک کی فلاح و بہبود نظرانداز ہو جاتی ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ سیاسی، سماجی اور تعلیمی سطح پر ایسے اقدامات کیے جائیں جو رواداری، مکالمے اور یکجہتی کو فروغ دیں تاکہ ایک متوازن اور ہم آہنگ معاشرہ تشکیل دیا جاسکے۔

4.7 فرہنگ (Glossary)

- **تکثیری و کثیر ثقافتی معاشرہ:** تکثیری (Pluralistic) اور کثیر ثقافتی (Multicultural) معاشرہ وہ ہوتا ہے جہاں مختلف مذاہب، ثقافتوں، زبانوں اور نسلی گروہوں کے لوگ باہمی احترام کے ساتھ مل کر رہتے ہیں۔ ایسے معاشرے میں تمام گروہوں کو اپنی شناخت برقرار رکھنے اور مساوی مواقع حاصل کرنے کی آزادی ہوتی ہے۔ یہ تنوع سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے اور ایک جامع (inclusive) سماج کی تشکیل میں مدد دیتا ہے۔

- **بیانیہ (Narrative)** : کسی واقعے، نظریے یا حقیقت کی ایسی پیشکش جو مخصوص زاویۂ نظر اور سیاق و سباق کے تحت ترتیب دی جاتی ہے۔ یہ تاریخی، سماجی یا ثقافتی حوالوں سے تشکیل پاتا ہے اور افراد یا گروہوں کی شناخت، خیالات اور رویوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بیانیہ اکثر کہانیوں، تجربات اور شواہد کے ذریعے تشکیل پاتا ہے اور اسے تبدیل یا چیلنج بھی کیا جا سکتا ہے۔
- **پبلک اسفیئر (Public Sphere)**: ہیبرماس کے مطابق پبلک اسفیئر ایک ایسا سماجی دائرہ ہے جہاں افراد آزادانہ طور پر اپنی رائے کا تبادلہ کرتے ہیں، مکالمے میں مشغول ہوتے ہیں اور اجتماعی مسائل پر بحث کرتے ہیں۔ یہ دائرہ سیاست، مذہب، معیشت، اور دیگر سماجی امور پر گفتگو کا ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے جو جمہوری اقدار کی بنیاد پر تشکیل پاتا ہے۔

4.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Question)

1۔ سماجی اور سیاسی پولرائزیشن کے پس منظر میں، مذہب کو اکثر۔۔۔۔۔کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

(a) سیاسی شناخت (b) مذہبی شناخت (c) گروہی شناخت (d) انفرادی شناخت

2۔ جو لوگ خود کو غیر سیاسی قرار دیتے ہیں انہیں کیا کہا جاتا ہے؟

(a) اے پولیٹیکل (b) نو پولیٹیکل (c) بی پولیٹیکل (d) زیڈ پولیٹیکل

3۔ قرونِ وسطیٰ میں یوروپ میں۔۔۔۔۔اور ریاست کا گٹھ جوڑ ایک اہم مظہر تھا۔

(a) فرقہ (b) کلیسا (c) مسجد (d) پادری

4۔ "سیاست اس امر سے بحث کرتی ہے کہ کون، کیا، کب اور کیسے حاصل کرتا ہے"، یہ قول کس سیاسی مفکر کا ہے؟

(a) افلاطون (b) ارسطو (c) ویبر (d) لاس ویل

5۔ کس نے کہا تھا کہ "انسان فطرتاً ایک سیاسی حیوان ہے"؟

(a) در کھائم (b) مارکس (c) ارسطو (d) سقراط

6۔ کس نے کہا تھا کہ ہندوستانی سیکولرزم کا مقصد تمام مذاہب کے ساتھ برابری قائم کرنا ہے؟

(a) بی آر امبیڈکر (b) جواہر لال نہرو (c) ابوالکلام آزاد (d) سردار پٹیل

7۔ میکس ویبر نے اختیار (Authority) کی کتنی قسمیں بتائی ہیں؟

(a) دو (b) چار (c) پانچ (d) تین

8۔ تسلط (Hegemony) کا تصور کس نے دیا ہے؟

(a) کارل مارکس (b) گرامشی (c) اشیش نندی (d) التھوزر

9۔ ۔۔۔۔۔کا مطلب کسی بھی سماج میں نظریاتی یا شناختی بنیادوں پر افراد یا گروہوں کے درمیان فاصلوں اور اختلافات کا بڑھ جانا ہے۔

(a)تنازعات (b)کمیونلزم (c)پولرائزیشن (d)تصادم

10۔ پبلک اسفیئر (Public Sphere) کا تصور کس سماجی مفکر نے پیش کیا ہے؟

(a)گرامشی (b)ہیبر ماس (c)شری نواس (d)آنند چکرورتی

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Question)

1۔ مذہب اور ریاست کے تعلق کی نوعیت تھیوکریسی اور سیکولرزم کے حوالہ سے بیان کیجئے؟

2۔ ہندوستانی سیکولرزم کیسے منفرد ہے؟

3۔ پولرائزیشن کے سدباب کے لئے کوئی تین ممکنہ اقدام بیان کیجئے؟

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Question)

1۔ مذہب اور سیاست کے باہمی تعلق پر تفصیلی روشنی ڈالیے؟

2۔ ماہرینِ سماجیات کی نظر میں 'سیاست' کے تصور کو اجاگر کیجئے؟

3۔ پولرائزیشن کا تصور، اقسام اور سماجی اثرات کو بیان کیجئے؟

اکائی 5۔ ہندومت

(Hinduism)

اکائی کے اجزا

5.0 تمہید

5.1 مقاصد

5.2 ہندومذہب کے اہم عناصر

5.3 ہندومذہب کی مختلف شکلیں

5.4 ہندومذہب کی خصوصیات

5.5 ہندوستانی معاشرے پر ہندومذہب کے اثرات

5.6 اکتسابی نتائج

5.7 فرہنگ

5.8 نمونہ امتحانی سوالات

5.0 تمہید (Introduction)

ہندوستان ایک کثیر مذہب والا ملک رہا ہے جس میں بہت سے مذاہب اور روایات نے جنم لیا ہے۔ ان میں ہندو مذہب سب سے قدیم اور غالب رہا ہے جس کی تقریباً 80 فیصد آبادی کی شناخت ہندوؤں کے طور پر کی جاتی ہے۔ ہندو مذہب کی جڑیں ثقافتی، فلسفیانہ اور روحانی طور پر بہت گہری ہیں۔ ہندومت کی جڑوں کو 4000 سال سے زیادہ قدیم وادی سندھ کی تہذیب میں پایا گیا ہے۔ اس تہذیب کے لوگ مختلف رسومات پر عمل کرتے تھے اور بہت سے دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے لیکن ان کے مخصوص عقائد کو نہیں لکھا جاتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں ہجرت کرنے والے ہند آریائی کا ایک گروہ اپنے ساتھ مذہبی نظریات اور رسومات لے کر آیا جس نے بالآخر ہندو مت کی بنیاد ڈالی۔ ایسے خیالات ویدوں جیسی مقدس کتابوں میں لکھے جانے سے پہلے زبانی طور پر نسل در نسل منتقل ہوتے رہے۔ ہندومت آہستہ آہستہ ان ابتدائی عقائد سے تیار ہوا بعد میں مختلف دیوتاؤں، فلسفوں اور طریقوں سے امیر تر ہوتا گیا اور ایک روحانی طرز زندگی بنتا گیا۔

5.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد ہندوستان میں ہندومت (Hinduism) وضاحت کو بیان کرنا ہے۔
اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ہندومت کی کو سمجھ سکیں۔
- ہندومت کے موضوع پر بحث کر سکیں۔
- ہندوستان کی سرزمین میں ہندومت کے اشتراک سے واقف ہو سکیں۔

5.3 ہندو مذہب کے اہم عناصر (Important Elements of Hindu Religion)

ہندومت میں ہر شخص اپنے مذہبی عقائد کے مطابق عبادت اور پوجا کرنے میں آزاد ہے۔ اس خصوصیت کی وجہ سے موجودہ دور میں ہندو مذہب اپنا وجود برقرار رکھنے میں کامیاب ہے۔ ہندوستان کے زیادہ تر لوگ ہندو مذہب کو قبول کرتے ہیں۔ اگرچہ ہندومت کا کوئی قطعی اصول یا عقائد نہیں ہیں لیکن پھر بھی کچھ بنیادی باتیں ہیں جنہیں ہندومت کی زندگی کہا جاسکتا ہے جن کی وضاحت اس طرح کی جاسکتی ہے:

1. سناتنتا **(Sanatanta)** اگرچہ ہندو مذہب کا کوئی بانی نہیں تھا لیکن زمانہ قدیم سے اس کی ترقی برقرار ہے اسی لیے اسے سناتن دھرم کہا جاتا ہے۔ اس مذہب کی قدیمیت شروتی (Shruti) اور سمرتی (Smriti) کی بنیاد پر ظاہر ہوتی ہے اور قدیمیت کی اسی خاصیت کی وجہ سے اس مذہب نے بہت سے خارجی عناصر کو اپنے اندر ضم کر لیا ہے۔ زمانے کی تبدیلی کے باوجود بھی یہ مذہب اپنے راستے سے نہیں ہٹا۔ بیرونی حملے اور حرکات وغیرہ اس کی اصل شکل کو متاثر نہ کر سکیں۔ اسی لیے اس مذہب کو سب سے قدیم، ترقی پذیر سناتن دھرم کہا جاتا ہے۔
2. خدا پر ایمان **(Faith in God)** ہندو مذہب اس بات کو قبول کرتا ہے کہ نظر آنے والی دنیا کے تنوع (diversity of the visible-world) کے پیچھے ایک روحانی اتحاد ہے جس پر ایک خدا کی حکومت ہے وہی اس کا حاکم ہے۔ خدا پر ایمان مالا کے دھاگے کی طرح ہے جو پوری دنیا کو باندھتا ہے۔ اس مذہب میں صرف ایک خدا کے وجود کو ماننا لازم نہیں ہے۔ یعنی کوئی بھی برادری یا معاشرہ اپنی مرضی سے کسی بھی دیوتا کی عبادت یا پوجا کر سکتا ہے۔ اس معاملے میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں یہ ہندو مذہب کا بھی بنیادی اصول ہے۔
3. روحانیت **(Spirituality)** روحانیت بھی ہندو مذہب کا ایک بنیادی عنصر ہے کیونکہ ہر ہندو خدا کی روحانی فطرت کو قبول کرتا ہے۔ ہر ایک کو اس ذاتِ اعلیٰ پر یقین ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ دنیا اور اس کی تمام چیزیں اسی ذاتِ اعلیٰ پر منحصر ہیں۔ ست، چت اور آنند سنسکرت اصطلاح ہیں جو قدرت کی حقیقت کی کو بیان کرتی ہے۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تینوں روحانی وجود کے پہلو ہیں جو انسان کو ہمیشہ اس کی روحانی کا احساس دلاتا ہے۔ اس طرح ہندوؤں کا فلسفہ حیات روحانیت سے بھرا ہوا ہے۔

4. کرما کا نظریہ (Theory of Karma) ہندو مذہب کرما کے اصول پر یقین رکھتا ہے۔ ان کی رائے میں ہر ایک کو اپنے اچھے برے اعمال کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ کرما انسان کی زندگی کو کنٹرول کرتا ہے یعنی انسان اپنی تقدیر کا خود خالق ہے وہ جیسے کام کرے گا ویسے ہی اس کی زندگی میں چیزیں رونماں ہوں گی۔ کرما کا یہ اصول ہندوؤں کو برے کام کرنے سے روکتا ہے اور انہیں اچھے کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اعمال کا پھل مقدس چیز کی شکل میں محفوظ رہتا ہے جو مستقبل کی زندگی پر حکومت کرتا ہے۔ یہ کرما کا ایک اہم بنیادی اصول ہے۔ اس لئے سنسکرت میں کہا گیا ہے کہ ' آواشیمیوا بھوکتاویام کرتم کرماشوبھاشو بھم (Avashyameva bhoktavyam kritam karma shubhashubham) مطلب یہ ہے کہ یقیناً ہر شخص اپنے اچھے اور برے اعمال کا حاصل کرتا ہے۔

5. پنر جنم کا نظریہ (Theory of Rebirth) پنر جنم کا اصول کرماواد سے جنم لیتا ہے۔ کرم واد ہندوستانی فلسفہ کا ایک اصول ہے جو کہتا ہے انسان کو اپنے اچھے اور ناشائستہ اعمال کا پھل بھگتنا پڑتا ہے اور تمام کرامتوں کا پھل ایک ہی زندگی میں ملنا ممکن نہیں اس لیے ان سے لطف اندوز ہونے کے لیے دوسرا جنم لینا پڑتا ہے۔

6. موکشا کا نظریہ (Theory of Moksha) ہندو مذہب کے مطابق انسانی روح مادی غلامی سے چھٹکارا پانے کے بعد نجات کی خواہش رکھتی ہے۔ ہندوؤں کا آخری مقصد مادی غلامی سے آزادی حاصل کرنا ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ خوشی و غم، پیدائش، موت اور مادی دنیا وغیرہ کے چکر سے آزاد ہو کر وہ یقیناً وہ لافانی چیزوں کو حاصل کریں گے اور اس لافانی کو حاصل کرنا ہی نجات ہے۔ ہندو مذہب کے مطابق اس آزادی کے حصول کے ذرائع مختلف ہو سکتے ہیں جیسے راجہ یوگا، جنایوگا، بھکتی یوگا اور کرمایوگا وغیرہ۔ لیکن اس فرق کے باوجود اس کا مقصد نجات حاصل کرنا ہے۔ موکشا انسانی زندگی کا آخری مقصد ہے۔ دھرم، ارتھ اور کام تینوں کوششیں نجات کے حصول کے لیے ہیں-

7. رٹ نیام (Rit Niyam) ویدوں کی بنیاد پر رٹ نیام ہندو مذہب کا بنیادی اصول ہے۔ رٹ کا مطلب اخلاق ہے اور ویدک مذہب میں رٹ کو قدرتی قوتوں جیسے سورج، چاند وغیرہ کا کنٹرولر کہا جاتا ہے۔ جس طرح دنیا کی ظاہری اشیاء سورج، چاند وغیرہ رٹ نیام کی بنیاد پر چلتے ہیں اسی طرح اس کا باطنی نظام بھی رٹ کی بنیاد پر قائم ہے یعنی دنیا کا نظام اخلاق میں جکڑا ہوا ہے۔ یہ اخلاقی قانون دھرم ہے اور تمام اعلیٰ افسران ان اخلاقی اصولوں پر عمل کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ پر مذہب کی فتح نظر آتی ہے اور یہ اخلاقی قانون انسانی زندگی کے لیے بہت اہم ہے۔

8. ورن اشرم (Varnashram) ہندو مت میں ورن اشرم نظام کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس نظام سے سماج اور فرد کی زندگی کو بالترتیب چار ورنوں میں تقسیم کیا گیا ہے برہمن، کھشتریا، ویشیا اور شودر۔ ان چار طبقوں کے اپنے اپنے کام ہیں جن کو ذیل بیان کیا گیا ہے۔

▪ برہمن (Brahmins)

برہمن ورنا نظام میں سب سے پہلے آتے ہیں جن کو دانشور سمجھا جاتا ہے اور ان کا کام پجاری اور استاد کا تھا اس کے علاوہ ان سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ ویدوں کو سیکھیں گے اور انہیں کے مطابق تعلیم دیں گے، قربانیاں دیں گے اور اپنی رسومات کے لیے تحائف وصول کریں گے۔

▪ کشتری (Kshatriyas)

کشتری ورنا نظام میں دوسرے نمبر پر آتے ہیں یہ جنگجو اور منتظم تھے۔ ان سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ لڑائیاں لڑیں، لوگوں کی حفاظت کریں اور قربانیاں دیں۔

▪ ویشیا (Vaishyas)

ویشیا کسان، چرواہے اور تاجر تھے۔ ان سے قربانی کی توقع کی جاتی تھی۔

▪ شودر (Shudras)

شودر ورنا نظام میں چوتھے نمبر پر آتے ہیں جن کا کام مزدور اور اوپر کے طبقوں کی خدمت کرنا تھا۔

اسی طرح ہر ہندو کی زندگی کو چار آشرموں میں تقسیم کیا گیا ہے برہمچاریہ، گرہستھ، وانپرست اور سنیاس۔ پہلے دو آشرموں کا مقصد جسمانی اور سماجی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے اور بعد کے دو آشرم خدا اور انسانیت کے ناطے اعلیٰ ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے ہیں۔ ہندو مذہب کے مطابق چاروں آشرموں کو قائم رکھنا انسان کا دھرم ہے۔ اس آشرم کے نظام کو برقرار رکھتے ہوئے ایک شخص اپنے خاندان، سماج، قوم اور آخر کار دنیا کے تئیں اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔ آشرم ویواس کہتا ہے کہ انسان کا وجود صرف نفس تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد سماج، قوم اور دنیا کے اعلیٰ مقاصد کو پورا کرنا ہے۔

9. تنوع میں اتحاد (Unity in Diversity) ہندو مت کا ایک اہم عنصر یہ ہے کہ اس کے تنوع میں اتحاد پایا جاتا ہے۔ ہندو مت کے تحت بہت سے فرقے، نظریات، رسم و رواج وغیرہ پائے جاتے ہیں اور ہر ایک کا نقطہ نظر مختلف ہے۔ بہت سے مذہبی فرقے ہیں جیسے ویدانتی، ادویت اور سمکھیا وغیرہ۔ آریہ سماج وغیرہ سبھی مختلف نقطہ نظر رکھنے کے باوجود ویدوں کو پرمامانتے ہیں۔ درحقیقت اسے ہندو مذہب کا بنیادی اصول کہا جا سکتا ہے۔

10. آزادی (Liberality) آزادی پسندی کو ہندو مذہب کی سب سے بڑی خصوصیت حالات سے ہم آہنگ ہونا اور رواداری ہے۔ اسی لئے یہ مذہب اپنی خاصیت کی وجہ سے قدیم ترین ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب، اولیاء کرام اور عظیم انسانوں کی تعلیمات کو آج بھی یہاں احترام کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے۔ اس مذہب کو رواداری اور سخاوت کا خزانہ کہا جا سکتا ہے۔

5.4 ہندو مذہب کی مختلف شکلیں (Various forms of Hindu Religion)

ہندو مذہب فرد کے فرائض اور ملک کے فرض کو انتہائی اہمیت دیتا ہے۔ ہندو مذہب میں ہر شخص اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق عبادت، رسومات وغیرہ کرنے میں آزاد ہے اس کی وجہ اس کی مختلف شکلیں ہیں جن کو ذیل بیان کیا گیا ہے:

1. سامانیہ دھرم (Samanya Dharma)

اس کا بنیادی مقصد اخلاقی فرائض ہے جن کی ہر کسی کو پیروی کرنی چاہیے۔ اس میں اچھے کام کرنا شامل ہے جیسے سچ بولنا، دوسروں پر مہربان ہونا، دوسروں کی مدد کرنا، چوری نہ کرنا، معاف کرنا، اپنی جنسی خواہشات کو قابو میں رکھنا، غصے کو روکنا اور عزت کے ساتھ رہنا۔ اس کے علاوہ سامانیہ دھرم ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ ایک اچھی اور ذمہ دارانہ زندگی کیسے گزاری جائے۔ یہ ایک پر امن اور انصاف پسند معاشرے کی تعمیر میں ہماری مدد کرتا ہے اور ہمارے روحانی سفر میں ہماری رہنمائی بھی کرتا ہے۔

2. وششتا دھرم (Vishishta Dharma)

وششتا دھرم سے مراد وہ خاص فرائض اور ذمہ داریاں ہیں جو زندگی میں کسی فرد کے کردار کے لیے مخصوص ہیں مثال کے طور پر ایک طالب علم کا فرض ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے، والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے خاندان کی دیکھ بھال کریں اور استاد کو چاہئے کہ دوسروں کی رہنمائی کرے اور تعلیم دے۔ یہ مخصوص فرائض لوگوں کو معاشرے اور خاندان میں ہم آہنگی رکھنے میں مدد کرتے ہیں۔

3. اپت دھرم (Apat Dharma)

اپت دھرم سے مراد وہ خصوصی فرائض اور اعمال ہیں جن کی پیروی کسی کو ہنگامی حالات یا مشکل حالات میں کرنی چاہیے۔ یہ سکھاتا ہے کہ جب غیر متوقع چیلنجوں کا سامنا ہوتا ہے تو ایک شخص کو عام حالات سے ہٹ کر مختلف طریقے سے کام کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے جیسے کسی گروپ کی حفاظت کرنا یا ضرورت مند دوسروں کی مدد کرنا- اس کے علاوہ اپت دھرم لوگوں کو فوری یا بحرانی حالات کا سامنا کرنے پر بہترین فیصلے کرنے میں رہنمائی کرنے میں مدد کرتا ہے۔

5.5 ہندو مذہب کی خصوصیات (characteristics of Hindu religion)

ہندومت دنیا کے قدیم ترین اور متنوع مذاہب میں سے ایک ہے جس کی کئی مخصوص خصوصیات ہیں جو اس کے عقائد اور طریقوں کی وضاحت کرتی ہیں۔

1. عقائد کا تنوع (Diversity of Beliefs) ہندومت کا کوئی ایک بانی یا مرکزی مذہبی اختیار نہیں ہے۔ اس میں مختلف قسم کے عقائد، طرز عمل اور فلسفے شامل ہیں جو پیروکاروں کو مختلف راستے منتخب کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔
2. کرما اور تناسخ (Karma and Reincarnation) ہندو کرما کا یہ عقیدہ ہے کہ جیسے اعمال کریں گے ویسے ہی اس کے نتائج ہوں گے اور تناسخ سے مراد پیدائش، موت اور پنر جنم پر یقین رکھنے سے ہے.
3. دھرمہ (Dharma) دھرمہ سے مراد اخلاقی اور سماجی فرائض کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ یہ ہر شخص کی عمر، ذات، پیشے اور دیگر عوامل کی بنیاد پر مختلف ہوتا ہے لیکن بنیادی خیال ایک صالح اور متوازن زندگی گزارنا ہے۔
4. پروشارتھس (Purusharthas) ہندو مذہب انسان کو چار اہم مقاصد سیکھاتا ہے۔

- دھرمہ (صداقت)
- ارتھ (خوشحالی)
- کام (خوشی)
- موکش (آزادی)

یہ ایک بامقصد زندگی کے اصولوں کے طور پر دیکھے جاتے ہیں۔

5. مقدس متن **(Holy Text)** ہندومت میں بہت سے مقدس متون ہیں جن میں وید (Vedas) اور اپنشد (Upanishads) سب سے قدیم اور اہم ہیں۔ مہابھارت (جس میں بھگوت گیتا شامل ہے) اور رامائن جیسی مہاکاوی بھی بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔

رسومات اور عبادات: ہندو رسومات وسیع پیمانے پر مختلف ہیں پوجا سے لے کر تہواروں تک۔ مندر، مزارات اور مقدس مقامات عبادت کے لیے اہم ہیں، اور اکثر دیوتاؤں کو نذرانے پیش کیے جاتے ہیں۔

6. فطرت کے لئے احترام **(Reverence for Nature)** فطرت بشمول گنگا، پہاڑ اور گائے جیسے جانوروں سمیت ہندو مذہب میں انتہائی قابل احترام ہے۔ بہت سے ہندوؤں کا خیال ہے کہ الٰہی قدرتی دنیا کے تمام پہلوؤں میں موجود ہے۔
7. عدم تشدد **(Non-Violence)** عدم تشدد ہندو مت میں ایک کلیدی اصول ہے۔ یہ تمام جانداروں کے لیے ہمدردی اور احترام کی حوصلہ افزائی کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سے ہندو سبزیوں پر مبنی کھانا استعمال کرتے ہیں۔
8. نرمی اور جامعیت **(Flexibility and Inclusiveness)** ہندو مت میں بہت نرمی ہے کیونکہ یہ مختلف طریقوں اور عقائد کی اجازت دیتا ہے۔ یہ عبادت کے مختلف طریقوں کو اپنے اندر سمیٹتا ہے جس میں عقیدت، علم اور بے لوث عمل شامل ہیں۔

یہ خصوصیات ہندومت کو ایک نرم اور جامع مذہب بناتی ہیں جہاں روحانی تکمیل کے متعدد راستے موجود ہیں جو خیالات اور طریقوں کا ایک بھرپور تنوع پیش کرتے ہیں۔

5.6 ہندوستانی معاشرے پر ہندو مذہب کے اثرات

(Impact of Hindu Religion on Indian Society)

ہندو مذہب نے مختلف طریقوں سے ہندوستانی معاشرے پر نمایاں اثر ڈالا ہے۔ یہاں کچھ اہم نکات ہیں۔

1. ثقافتی شناخت **(Cultural Identity)** ہندو مت نے ہندوستان کی ثقافتی اور سماجی شناخت کو تشکیل دیا ہے جس نے زبان، فن، موسیقی، رقص، ادب اور تہواروں کو متاثر کیا ہے۔ ہندوستان کے بہت سے رسم و رواج کی جڑیں ہندو عقائد میں جکڑی ہوئی ہیں۔

2. سماجی ڈھانچہ (Social Structure) ہندو متن کی بنیاد پر ذات پات کے نظام نے تاریخی طور پر ہندوستان میں سماجی تنظیم کو متاثر کیا ہے۔ اس نے پیدائش اور پیشے کی بنیاد پر معاشرے کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا ہے حالانکہ آج اس کے اثرات کو کم کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

3. خاندانی اور معاشرتی اقدار (Family and Community Values) ہندو مذہب خاندان، بزرگوں کے احترام اور اجتماعی زندگی کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ یہ اقدار مضبوط خاندانی بندھن اور سماجی ہم آہنگی کو برقرار رکھنے میں مدد کرتے ہیں۔

4. مذہبی تہوار اور تقریبات (Religious Festivals and Celebrations) دیوالی، ہولی، نوراتری اور درگا پوجا جیسے ہندو تہوار ہندوستان میں بڑے پیمانے پر منائے جاتے ہیں جو برادریوں کو اکٹھا کرتے ہیں اور ثقافتی اتحاد اور خوشی کو فروغ دیتے ہیں۔

5. سماجی اتحاد (Social Unity) ہندو مذہب کے فرائض، اصول، اقدار، نظریات وغیرہ کا مقصد سماجی بہبود اور ذاتی قربانی کو ترجیح دے کر معاشرے میں اتحاد قائم کرنا ہے۔ ہندو مذہب کے تہوار، روزے، یاترا، میلے وغیرہ لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب آنے اور بھائی چارہ پیدا کرنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ ذات پات کے نظام میں ججمانی نظام(Jajmani System) اتحاد کی ایک انوکھی مثال ہے جو مختلف ذاتوں کو ایک ساتھ رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔

6. روزمرہ کی زندگی میں روحانیت اور مذہب (Spirituality and Religion in Daily Life) یوگا، مراقبہ(meditation) اور عقیدت جیسے طریقوں نے ہندوستان میں بہت سے لوگوں کی روزمرہ کی زندگیوں کو تشکیل دیا ہے جس نے صحت، تندرستی اور اندرونی امن کو متاثر کرتا ہے۔

7. فن تعمیر پر اثر (Influence on Architecture) ہندومت نے ہندوستانی فن تعمیر کو بہت متاثر کیا ہے خاص طور پر مندروں کی تعمیر کے ذریعے جو نہ صرف مذہبی مراکز ہیں بلکہ آرٹ اور ڈیزائن کے شاہکار بھی ہیں۔

8. فطرت کا احترام (Respect for Nature) ہندو مذہب میں فطرت کے لیے بہت احترام ہے جس میں دریا جیسے گنگا، پہاڑ اور گائے جیسے جانور شامل ہیں۔

9. فلسفیانہ فکر (Philosophical Thought) ہندومت نے ہندوستان کی فلسفیانہ روایات میں حصہ ڈالا ہے۔ جس نے صدیوں سے مفکرین، اسکالرز اور رہنماؤں کو متاثر کیا ہے جس میں مہاتما گاندھی جیسی شخصیات بھی شامل ہیں جنھوں نے ہندو اصولوں پر مبنی عدم تشدد اور سچائی پر زور دیا۔

خلاصہ یہ کہ ہندومت نے ہندوستان کے سماجی، ثقافتی اور اخلاقی تانے بانے کو تشکیل دیا ہے۔ جس نے خاندانی زندگی سے لے کر فنون، تہواروں اور قوانین تک ہر چیز کو متاثر کیا ہے۔ یہ ہندوستانی معاشرے کی اقدار اور طرز عمل کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔

5.7 اکتسابی نتائج (Learning Outcome)

اس اکائی میں ہندومت کے مختلف پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ہندو مذہب کے اہم عناصر، ہندو مذہب کی مختلف شکلیں، ہندومذہب کی خصوصیات، ہندوستانی معاشرے پر ہندو مذہب کے اثرات وغیرہ کو شامل کیا گیا ہے۔

5.8 فرہنگ (Glossary)

دھرمہ: زندگی میں اخلاقی فرائض یا ذمہ داریوں کی پیروی کرنا۔ اس کا مطلب دنیا کے ساتھ ہم آہنگی کے ساتھ رہنا ہے۔

کرما: اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کے اچھے یا برے اعمال اگلی زندگی میں نتائج لائیں گے۔

برہمن: حقیقت یا اعلیٰ طاقت جو ہر جگہ موجود ہے اور کائنات کی ہر چیز برہمن کا حصہ ہے۔

منتر: روحانی توجہ اور توانائی کے لیے دعا یا مراقبہ کے دوران دہرائے جانے والے مقدس الفاظ یا جملے۔

5.9 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ ہندومت میں زندگی کا آخری مقصد کیا ہے؟

a) شہرت　　b) طاقت

c) موکھشہ　　d) دولت

2۔ وید کیا ہیں؟

a) مقدس متن　　b) مندر

c) تہوار　　d) خدا

3۔ کرما کا کیا مطلب ہے؟

a) قسمت　　b) اعمال اور ان کے نتائج

c) دعا　　d) تقدیر

4۔ ہندومت میں محافظ دیوتا کے طور پر کون جانا جاتا ہے؟

a) برہما　　b) وشنو

c) شیواد　　d) اندرا

5۔ پیدائش، موت اور پنر جنم کے نظام کو کیا کہتے ہیں؟

a) نجات　　b) پوجاد

c) یوگا　　　d) سمسارا

6۔ ہندومت میں کون سا دریا سب سے مقدس سمجھا جاتا ہے؟

a) گنگا　　　b) یامونک

c) گوداوری　　　d) یمنا

7۔ ہندومت میں عبادت کی ایک عام شکل کیا ہے؟

a) پوجا　　　b) دولت

c) روزہ　　　d) گانا

8۔ ہندومت میں کون سا جانور مقدس مانا جاتا ہے؟

a) ہاتھی　　　b) گائے

c) چیتا　　　d) بکری

9۔ بھگوت گیتا کیا ہے؟

a) مقدس دریا　　　b) مقدس متن

c) مندر　　　d) تہوار

10۔ ہندو مذہب کے اس تہوار کا کیا نام ہے جس میں رنگ لگایا جاتا ہے؟

a) دیوالی　　　b) ہولی

c) نوراترید　　　d) پونگل

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. ہندومت کی تعریف بیان کریں؟
2. ہندومذہب کے اہم عناصر پر مختصر نوٹ لکھیں؟
3. ہندومت میں ورن اشرم نظام کو خاص اہمیت کیوں دی جاتی ہے واضح کریں؟
4. ہندومذہب کی خصوصیات کو بیان کریں؟
5. تنوع میں اتحاد سے کیا مراد ہے وضاخت کریں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ہندوستانی معاشرے پر ہندومذہب کے اثرات کو بیان کریں؟
2. ہندومت کی مختلف شکلوں پر روشنی ڈالیں؟

3. ہندومت میں کرما کے کردار پر ایک جامع نوٹ قلم بند کریں؟

اکائی 6۔ ہندوستان میں اسلام مذہب

(Islam Religion in India)

اکائی کے اجزا

6.0 تمہید
6.1 مقاصد
6.2 اسلام کے ارکان
6.3 اسلام کی خصوصیات
6.4 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی
6.5 ہندوستان میں اسلام کی آمد
6.6 اکتسابی نتائج
6.7 فرہنگ
6.8 نمونہ امتحانی سوالات

6.0 تمہید (Introduction)

مسلمان ملک ہندوستان کی دوسری سب سے بڑی مذہبی برادری ہے۔ انڈونیشیا کے بعد مسلمانوں کی سب سے زیادہ تعداد ہندوستان میں پائی جاتی ہے جو ملک کے تنوع (Diversity) کا ایک اہم حصہ ہیں۔ ملک کے 9 اضلاع ایسے ہیں جن میں مسلمانوں کی آبادی 75 فیصد یا اس سے زیادہ ہے۔ ہندوستان میں اسلام کی ایک بھرپور اور منفرد تاریخ ہے جو ملک کے ثقافتی اور سماجی تانے بانے سے گہری طور سے جڑی ہوئی ہے۔ اسلام برصغیر پاک وہند میں 7 ویں صدی کے اوائل میں عرب تاجروں کے ذریعے پہنچا جو مغربی ساحل سے تجارت کے لیے آئے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ مسافروں اور بعد میں حکمرانوں کے اثر ورسوخ کی وجہ سے مزید پھیلا۔ اسلام اور ہندوستان کی مقامی روایات کے درمیان تعامل (Interaction) ثقافتوں کی ملاوٹ کا باعث بنی ہے جو فن تعمیر، فن موسیقی اور یہاں تک کہ روزمرہ کی زندگی میں بھی نظر آتا ہے۔ تاج محل جیسے نشانات، صوفی موسیقی جیسی روایات، اور عید جیسے تہوار ہندوستان میں اسلامی ورثے کی ہم آہنگی کی عکاسی کرتے

ہیں۔ مختلف مذہبی برادریوں کے درمیان طریقوں اور عقائد میں فرق کے باوجود اسلام نے ہندوستان کی تاریخ کو تشکیل دینے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے اور اس کی تکثیری (Pluralistic) شناخت میں حصہ ڈالا ہے۔

6.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد ہندوستان میں اسلام مذہب کو بیان کرنا ہے۔

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسلام مذہب کو سمجھ سکیں۔
- اسلام کے موضوع پر بحث کر سکیں۔
- برصغیر ہند اسلام کی تاریخ کو سمجھ سکیں۔

6.2 اسلام کے ارکان (Five Pillars of Islam)

اسلام مذہب کے ماننے والے توحیدی عقیدہ رکھتے ہیں جس کا اہم مقصد ایک خدا اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر یقین رکھنا ہے جیسا کہ مذہب کی مقدس کتاب قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔ اسلامی طرز عمل کے پانچ ستون ہیں جو عبادت اور روزمرہ کی زندگی کے لیے ایک خاکہ پیش کرتے ہیں۔

1) شہادت: اللہ پر ایمان لانا اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول ماننا۔
2) نماز: روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھنا۔
3) زکوۃ: غریبوں کی مدد، معاشرتی فلاح و بہبود میں صاحب ثروت لوگوں کا حصہ ملانا اور مستحق لوگوں تک زندگی گزارنے کا سامان بہم پہنچانا ہے۔
4) روزے رکھنا: رمضان کے مقدس مہینے کے روزے رکھنا۔
5) حج: صاحب استطاعت کو چاہیئے کہ لیے مکہ کی زیارت کرے۔

اسلام کے بنیادی عقائد اور طرز عمل (Core Beliefs and Practices)

اس کے علاوہ اسلام چھ کلیدی عقائد کی بنیاد پر بنایا گیا ہے جو مسلمانوں کے روحانی اور اخلاقی خاکہ کی رہنمائی کرتے ہیں۔

- اللہ پر ایمان **(Belief in Allah)** اسلام کا مرکزی اصول خدا کی مکمل وحدانیت پر یقین ہے جسے عربی میں توحید کہا جاتا ہے۔ اللہ کو قادر مطلق، مہربان اور کائنات کا واحد خالق اور پالنے والا ماننا۔ ایہ ماننا کہ للہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اسلام میں سب سے بڑا گناہ ہے۔

- ملائکہ پر ایمان (Belief in Angels) فرشتے روحانی مخلوق ہیں جو اللہ کی طرف سے نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ اس کے رسولوں اور بندوں کے طور پر کام کرتے ہیں اور اس کے علاوہ الٰہی احکامات پر عمل کرتے ہیں - جیسے انسانی اعمال کو ریکارڈ کرنا، انکشافات پہنچانا اور تخلیق کے مختلف پہلوؤں کی نگرانی کرنا۔
- کتاب الٰہی پر ایمان (Belief in the Divine Scriptures) اسلام مذہب کے ماننے والے اللہ کی طرف سے مختلف انبیاء پر نازل ہونے والی مقدس کتابوں پر یقین رکھتے ہیں۔ جن میں موسیٰ کو دی گئی تورات، داؤد کو دی گئی زبور، حضرت عیسیٰ پر نازل کی گئی انجیل اور قرآن آخری اور غیر تبدیل شدہ وحی جو نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا شامل ہیں۔ اسلام مذہب میں قرآن کو انسانیت کا آخری رہنما سمجھا جاتا ہے۔
- انبیاء پر ایمان (Belief in Prophets) انبیاء کرام وہ چنیدہ ہستیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی راہنمائی کے لیے بھیجا ہے۔ مذہب اسلام کو ماننے والا ان تمام نبیوں پر ایمان رکھتا ہے جن کا آغاز حضرت آدم سے ہوتا ہے اور ان میں نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمدؐ شامل ہیں جنہیں آخری نبی کہا جاتا ہے۔
- قیامت کے دن پر ایمان (Belief in the Day of Judgment) مسلمان آخرت کی زندگی پر یقین رکھتے ہیں جہاں تمام افراد کو زندہ کیا جائے گا اور ان کے اعمال کا حساب وکتاب ہوگا۔ قیامت کا دن ان کی ابدی قسمت کا تعین کرے گا۔ ان کے ایمان اور زندگی کے اعمال کی بنیاد پر انہیں تو جنت میں بھیج دیا جائے گا یا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔
- تقدیر الٰہی پر ایمان (Belief in Divine Decree) یہ عقیدہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پہلے سے مقرر کر رکھا ہے۔ جب کہ انسان آزاد مرضی کے مالک ہیں اور اپنے انتخاب کے ذمہ دار ہیں وہ اللہ کی حکمت پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس کے منصوبوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

6.3 اسلام کی خصوصیات (Characteristics of Islam)

دین اسلام کی کئی اہم خصوصیات ہیں جو اس کے عقائد اور طریقوں کی وضاحت کرتی ہیں۔ درج ذیل چند خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے۔

1) ایک خدا پر عقیدہ (Belief in One God) اسلام سکھاتا ہے کہ خدا صرف ایک ہے جسے اللہ کہا جاتا ہے۔ وہ کائنات کی ہر چیز کا خالق ہے اور ہر مسلمان اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اسے صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔
2) نبوت (Prophethood) مسلمان انسانیت کی رہنمائی کے لیے خدا کی طرف سے بھیجے گئے انبیاء کو مانتا ہے۔ اسلام میں آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ انہیں آخری رسول مانا جاتا ہے جو خدا کا مکمل اور آخری پیغام لے کر آئے جسے قرآن کہتے ہیں۔

3) صدو خیرات (Charity) اسلام غریب طبقہ کے لوگوں کی مدد کرنے پر زور دیتا ہے۔ مسلمانوں کو اپنی آمدنی کا ایک حصہ خیرات میں دینے کی ترغیب دی جاتی ہے اور دوسروں کی مدد کرنا ایمان کا ایک اہم حصہ سمجھا جاتا ہے۔

4) قرآن (The Quran) قرآن اسلام کی مقدس کتاب ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یہ مسلمانوں کے لیے ایمان، اخلاقیات اور زندگی کے بارے میں تعلیمات فراہم کرنے کے ساتھ صالح زندگی گزارنے میں رہنما سمجھا جاتا ہے۔

5) عدل و انصاف (Justice and Fairness) اسلام سکھاتا ہے کہ تمام لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنا چاہیے۔ اسلامی تعلیمات میں عدل کا تصور مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

6) جان کا احترام (Respect for Life) اسلام انسانی زندگی کی قدر کرتا ہے اور سکھاتا ہے کہ لوگوں کو امن سے رہنا چاہیے اور دوسروں کو نقصان پہنچانے سے گریز کرنا چاہیے۔

7) خاندان کا احترام (Respect for Family) اسلام میں خاندان ایک بنیادی قدر ہے۔ ہر مسلمان کو اپنے والدین، بچوں اور رشتہ داروں کا احترام اور خیال رکھنا سکھایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مذہب میں شادی اور مضبوط خاندانی بندھن کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔

8) آخرت پر توجہ (Focus on the Hereafter) اسلام سکھاتا ہے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اور حقیقی اور ابدی زندگی آخرت میں ہے۔ مسلمان قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں جب ہر ایک کو اپنے اعمال کا حساب دیا جائے گا۔

9) مساوات (Equality) اسلام سکھاتا ہے کہ خدا کی نظر میں تمام لوگ برابر ہیں۔ خدا کے نزدیک نسل، جنس اور سماجی حیثیت کی کوئی اہمیت نہیں۔ مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ تمام لوگوں کے ساتھ احترام، مہربانی اور وقار کے ساتھ پیش آئیں۔

مندرجہ بالا تمام چیزیں اسلام کی وہ بنیادی خصوصیات ہیں جو مسلمانوں کی روزمرہ کی زندگی میں رہنمائی کرتی ہیں جو کو خدا اور دوسروں کے ساتھ مضبوط تعلق قائم رکھنے میں مدد کرتی ہیں۔

6.4 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی (The Life of Prophet Mohammad)

حضرت محمد ﷺ جنہیں اسلام کا آخری پیغمبر مانا جاتا ہے ان کی پیدائش 570 عیسوی کے آس پاس مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ان کا تعلق قریش کے معزز قبیلے سے تھا اور وہ اپنی دیانتداری کی وجہ سے مشہور تھے اس لئے انہیں "الامین" کا لقب ملا۔ حضرت محمدؐ کی ابتدائی زندگی ذاتی مشکلات سے گزری کیونکہ جب وہ چھوٹی عمر میں یتیم ہو گئے تھے اور اپنے دادا اور چچا کی دیکھ بھال میں پلے بڑھے تھے۔ 25 سال کی عمر میں انہوں نے خضرت خدیجہ سے شادی کی جن کا تعلق ایک امیر خاندان سے تھا۔ 40 سال کی عمر میں جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالی کی طرف سے پہلی وحی نازل ہوئی۔ ان کی تعلیمات کا بنیادی مقصد توحید، سماجی انصاف اور ہمدردی تھا۔ انہوں نے ایک خدا کی عبادت کی دعوت دی، بت کی پوجا، بچیوں کا قتل اور شرک کو رد کیا جو اس وقت مکہ میں عام تھا۔

ان کے پیغام نے عورتوں، غریبوں اور مظلوموں کے حقوق کی وکالت کی۔ جیسے جیسے ان کی پیروی میں اضافہ ہوا محمدؐ اور ان کے پیروکاروں کو ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑا جس کے نتیجے میں ان کو 622 عیسوی میں مدینہ شہر کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ اس کے بعد سے اسلامی کیلنڈر کی گنتی شروع ہوئی جسے اسلامی اصطلاح میں 'ہجری' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مدینہ میں محمدؐ نہ صرف ایک روحانی بلکہ ایک سیاسی رہنما بھی تھے جنہوں نے پہلی اسلامی ریاست قائم کی۔ ان کی قیادت میں دانشمندی، انصاف پسندی تھی۔ قریش اور دیگر قبائل کے ساتھ برسوں کی کشمکش کے بعد محمدؐ اور ان کے پیروکار بالآخر مکہ واپس آگئے جہاں لوگوں نے احترام سے استقبال کیا کیونکہ انہیں شہر کا سربراہ بنایا گیا۔ یہاں انہوں نے سماجی تبدیلیوں کو عملی جامہ پہنانا شروع کیا۔ ان کی زندگی بتاتی ہے کہ ایک کامیاب کاروباری اور خاندانی آدمی ہونے کے ناطے وہ نبی ہوئے۔ شروع میں ان کی بات سننے کے بعد چند لوگوں نے محمدؐ کو نبی مان لیا اور اسلام قبول کر لیا اور مسلمان ہو گئے۔ جب محمدؐ نے کعبہ میں نسلوں پرانے بتوں اور برے طریقوں کے خلاف تبلیغ شروع کی تو مکہ کے بہت سے لوگوں نے مزاحمت کی اس طرح وہ ان کے مخالف بن گئے۔ ان کا انتقال 632 عیسوی میں مدینہ میں ہوا۔ ان کی تعلیمات میں یہ ہدایت شامل ہے کہ کس طرح ایک صالح زندگی گزاری جائے، دوسروں کے ساتھ کیسے حسن سلوک کیا جائے اور کیسے خدا کی عبادت کی جائے جو آج دنیا بھر کے اربوں مسلمانوں کی مشعل راہ ہیں۔

مسلمان کی زندگی میں قرآن کا کردار (The Quran's Role in the Life of a Muslim)

قرآن ایک مسلمان کی زندگی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ زندگی کے ہر پہلو کے لیے ایک رہنما کے طور پر کام کرتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے قرآن صرف پڑھنے کی کتاب نہیں ہے بلکہ اللہ کی طرف سے حکمت اور ہدایت کا ذریعہ بھی ہے۔ یہ لوگوں کو نیک زندگی گزارنے، عبادت کرنے، دوسروں کے ساتھ حسن سلوک، انصاف سے کام لینے اور نقصان دہ رویے سے دور رہنے کے بارے میں ہدایات دیتا ہے۔ مسلمانوں کا ماننا ہے کہ قرآن خدا کی طرف سے آخری اور مکمل ترین وحی ہے جو زندگی کے مقصد کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ بہت سے مسلمان اپنی زندگی بھر اسے حفظ کرنے یا اس کے معانی پر غور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن خاص طور پر مشکل وقت میں سکون اور طاقت دلاتا ہے۔ قرآن علم حاصل کرنے اور انصاف کرنے کی بھی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ یہ اخلاقی فیصلے کرنے، مسائل کو حل کرنے اور زندگی کے چیلنجوں کا سامنا کرنے میں رہنمائی کرتا ہے۔ یہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ہر مسلمان کو خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔

. قرآن کا پیغام (Message of Quran)

قرآن مجید اسلام مذہب کی مقدس کتاب ہے۔ کسی بھی کتاب کی اتنی وسیع تعظیم کا حکم نہیں دیا گیا جتنا کہ قرآن مجید کا ہے۔ قرآن کا مرکزی پیغام خدا کی وحدانیت (توحید) ہے۔ خدا کائنات کی ہر چیز کا خالق ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ قرآن صرف خدا کی عبادت کرنے، اس کی ہدایت پر عمل کرنے اور دوسروں کے لیے محبت، احترام اور ہمدردی پر مبنی زندگی گزارنے کی اہمیت پر بھی زور دیتا ہے۔ قرآن سکھاتا ہے کہ انسانوں کو خدا نے اس کی عبادت کرنے اور زمین پر اس کے نمائندوں کے طور پر کام کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس کا

مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو ایسی زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے جو خدا کی مرضی کی عکاسی کرتی ہو اور وہ آخرت میں اپنے اعمال کے لیے جوابدہ ہوں۔ قرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کا دن مقرر ہے جس میں ہر فرد کے اعمال کا فیصلہ کیا جائے گا اعمال کی بنیاد پر یا تو اسے جنت سے نوازا جائے گا یا جہنم میں سزا دی جائے گی۔ ہر دور میں جدید تعلیم اور عبادت کے ساتھ ساتھ قرآن پڑھایا جاتا رہا ہے۔ حیران کن بات یہ ہے کہ آج تک کوئی کتاب لاکھوں لوگوں کی زندگیوں میں اتنی گہری مذہبی، فکری، ثقافتی، اخلاقی، سماجی، معاشی اور سیاسی تبدیلی کا سبب نہیں بنی ہے جیسا کہ قرآن مجید نے کیا ہے۔

قرآن عربی زبان میں لکھا گیا ہے جو 614 ابواب پر مشتمل ہے جسے "سورۃ" کہا جاتا ہے۔ ہر سورہ کو آیات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ قرآن مختلف موضوعات پر توجہ دیتا ہے جس میں حیات، قانون، اخلاقیات، ذاتی طرز عمل اور انبیاء کی کہانیاں شامل ہیں۔ ان موضوعات کا مقصد انسانوں کو خدا کے ساتھ جوڑنا اور ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات میں رہنمائی کرنا ہے۔ قرآن صرف احکام و قوانین کی کتاب نہیں ہے۔ یہ حکمت، ہمدردی اور نیک زندگی گزارنے کے طریقے کے بارے میں رہنمائی کی کتاب بھی ہے۔ یہ انصاف، رحم، مہربانی، صبر اور عاجزی کی اہمیت کے بارے میں بات کرتا ہے۔ قرآن اپنے قارئین کو علم حاصل کرنے اور اپنے ارد گرد کی دنیا کے بارے میں تنقیدی انداز میں سوچنے کی ترغیب بھی دیتا ہے۔

قرآن کی زبان (The Language of the Quran)

قرآن صرف اپنے پیغام کے لیے ہی نہیں بلکہ اپنی زبان کے لیے بھی قابل احترام ہے۔ قرآن میں استعمال ہونے والی عربی کو بہت سے لوگ عربی کی اعلیٰ ترین اور فصیح ترین شکل سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کا ماننا ہے کہ قرآن کو اگر کسی دوسری زبان میں ترجمہ کیا جائے تو اس کی پوری تعریف نہیں کی جا سکتی کیونکہ اصل عربی میں خوبصورتی اور معنی کی گہرائی منفرد ہے۔ اگرچہ قرآن کے ترجمے بہت سی زبانوں میں دستیاب ہیں تاکہ لوگوں کو اس کے پیغام کو سمجھنے میں مدد ملے۔ لیکن یہ مانتے ہیں کہ عربی زبان ہی سب سے زیادہ مکمل اور درست معنی رکھتی ہے۔

6.5 ہندوستان میں اسلام کی آمد (The Arrival of Islam in India)

اسلام سب سے پہلے ہندوستان میں تجارت کے ذریعے پہنچا۔ عرب تاجر جو اسلام کے ابتدائی پیروکاروں مانے جاتے تھے انہوں نے ساتویں صدی کے شروع میں ملابار کا سفر کیا جس کو کیرالہ کہا جاتا ہے۔ یہ تاجر نہ صرف سامان لے کر آئے بلکہ اپنا عقیدہ بھی لائے جسے انہوں نے پر امن طریقے سے مقامی برادریوں کے ساتھ ساجھا کیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ اسلام نے جنوبی ہندوستان میں خاص طور پر ساحلی برادریوں میں قدم جمایا۔ 11 ویں اور 12 ویں صدیوں میں شمالی ہندوستان میں ترک اور فارسی خاندانوں کی آمد کے ذریعے اسلامی اثر و رسوخ میں توسیع ہوئی۔ دہلی سلطنت (1206-1526) کے قیام نے اسے اور مضبوط بنایا۔ اس کے علاوہ مغل سلطنت (1526-1857)

نے اسلامی حکمرانی کے تحت مزید استحکام اور ثقافت کو فروغ دیا۔ ان سیاسی پیشرفتوں کے باوجود ہندوستان میں اسلام کا پھیلاؤ زیادہ تر صوفی سنتوں کے ذریعے ہوا جنہوں نے محبت، رواداری اور روحانیت کی تبلیغ کی برادریوں کے درمیان خلیج کو ختم کیا۔

ہندوستان میں اسلام نے ملک کی متنوع ثقافتوں سے متاثر ہو کر منفرد روایات تیار کی ہیں۔ مثال کے طور پر عید الفطر اور عید الاضحی جیسے اسلامی تہواروں کی تقریبات میں اکثر علاقائی رسم و رواج جیسے مخصوص کھانے اور لباس شامل ہوتے ہیں جو ہندوستانی اور اسلامی شناخت کے امتزاج کی عکاسی کرتے ہیں۔

تصوف برادریوں کے درمیان ایک پل (Sufism is a bridge between communities)

تصوف نے ہندوستان میں اسلام کی تشکیل میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسلامی تعلیمات اور روحانی طریقوں کو مقامی ثقافت کے مطابق فروغ دیا ہے۔ اسلامی تصوفوں نے خدا کا راستہ محبت، مہربانی اور انسانیت کی خدمت کے ذریعے سکھایا ہے۔ ہندوستان میں صوفی بزرگوں نے درگاہیں (مزارات) قائم کرکے اسلامی تعلیمات کو پھیلایا جہاں وہ شاعری، موسیقی اور خدا کی یاد میں مشغول رہے۔ خواجہ معین الدین چشتی، نظام الدین اولیاء اور شاہ جلال جیسے صوفی بزرگوں نے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو راغب کرتے ہوئے محبت، امن اور اتحاد پر زور دیا۔ ان کی درگاہیں تمام مذاہب کے لوگوں کے لیے مقبول زیارت گاہیں ہیں۔ ہندوستان میں صوفی اثر و رسوخ ثقافتی ترقی کا باعث بنا جسے فنون لطیفہ، موسیقی اور ادب میں دیکھا جاتا ہے۔ تصوف کی توجہ نے مختلف برادریوں کے درمیان اتحاد کے احساس کو فروغ دینے میں مدد کی اور ہندوستان میں مختلف مذہبی گروہوں کے پرامن بقائے باہمی میں تعاون کیا۔ تصوف نے ہندوستانی موسیقی، شاعری اور رقص کی شکلوں کو متاثر کرتے ہوئے ایک منفرد ثقافتی ترکیب پیدا کی مثال کے طور پر قوالی موسیقی کی ایک صنف ہے جس کی شروعات ہندوستان میں ہوئی جو اسلامی اور سیکولر دونوں جگہوں پر پروان چڑھی۔

ہندوستان کی تعمیر میں اسلام کی شراکت (Contributions of Islam to building of India)

اسلام مذہب ہندوستانی معاشرے، ثقافت اور معیشت کے مختلف پہلوؤں میں نمایاں شراکت کرتا ہے۔ تعلیم ایک ایسا شعبہ جہاں اسلام کا اثر کافی نمایاں ہے۔ مسلم تنظیموں کے ذریعے چلائے جانے والے بہت سے اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں بنا کسی امتیاز کے تمام کمیونٹیز کے طلباء کو تعلیم فراہم کرتی ہیں۔ ہندوستان میں مسلم کمیونٹی نے ترقی کی کئی منازل طے کئے ہیں۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ جیسے ممتاز اداروں نے سیاست، قانون، سائنس اور فنون جیسے شعبوں میں ہندوستان کے بہترین ذہن پیدا کیے ہیں۔ تعلیم کے علاوہ ہندوستان میں مسلمان ملک کی معیشت میں کافی حصہ ڈالتے ہیں۔ بہت سے ہندوستانی مسلمان کامیاب کاروباری ادارے چلا رہے ہیں جو مختلف پس منظر کے لوگوں کو ملازمت فراہم کرتے ہیں۔ فنون اور ثقافت کے شعبوں میں اسلامی روایات نے ہندوستان کو خوبصورت فن تعمیر، موسیقی اور ادب سے مالا مال کیا ہے۔ ہندوستان کا مشہور مغل فن کی تعمیر میں تاج محل اور لال قلعہ شامل ہیں جو اسلامی حکمرانی اور فن کاری کی عکاسی کرتے ہیں۔ مزید بر آں، اسلامی موسیقی، شاعری اور خطوط ہندوستان کے ثقافتی ورثے کا ایک لازمی حصہ رہے ہیں۔ مسلمانوں نے

کھیل، سیاست اور تفریح میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہندوستان کے مختلف حصوں سے بہت سی معروف شخصیات جیسے کرکٹرز، اداکاراور سیاست دان اسلام کی پیروی کرتے ہیں اور اپنے اپنے شعبوں میں شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قوم وملت کے لیے فخر کا باعث بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمان ہندوستان کی مذہبی اور روحانی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ لاکھوں لوگ مذہبی طریقے سے حصہ لیتے ہیں، سماجی بہبود کو فروغ دیتے ہیں اور خیراتی کاموں کے ذریعے ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں۔

اسلام اور ہندوستانی معاشرہ (Islam and Indian Society)

ہندوستان میں مسلمان دوسری سب سے بڑی مذہبی برادری ہے جو کل آبادی کا تقریباً 14 فیصد ہیں۔ یہ ایک ایسا متنوع گروہ ہے جس میں سنی، شیعہ اور دیگر فرقوں کے ساتھ ساتھ مختلف نسلی اور لسانی شناختیں بھی شامل ہیں۔ یہ مساوات، بھائی چارے اور انصاف کی اقدار اپنے ساتھ لے کر آیا جس نے ہندوستانی سماجی اور سیاسی زندگی کو متاثر کیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اسلامی ثقافت مقامی روایات کے ساتھ گھل مل گئی جس سے فن، فن تعمیر اور موسیقی کی منفرد شکلوں نے جنم لیا جیسے مشہور تاج محل اور صوفی گیت شامل ہیں۔ خوراک، لباس اور زبان میں بہت سے طرز عمل بھی اس امتزاج کی عکاسی کرتے ہیں جیسا کہ اردو میں دیکھا گیا ہے جو فارسی، عربی اور مقامی زبانوں کے امتزاج کے طور پر تیار ہوئی۔ انصاف پر مبنی اسلام کی تعلیمات نے سماجی بہبود کے خیال کی حمایت کی ہے جب کہ عید الفطر اور عید الاضحی جیسے اسلامی تہواروں کا جشن ہندوستان کے متنوع ثقافتی تانے بانے میں اضافہ کرتا ہے۔ تاریخی تنازعات کے باوجود اسلام ہندوستانی معاشرے میں اپنا اہم کردار ادا کر رہا ہے جو اتحاد کو فروغ دیتا ہے۔

ہندوستان میں اسلام کو چیلنج اور بقائے باہمی (Challenge and Coexistence of Islam in India)

ہندوستان میں اسلام کی ایک طویل اور پیچیدہ تاریخ رہی ہے جہاں یہ ایک ہزار سال سے بھی زیادہ بہت سے مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے ساتھ ساتھ رہا ہے۔ ہندوستان میں تجارت کے ذریعے اسلام کی آمد اور بعد ازاں قرون وسطیٰ میں مسلم حکمرانوں کے حملوں کے بعد یہ ملک کے بڑے مذاہب میں سے ایک بن گیا ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کو بہت سے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا۔ خاص طور پر سب سے بڑا چیلنج مختلف مذہبی برادریوں کے درمیان تناؤ رہا ہے۔ یہ کشیدگی بعض اوقات فرقہ وارانہ تشدد، غلط فہمیوں اور امتیازی سلوک کا باعث بنتی ہے۔ ہندوستان کے کچھ حصوں میں مسلمانوں نے غربت، تعلیم کی کمی اور وسائل تک محدود رسائی جیسے مسائل کے ساتھ جدوجہد کی ہے۔ ان چیلنجوں کے باوجود اسلام ہندوستان میں مسلسل ترقی کرتا رہا ہے۔ جس نے ملک کے ثقافتی، سماجی اور تعمیراتی ورثے میں بہت زیادہ حصہ ڈالا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں مسلمانوں نے ادب، فن، موسیقی اور سائنس جیسے شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لوگ شانہ بشانہ رہتے ہیں، ایک ساتھ تہوار مناتے ہیں اور ایک دوسرے کی خوشیوں اور غموں میں شریک بھی ہوتے ہیں۔ امن، رواداری اور دوسروں کے احترام نے مسلمانوں کو مضبوط اور معاون برادری بنانے میں مدد کی ہے۔ اگرچہ چیلنجز ابھی بھی موجود

ہیں لیکن بہت سے لوگ رواداری اور اتحاد کو فروغ دینے کے لیے مل کر کام کر رہے ہیں جس سے ہندوستانی معاشرے کے متنوع تانے بانے میں اسلام اور دیگر مذاہب کو ہم آہنگی سے رہنے میں مدد ملتی ہے۔

6.6 اکتسابی نتائج (Learning Outcome)

اس اکائی میں مذہب اسلام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جس میں اسلام کی تعریف، اسلام کے ارکان، اسلام کے بنیادی عقائد، خصوصیات، حضرت محمدؐ کی زندگی اور اس کا پیغام، مسلمانوں کی زندگی میں قرآن کا کردار، قرآن کا پیغام، قرآن کی زبان، ہندوستان میں اسلام کی آمد اور صوفی برادریوں کے درمیان ایک پل شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں اسلام کی شراکت، اسلام اور ہندوستانی معاشرہ، ہندوستان میں اسلام کو درپیش چلینج اور بقائے باہمی کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

6.7 فرہنگ (Glossary)

قرآن: اسلام کی مقدس کتاب جسے خدا کا کلام مانا جاتا ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ یہ مسلمانوں کے لیے ایک رہنما ہے جو یہ سکھاتی ہے کہ کس طرح صالح زندگی گزاری جائے۔

پیغمبر: وہ شخص جسے خدا نے اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لیے چنا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں۔

جنت: جنت کا اسلامی تصور ان لوگوں کے لیے اجر کی ابدی جگہ ہے جنہوں نے نیک زندگی گزاری، اللہ کی عبادت کی اور خدا کی ہدایت کی پیروی کی۔

حج: مکہ کی زیارت جسے ہر مسلمان کو اپنی زندگی میں کم از کم ایک بار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے بشرطیکہ وہ استطاعت رکھتا ہو۔

زکوٰۃ: اپنے مال کا کچھ حصہ ضرورت مندوں کی مدد کے لیے دینے کو زکوۃ کہتے ہیں اور یہ اسلام کے پانچ ستونوں میں سے ایک ہے۔

6.8 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ اسلام میں آخری نبی کون ہیں؟

(a) حضرت ابراہیم (b) حضرت موسیٰ

(c) حضرت عیسیٰ (d) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

2۔ اسلام کی مقدس کتاب کیا ہے؟

(a) بائبل (b) توریت

(c) قرآن (d)زبور

3۔ اسلام میں کون سا شہر مقدس ترین سمجھا جاتا ہے؟

(a) مدینہ (b)یروشلم

(c) مکہ (d)بغداد

4۔ قرآن مجید میں کتنی سورتیں ہیں؟

(a) 114 (b) 120

(c) 104 (d) 117

5۔ وہ کون سہ فرشتہ ہے جو اللہ کے حکم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک قرآن لے کر آیا؟

(a) حضرت اسرافیل (b)حضرت جبریل

(c) حضرت میکاایل (d)حضرت عزرائیل

6۔ اسلام میں غریبوں کو خیرات دینے کی اصطلاح کیا ہے؟

(a) صوم (b)زکوٰۃ

(c) حج (d) سنت

7۔ مکہ کی زیارت کو کیا کہتے ہیں؟

(a) نماز (b)شہادت

(c) حج (d)عمرہ

8۔ اسلامی کیلنڈر کا پہلا مہینہ کون سا ہے؟

(a) رمضان المبارک (b)شوال

(c) محرم (d)ذوالحجہ

9۔ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی پیغمبر اسلام کی بیوی کا نام کیا ہے؟

(a) حضرت عائشہ (b)حضرت فاطمہ

(c) حضرت خدیجہ (d)حضرت حفصہ

10۔ اسلام کا پہلا ستون کون سا ہے؟

(a) نماز (b)شَہادَت

(c) زکوٰۃ　　　　(d)روزہ

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. دین اسلام پر ایک مختصر نوٹ تحریر کریں؟
2. دین اسلام کی خصوصیات بیان کریں؟
3. مکہ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اثرات بیان کریں؟
4. اسلام کے بنیادی عقائد اور طرز عمل کون سے ہیں واضح کریں؟
5. قرآن کے پیغام کی وضاحت کریں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. ہندوستان میں اسلام کو چیلنج اور بقائے باہمی پر ایک جامع نوٹ قلم بند کریں؟
2. ہندوستان میں اسلام کی شراکت پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں؟
3. ہندوستان میں اسلام کی آمد کو بیان کریں؟

اکائی 7۔ ہندوستان میں عیسائیت اور سکھ مذہب

(Christianity and Sikhism in India)

اکائی کے اجزا

7.0 تمہید

7.1 مقاصد

7.2 عیسائیت کا عقیدہ اور عمل

7.3 ہندوستان میں عیسائیت کی ابتدا

7.4 ہندوستانی معاشرے میں عیسائیت کی شراکت

7.5 سکھ مت کا تعارف

7.6 سکھ مت کے بنیادی عقائد

7.7 ہندوستانی معاشرے کی تشکیل میں سکھوں کا تعاون

7.8 اکتسابی نتائج

7.9 فرہنگ

7.10 نمونہ امتحانی سوالات

7.0 تمہید (Introduction)

عیسائیت دنیا کے چند بڑے مذاہب میں سے ایک ہے جس کے دنیا بھر میں اربوں پیروکار ہیں۔ یہ حضرت عیسی علیہ السلام کی زندگی اور تعلیمات پر مبنی ہے جو تقریباً دو ہزار سال پہلے اس خطے میں رہتے تھے جسے اب مشرق وسطیٰ کہا جاتا ہے۔ عیسائیوں کا ماننا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں جو انسانیت کو گناہ سے بچانے اور ان پر ایمان لانے والوں کو ابدی زندگی دینے کے لیے زمین پر بھیجے گئے۔ عیسائیت کی مقدس کتاب بائبل ہے جسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے قدیم عہد نامہ جسے یہودیت کے ساتھ جوڑا جاتا ہے اور نئے عہد نامہ کو جو حضرت عیسی علیہ السلام کی زندگی، تعلیمات اور موت پر مرکوز ہے۔ عیسائیوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی موت

گناہوں سے معافی اور ابدی زندگی کے وعدوں کو پورا کرنے کے لیے ایک قربانی تھی۔ عیسائیت مذہب محبت، مہربانی، معافی اور خدا پر ایمان کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ دوسروں کی مدد کرنے، اخلاقی زندگی گزارنے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے پیغام کو پھیلانے کی اہمیت پر بھی زور دیتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عیسائیت بہت سی شاخوں اور فرقوں جیسے کیتھولک(Catholic) احتجاج پسندی (Protestants) اور مشرقی تقلید پسند(Eastern Orthodox) میں پروان چڑھا۔ ہر ایک کی منفرد روایات اور طرز عمل ہونے کے باوجود وہ سب حضرت عیسی علیہ السلام پر عقیدہ رکھتے ہیں۔

7.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد ہندوستان میں عیسائیت اور سکھ مذہب کو بیان کرنا ہے۔

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- عیسائیت اور سکھ مذہب کو سمجھ سکیں۔
- عیسائیت اور سکھ مذہب کے موضوع پر بحث کر سکیں۔
- طلبہ کے اندر مذاہبِ ادیان کے تئیں تقابلی مطالعے کا ذوقِ پروان چڑھ سکے

7.2 عیسائیت کا عقیدہ اور عمل (Belief and Practice of Christianity)

ہندوستان میں عیسائیت مذہب ہندوستانی ثقافت اور عالمی عیسائی عقیدے دونوں سے متاثر ہوا ہے۔ عیسائی مذہب کے ماننے والے ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں اور حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں جیسا کہ بائبل میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خدا کے بیٹا ہیں جو انسانیت کو گناہ سے بچانے کے لیے زمین پر آیا تھے اور ان کی تعلیمات محبت، معافی، مہربانی اور خدا پر ایمان کا درس دیتی ہیں دعا کرنا، بائبل پڑھنا اور چرچ کی خدمات کرنا عیسائیت مذہب میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ ہندوستانی عیسائی بڑے تہوار مناتے ہیں جس میں کرسمس(Christmas) قابل ذکر ہے جس کو حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ بپتسمہ(Baptism) بھی عیسائی مذہب میں اہم مقام رکھتا ہے۔ یہ ایک روحانی صفائی اور حضرت عیسی علیہ السلام سے وابستگی کی علامت کا عمل ہے۔ یہ رسم عیسائی مذہب میں داخل کرنے یا عیسائی نام رکھتے وقت ماتھے پر پانی چھڑک کر ادا کی جاتی ہے۔ ہندوستان میں چرچ اکثر مقامی زبانوں میں موسیقی، دعاؤں اور واعظوں سے متحرک (vibrant) رہتے ہیں، جو کمیونٹی کے تنوع((Diversity کی عکاسی کرتے ہیں۔

ہندوستان میں بہت سے عیسائی گروہ غریبوں اور پسماندہ لوگوں کی مدد کے لیے سماجی کاموں، اسکولوں، اسپتالوں اور خیراتی اداروں کو چلانے میں بھی شامل ہیں۔ اگرچہ ان کا عقیدہ روایتی عیسائی عقائد سے جڑا ہوا ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہندوستانی رسوم و

رواج کو بھی اپنا لیا ہے جیسے عبادت گاہوں میں داخل ہونے سے پہلے جوتے اتارنا، مقامی آرٹ کو مذہبی طریقوں میں شامل کرنا وغیرہ۔ عقیدے اور ثقافت کا یہ فرق ہندوستان میں عیسائیت کو منفرد اور ملک کے ورثے کے ساتھ گہرے تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔

بائبل خدا کا کلام (Bible is the word of God)

بائبل عیسائیوں کی مقدس کتاب ہے اور اسے خدا کا کلام سمجھا جاتا ہے۔ یہ مقدس تحریروں کا ایک مجموعہ ہے جو عیسائیوں کو ان کے ایمان، عبادت اور روزمرہ کی زندگی میں رہنمائی کرتی ہے۔ بائبل کو دو اہم حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلا قدیم عہد نامہ اور دوسرا نیا عہد نامہ۔ قدیم عہد نامہ میں حضرت عیسی علیہ السلام کے وقت سے پہلے کی لکھی گئی کہانیاں، قوانین، نظمیں اور پیشین گوئیاں شامل ہیں اور ان کو یہودی مذہب کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ نیا عہد نامہ کو حضرت عیسی علیہ السلام کی زندگی، ان کی تعلیمات، موت اور ان کے پیغام کو پھیلانے میں اس کے پیروکاروں کے کام پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ بائبل میں محبت، معافی، مہربانی اور ایمان کے بارے میں بہت سے اہم اسباق شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں ان لوگوں کی کہانیاں بھی شامل ہیں جنہوں نے مشکل وقت میں خدا پر بھروسہ کیا۔ یہ کہانیاں عیسائی مذہب کے ماننے والوں کو رہنمائی پیش کرتی ہیں۔ عیسائی بائبل کو دعا، عبادت اور خدا کی طاقت کو سمجھنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس کتاب کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے جس کی وجہ سے یہ دنیا کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اور بااثر کتابوں میں سے ایک ہے۔ بائبل صرف ایک مذہبی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ لاکھوں لوگوں کے لیے سکون، امید اور حکمت کا ذریعہ بھی ہے جو صدیوں سے ان کے عقائد اور اقدار کو تشکیل دے رہی ہے۔

عیسائیت کی خصوصیات (Characteristics of Christianity)

1. ایک خدا پر یقین:(Belief in One God) عیسائیت ایک توحیدی مذہب ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ خدا ایک ہے جس نے پوری دنیا کو بنایا اور وہ تمام لوگوں سے محبت کرتا ہے۔
2. حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان(Faith in Jesus Christ): عیسائیوں کا ماننا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خدا کے بیٹا ہیں جو انسانیت کو گناہ سے بچانے کے لیے زمین پر آئے تھےbhu۔ اُن کی تعلیمات اور موت ہی ایمان کا مرکز ہے۔
3. بائبل مقدس کتاب ہے:(Bible is the holy Book) بائبل عیسائیت کی مقدس کتاب ہے جو ان کو ایمان اور روزمرہ کی زندگی میں رہنمائی کرتی ہے۔
4. محبت اور معافی:(Love and Forgiveness) عیسائیت خدا اور دوسروں کے لیے محبت پر زور دیتی ہے جس میں گناہوں کی معافی اور تمام لوگوں کے ساتھ سلیقہ رحمی سے پیش آنا شامل ہے۔
5. دعا اور عبادت:(Prayer and Worship) عیسائی عقیدت کے ساتھ دعا اور چرچ کی خدمات کرتے ہیں۔ عبادت کے لئے اتوار کو عیسائیوں کا مقدس دن سمجھا جاتا ہے۔
6. بپتسمہ اور کمیونین:(Baptism and Communion) یہ عیسائیت میں دو اہم طریقے ہیں۔ بپتسمہ روحانی صفائی اور حضرت عیسی علیہ السلام کی پیروی کرنے کے عزم کی علامت ہے جبکہ کمیونین حضرت عیسی علیہ السلام کی قربانی کو یاد کراتا ہے۔

7. ابدی زندگی پر توجہ:(Focus on Eternal Life)عیسائی مذہب کے ماننے والے موت کے بعد کی زندگی پر یقین رکھتے ہیں۔

8. برادری اور خیرات(Community and Charity) :عیسائیت دوسروں کی مدد کرنے، غریبوں کی خدمت کرنے، انصاف اور مساوات کو فروغ دینے کی ترغیب دیتا ہے۔

9. تہواروں کا جشن(Celebration of Festivals) :عیسائی مذہب کے ماننے والے بہت سے مذہبی تہوار مناتے ہیں جس میں کرسمس کو زیادہ مقبولیت حاصل ہے کیونکہ یہ تہوار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے طور پر منایا جاتا ہے جو ان کے عقیدے میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

7.3 ہندوستان میں عیسائیت کی ابتدا (Origins of Christianity in India)

عیسائیت ہندوستان میں آنے والے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے اور اس کی تاریخ بھرپور اور منفرد ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اسے پہلی صدی کے اوائل میں متعارف کرایا گیا تھا جس کی وجہ سے ملک میں اس کی جڑیں مضبوط ہیں۔ اقلیتی مذہب ہونے کے باوجود تقریباً 2.3 فیصد آبادی عیسائیوں کے طور پر شناخت کی جاتی ہے جس نے ہندوستانی ثقافت، تعلیم، صحت کی دیکھ بھال اور سماجی اصلاحات(social reform) پر اثر ڈالا ہے۔ کو ہندوستان میں اس کی موجودگی قدیم روایات اور نوآبادیاتی طاقتوں(colonial powers) کے اثر ورسوخ سے کی جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ ایک متنوع اور متحرک(vibrant) کمیونٹی ہے۔ ہندوستان میں عیسائیت کا تعارف روایتی طور پر سینٹ تھامس سے منسلک کیا جاتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ رسولوں میں سے ایک ہے۔ تاریخی اور مقامی روایات کے مطابق 52 عیسوی میں یہ لوگ مالابار کے کنارے پہنچے جسے آج کیرالہ کہا جاتا ہے وہاں انہوں نے کچھ عیسائی برادریوں کو قائم کیا۔ یہ برادریاں سینٹ تھامس کرسچن کے نام سے مشہور ہیں۔ ان برادریوں نے قدیم عیسائی رسم و رواج کو محفوظ رکھا ہے۔ ہندوستان میں عیسائیت کی موجودگی نوآبادیاتی دور (colonial era)میں نمایاں طور پر بڑھی۔ 16 ویں صدی میں پرتگالی مبلغ دین کی آمد نے رومن کیتھولک(Catholic) مذہب کو خاص طور پر گوا کے مغربی ساحلی علاقوں تک پہنچایا۔

بعد ازاں 18 ویں اور 19 ویں صدی میں برطانوی حکومت کے دوران انہوں نے اپنے عقائد کو متعارف کرانے کے ساتھ ساتھ اسکول، ہسپتال اور سماجی ادارے بھی قائم کیے۔ ان کوششوں نے نہ صرف مذہب عیسائیت کو پھیلایا بلکہ ملک بھر میں تعلیم اور صحت کی دیکھ بھال میں بھی حصہ لیا۔ ہندوستان میں آج عیسائیت ایک اقلیتی مذہب ہونے کے باوجود مذہبی اور ثقافتی منظر نامے کا ایک لازمی حصہ ہے۔ خاص طور پر جنوب اور شمال مشرق میں اس کی نمایاں موجودگی ہے جس میں رومن کیتھولک، احتجاج پسندی (Protestants) تقلید پسند(Orthodox) اور دیگر شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کیرالہ، گوا اور شمال مشرقی علاقوں جیسی ریاستوں میں ان کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جہاں عیسائی برادری اپنی منفرد روایات اور ثقافتی اظہار کے ساتھ پروان چڑھی ہے۔

7.4 ہندوستانی معاشرے میں عیسائیت کی شراکت

(Contributions of Christianity to Indian Society)

عیسائیت نے ہندوستانی معاشرے میں اہم خدمات انجام دیں ہیں اور ہر دور میں اسے مختلف طریقوں سے مالا مال کیا ہے۔ تعلیمی میدان میں شرکت قابل ذکر ہے۔ عیسائیت نے ہندوستان کے سب سے قدیم اور سب سے مشہور اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں قائم کیں جیسے دہلی میں سینٹ اسٹیفن کالج اور چنئی میں لیوولا کالج جو تمام کمیونٹیز کے لوگوں کو معیاری تعلیم فراہم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ عیسائیت نے خواتین کی تعلیم کو فروغ دیا اور پسماندہ گروہوں کو بااختیار بنانے پر توجہ دی جس میں دلت اور قبائلی برادریاں شامل تھیں۔ صحت کی دیکھ بھال میں عیسائی تنظیموں نے دور دراز علاقوں میں ہسپتال، کلینک اور ڈسپنسریاں قائم کیں جو ان لوگوں کو طبی دیکھ بھال فراہم کر سکیں جن کو صحت کی دیکھ بھال کی رسائی بہت کم تھی۔ سی۔ ایم۔ سی ویلور اور سینٹ جان میڈیکل کالج جیسے ادارے ملک کے سرفہرست طبی مراکز میں سے ہیں۔ عیسائیت نے سماجی تبدیلی میں بھی اپنا اہم کردار ادا کیا ہے جس میں برابری، انسانی حقوق اور مزدوری کے وقار کو فروغ دیتے ہوئے اچھوت پن اور بچوں کی شادی جیسے طریقوں کے خلاف وکالت کی ہے۔

خیراتی کاموں کے ذریعے ہندوستان میں اکثر قدرتی آفات جیسے بحران کے وقت عیسائیوں نے یتیموں، بوڑھوں اور غریبوں کو مدد فراہم کی ہے۔ مزید بر آں عیسائی فن، موسیقی اور فن تعمیر نے ہندوستان کے ثقافتی تنوع میں اضافہ کیا ہے۔ گوا میں باسیلیکا آف بوم جیسس (Basilica of Bom Jesus) جیسے مشہور گرجاگھر ان کی تعمیراتی میراث (legacy) کا ثبوت ہیں۔ یہ شراکتیں عیسائیت کی خدمت کے عزم (commitment) اور ہندوستانی معاشرے پر اس کے مثبت اثرات کی عکاسی کرتی ہیں۔

7.5 سکھ مت کا تعارف (Introduction of Sikhism)

سکھ مذہب دنیا کے سب سے آخر میں آنے والے مذاہب میں سے ایک ہے جس کی ابتدا 15 ویں صدی کے آخر میں ہندوستان میں ہوئی۔ اس کی بنیاد گرونانک دیو جی نے رکھی تھی جو 1469ء میں تلونڈی نامی گاؤں میں پیدا ہوئے تھے جو اب پاکستان میں ہے۔ گرونانک کی تعلیمات میں ایک خدا پر یقین، تمام لوگوں کے درمیان مساوات اور ایک ایماندار اور بے لوث زندگی گزارنا شامل ہے۔ ان کا پیغام ایک ایسے وقت میں انقلابی ظاہر ہوا جب معاشرہ ذات پات، صنفی امتیاز اور مذہبی رسومات کی بنیاد پر تقسیم تھا۔ سکھ مذہب ایک روحانی اور سماجی اصلاحی تحریک کے طور پر ابھرا جس نے اس وقت کی عدم مساوات کو چیلنج کیا اور محبت، عاجزی اور انصاف پر مبنی ایک نیا راستہ پیش کیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سکھ مت نے دس گرووں کی رہنمائی میں ترقی کی اور ہر ایک نے سکھ مذہب کے عقیدے کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالا۔ انہوں نے ایسے طریقوں، اداروں اور اقدار کو قائم کیا جنہوں نے سکھوں کی شناخت کو تشکیل دیا۔ سکھ مذہب کا گڑھ ہندوستان کے پنجاب کو

کہا جاتا ہے لیکن اس کے اثرات اور پیروکار پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں۔ آج سکھ مذہب دنیا کا پانچواں سب سے بڑا مذہب ہے جس کے لاکھوں پیروکار اپنی الگ شناخت، خدمات اور روحانی نظم وضبط کے لیے پہچانے جاتے ہیں۔

سکھ مذہب ہندوستان کے مذہبی اور ثقافتی منظر نامے میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ ہندوستان کی ریاست پنجاب کو سکھ مذہب کی جائے پیدائش اور سکھ برادری کا مرکز مانا جاتا ہے لیکن سکھ ہندوستان کے ہر حصے میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی عبادت گاہوں کو گوردواروں کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ذات، عقیدہ اور مذہب سے ہٹ کر ان کی عبادت گاہیں تمام لوگوں کے لیے کھلی ہیں جو اتحاد کی علامت کو ظاہر کرتی ہیں۔ امرتسر کا گولڈن ٹیمپل ہندوستان کے مشہور گردواروں میں سے ایک ہے۔ یہ گردوارا لاکھوں زائرین کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور دنیا بھر کے سکھوں کے لیے ایک روحانی اور ثقافتی مرکز کے طور پر کام کرتا ہے۔ سکھ مذہب میں سماجی خدمت اور خیرات کی بھی بھرپور روایت ہے۔ گردواروں میں مفت لنگر کا عمل سکھ اقدار کی عملی مثالوں میں سے ایک ہے۔ اس مذہب میں وسائل کی تقسیم اور سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنا بنیادی مقصد ہے جو ان کے عقیدے کی عکاسی کرتا ہے۔ سکھ مذہب نے ہندوستان کی تاریخ، ثقافت اور اقدار کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس مذہب کے پیروکاروں نے زراعت، تعلیم، دفاع اور سماجی بہبود جیسے شعبوں میں قابل ذکر شراکتیں کی ہیں۔

7.6 سکھ مت کے بنیادی عقائد (Core Beliefs of Sikhism)

سکھ مت ایک ایسا مذہب ہے جس کی بنیاد گرونانک اور دیگر گرووں کی تعلیمات پر رکھی گئی ہے جو سچی اور بامقصد زندگی گزارنے پر مرکوز ہے۔ اس مذہب کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ صرف ایک ہی خدا ہے جو ہر جگہ موجود ہے اور تمام لوگ خدا کی نظر میں برابر ہیں۔ یہ مذہب امتیازی سلوک اور ذات پات کے نظام کو مسترد کرتا ہے۔ ایمانداری، محنت اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا سکھ مذہب کے اہم اصول ہیں۔ اس مذہب کے لوگ عاجزی کے ساتھ دوسروں کی خدمت اور قدر کرتے ہیں۔ ایک اور اہم عقیدہ یہ ہے کہ روحانی ترقی کے لیے متوازن زندگی گزارنے (living a balanced life) کام، خاندان اور ایمان کو یکجا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ سکھ مت جبر کے خلاف مزاحمت اور انصاف کے لیے کھڑے ہونے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ مشکل حالات پر امن اور ہمدردی کو برقرار رکھنے کا درس بھی دیتا ہے۔

سکھ گرو (The Sikh Gurus)

سکھ گرو روحانی پیشوا (Spiritual leaders) تھے جنہوں نے سکھ مذہب کی بنیاد رکھی اور اس کی رہنمائی کی۔ یہ مذہب مساوات اور انصاف پر مبنی ہے۔ مجموعی طور پر یہ دس گرو تھے جن کی شروعات گرونانک دیوجی سے ہوئی جو 1469ء میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے خدا کی وحدانیت، سچائی سے زندگی گزارنے، دوسروں کی مدد کرنے اور لوگوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے والی رسومات کو مسترد کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ ہر ایک گرو نے سکھ عقیدے کو مضبوط کرنے کے لیے منفرد حکمت اور طرز عمل کو اپنایا۔ مثال کے طور پر گرو انگد دیوجی نے گورمکھی رسم الخط ((Script تخلیق کیا جو پنجابی لکھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ گرو امر جی نے مساوات کو فروغ دینے کے لیے کمیونٹی

کچن قائم کیے جنہیں لنگر کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ گرو ارجن دیو جی نے سکھوں کے مقدس صحیفے گرو گرنتھ کو مرتب کیا اور انصاف کو بر قرار رکھنے کے لیے اپنی جان قربان کی۔ گرو ہر گوبند جی نے ظلم کے خلاف کھڑے ہونے کی ذمہ داری نبھائی۔ آخری گرو، گرو گوبند سنگھ جی نے 1699ء میں خالصہ تشکیل دیا جو سکھوں کو بہادری سے زندگی گزارنے اور سکھ اقدار کو بر قرار رکھنے کے لیے پر عزم ہے۔ ان کے بعد گرو گرنتھ کو ابدی گرو قرار دیا گیا اور اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ سکھ مذہب کی تعلیمات لازوال اور سب کے لیے قابل رسائی ہے۔ سکھ مذہب کے ماننے والوں نے محبت، خدمت اور حق کے لیے لڑنے کی ہمت سکھانے کے ساتھ ساتھ ایک ایسے مذہب کی تشکیل کی جو دنیا بھر میں لاکھوں لوگوں کو متاثر کرتا ہے۔

گرو گرنتھ (The Guru Granth)

گرو گرنتھ سکھ مت کا مقدس صحیفہ ہے اور اسے ابدی گرو مانا جاتا ہے۔ یہ سکھ گرووں، مختلف مذاہب اور پس منظر سے تعلق رکھنے والے دیگر روشن خیال کے لکھے ہوئے بھجن، نظموں اور تعلیمات کا مجموعہ ہے۔ پانچویں گرو ارجن دیو جی نے 1604ء میں گرو گرنتھ کا پہلا نسخہ مرتب کیا تھا جس میں پہلے پانچ سکھ گرووں کی تحریروں کے ساتھ ساتھ ہندو اور مسلم مذہب کے بر گزیدہ بندوں کے کام بھی شامل تھے جنہوں نے ایک خدا پر یقین اور محبت کو فروغ دیا۔ اس کے علاوہ گرو مکھی رسم الخط میں مساوات، حق اور سچائی کے بارے میں لکھا گیا ہے اس کی تعلیمات متعدد زبانوں میں شامل ہے جس کی وجہ سے یہ مختلف خطوں اور ثقافتوں کے لوگوں کے لیے قابل رسائی ہے۔ گرو گرنتھ میں خدا کو یاد کرنے، انسانیت کی خدمت کرنے، ایک سچی اور روحانی زندگی گزارنے اور سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنے پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

گرو گرنتھ ان توہمات اور رسومات کو مسترد کرنے پر بھی زور دیتا ہے جو لوگوں کو تقسیم کرتی ہیں۔ گرو گوبند سنگھ جن کو آخری گرو مانا جاتا ہے انہوں نے 1708ء میں گرو گرنتھ کو حتمی شکل دی اور اسے ابدی گرو قرار دیا اور یہ کہا گیا کہ سکھ مذہب کے لوگوں کو ہمیشہ اس کی تعلیمات سے رہنمائی حاصل ہو گی۔ گرو گرنتھ بہت منفرد ہے کیونکہ یہ صرف ایک مذہبی کتاب نہیں ہے بلکہ ایک زندہ روحانی رہنما بھی ہے جس کا مقصد لوگوں کو محبت، عاجزی اور انصاف کے ساتھ زندگی گزارنے کی ترغیب دینا ہے۔ سکھ گرو گرنتھ کو اپنی عبادت گاہوں اور گھروں میں رکھتے ہیں۔ سکھ مذہب کو ماننے والا ہر فرد زندگی میں سکون اور سمت تلاش کرنے کے لیے روزانہ اس کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔

سکھ مت کے رواج (Practices of Sikhism)

سکھ مت ایک ایسا مذہب ہے جو دوسروں کی خدمت اور سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتے ہوئے سچائی، ایماندار اور روحانی زندگی گزارنے پر زور دیتا ہے۔ سکھ کئی اہم طریقوں کی پیروی کرتے ہیں جو ان کی تعلیمات کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم عمل سمرن نام ہے جس کا مطلب خدا کو یاد کر کے اس کے نام پر غور کرنا ہے۔ سکھ دعاؤں کے ذریعے واہے گرو(Waheguru) کو دہراتے ہیں جس کا مطلب ہے حیرت انگیز رب سے ہے۔ روزانہ کی دعائیں جنہیں سکھ مذہب میں نتنم کہا جاتا ہے۔ یہ دعائیں سکھ کی زندگی کا ایک لازمی حصہ ہیں جن کو صبح، شام اور سونے سے پہلے پڑھا جاتا ہے۔ ایک اور اہم عمل خدمت ہے۔ سکھ مذہب کے ماننے والے رضاکارانہ طور پر دوسروں کی مدد کرتے ہیں اور بدلے میں کسی چیز کی توقع نہیں کرتے ہیں۔ اس خدمت میں کمیونٹی کچن شامل ہے جسے لنگر بھی کہا جاتا ہے اور

یہ لنگر ہر مذہب اور ذات کے لئے کھلا ہے۔ سکھ مذہب کے ماننے والوں کو ایمانداری سے زندگی گزارنے، محنت کرنے اور دوسروں کے ساتھ چیزوں کو باٹنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

سکھ مذہب میں پانچ مضامین ایسے ہیں جو ہر فرد اپنے مذہب اور اقدار سے وابستگی ظاہر کرنے کے لیے پہنتا ہے جن کو ذیل بیان کیا گیا ہے۔

1) کیش (Kesh) بالوں کو نہ کاٹنا۔ یہ عمل خدا کی مخلوق کے احترام کو ظاہر کرتا ہے۔
2) کنگھا (Comb) لکڑی کی کنگھی بالوں کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔
3) کڑا(bracelet) سٹیل کا کڑا سکھوں کو اچھے کام کرنے اور خدا سے جڑے رہنے کی یاد دلاتا ہے۔
4) کچرا (Kachera) یہ خصوصی سوتی کپڑا ہوتا ہے جو شائستگی اور خود پر قابو کی علامت کو ظاہر کرتا ہے۔
5) کرپان (Kirpan) یہ ایک چھوٹی رسمی تلوار ہے جو ہمت، دوسروں کی حفاظت اور انصاف کے لیے لڑنے کے فرض کی علامت ہے۔

اس لیے سکھ مذہب ذات پات، جنس یا مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک کو مسترد کرتا ہے اور زندگی کے تمام پہلوؤں میں انصاف کو فروغ دیتا ہے۔

سکھ مت کے تہوار (Festivals of Sikhism)

ہندوستان میں سکھ مت کے کئی تہوار ہیں جو بڑی عقیدت اور خوشی کے ساتھ منائے جاتے ہیں۔ سب سے اہم تہواروں میں سے ایک گرونانک جینتی ہے جو سکھ مذہب کے بانی گرونانک دیو جی کی پیدائش کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس دن سکھ مذہب کے ماننے والے جلوس نکالتے ہیں، بھجن گاتے ہیں اور گرو گرنتھ کو اکھنڈ پاتھ نامی تقریب میں شروع سے آخر تک پڑھتے ہیں۔ ایک اور اہم تہوار بیساکھی ہے جس کو فصل کی کٹائی کے موسم کے طور پر منایا جاتا ہے۔ بیساکھی کے موقع پر سکھ گرودواروں کا دورہ کرتے ہیں، جلوسوں میں شرکت کرتے ہیں اور رقص، دعوت جیسی ثقافتی سرگرمیوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ لوہڑی خاص طور پر موسم سرما کی فصل کا جشن منانے کے لیے پنجاب کے کچھ سکھ خاندانوں میں روایتی گانوں کے ساتھ منائی جاتی ہے۔ ماگھی(Maghi) یہ تہوار ان چالیس پیشواوں کی یاد میں منایا جاتا ہے جہنوں نے گرو گوبند سنگھ جی کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ ایک اور اہم واقعہ جسے بانڈی چھور دیوس (Bandi Chhor Divas) کہا جاتا ہے۔ یہ تہوار دیوالی سے ملتا ہے اس تہوار کو گرو ہرگوبند جی کی جیل سے رہائی کے جشن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ سکھ اس موقع کی مناسبت سے چراغ جلاتے ہیں، عبادت کرتے ہیں اور لوگوں کی خدمت کرتے ہیں جو سکھ مت کی بنیادی اقدار کی عکاسی کرتی ہے۔

7.7 ہندوستانی معاشرے میں سکھوں کا تعاون

(Contributions of Sikhs to Indian Society)

سکھوں نے اپنی محنت، خدمت اور ہمت کی اقدار کو ظاہر کرتے ہوئے ہندوستانی معاشرے کے مختلف شعبوں میں اہم شراکتیں کی ہیں۔ سب سے بڑی شراکت ملک کے دفاع میں ہے۔ سکھ فوجیوں نے ہندوستان میں تاریخی لڑائیوں سے لے کر جدید جنگوں تک ایک کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ سکھ رجمنٹ ہندوستانی فوج کی سب سے بہادر یونٹوں میں سے ایک ہے۔ اس کے علاوہ زراعت اور ہندوستان کے سبز انقلاب میں اہم کردار ادا کیا ہے جس سے ملک کو خوراک کی پیداوار میں خود کفیل (Self-Sufficient) ہونے میں مدد ملی ہے۔ سکھ اپنے خیراتی کاموں اور کمیونٹی سروس کے لیے بھی جانے جاتے ہیں۔ سکھ مذہب کے لوگ مفت لنگر چلاتے ہیں جو مذہب اور ذات سے قطع نظر لاکھوں لوگوں کو کھانا پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ سکھ پورے ہندوستان میں آفات سے نمٹنے کے لئے، طبی کیمپوں اور تعلیمی مدد فراہم کرنے میں سرگرم رہتے ہیں۔ سماجی اصلاحات (Social Reforms) کے میدان میں سکھ ہمیشہ برابری کے لیے کھڑے رہے ہیں۔ ذات پات کے امتیاز کو مسترد کرتے ہوئے صنفی مساوات کو فروغ دیا ہے۔ سکھ رہنماؤں اور تحریکوں نے ہندوستان کی تاریخ میں انصاف، انسانی حقوق اور آزادی کی لڑائی کی حمایت کی ہے۔ مزید برآں، سکھوں نے ہندوستانی فنون، ثقافت اور کھیل میں قابل ذکر شراکتیں کی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنی لگن، ایمانداری اور سخاوت کے ذریعے ہندوستانی سماج کی ترقی اور اتحاد پر مثبت اثر ڈالا ہے۔

7.8 اکتسابی نتائج (Learning Outcomes)

اس اکائی میں عیسائیت اور سکھ مذاہب کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جس میں عیسائیت کا تعارف ان کا عقیدہ اور عمل، بائبل خدا کا کلام، عیسائیت کی خصوصیات، ہندوستان میں عیسائیت کی ابتداء، ہندوستانی معاشرے میں عیسائیت کی شراکت، سکھ مت کا تعارف اس کے بنیادی عقائد، سکھ گرو، گرو گرنتھ، سکھ مت کے رواج، سکھ مت کے تہوار اور ہندوستانی معاشرے میں سکھوں کا تعاون شامل ہیں۔

7.9 فرہنگ (Glossary)

واہے گرو: سکھ مذہب میں خدا کو واہے گرو کہا جاتا ہے جس کا مطلب حیرت انگیز رب سے ہے۔

لنگر: گرودواروں میں مفت کمیونٹی کچن جسے لنگر کہا جاتا ہے جس میں ہر کسی کو مفت کھانا دیا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام: عیسائیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرکزی شخصیت حاصل ہے کیونکہ انہیں خدا کا بیٹا مانا جاتا ہے۔

چرچ: عیسائیوں کی عبادت کی جگہ کو چرچ کہا جاتا ہے۔

محبت اور معافی: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بنیادی تعلیمات، ہمدردی اور رحم پر زور دیتی ہے۔

7.10 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ سکھ مت کا پہلا گرو کون ہے؟

a) گرو گوبند سنگھ جی　　b) گرو نانک دیو جی

c) گرو ارجن دیو جی　　d) گرو ہر گوبند جی

2۔ سکھوں کی مقدس کتاب کا نام کیا ہے؟

a) بھگوادگیتا　　b) قرآن

c) گرو گرنتھ صاحب　　d) بائبل

3۔ سکھ لفظ واہے گرو کا کیا مطلب ہے؟

a) خدا کی حمد و ثنا　　b) حیرت انگیز رب

c) سپریم پاور　　d) دنیا کا خالق

4۔ خالصہ کی بنیاد پر کون سا تہوار منایا جاتا ہے؟

a) دیوالی　　b) ویساکھی

c) گرو نانک جینتی　　d) ماگھی۔

5۔ سکھوں کی مقدس تحریروں میں استعمال ہونے والے رسم الخط کا کیا نام ہے؟

a) دیوناگری　　b) اردو

c) گرمکھی　　d) سنسکرت

6۔ عیسائیت میں مرکزی شخصیت کس کو سمجھا جاتا ہے؟

a) حضرت موسیٰ علیہ السلام　　b) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

c) حضرت ابراہیم علیہ السلام　　d) ان میں سے کوئی نہیں

7۔ عیسائیت کے مقدس صحیفے کو کیا کہتے ہیں؟

a) قرآن　　b) توریت

c) بائبل　　d) بھگواد گیتا

8۔ عیسائی عبادت کے لیے کہاں جمع ہوتے ہیں؟

a) مسجد　　b) چرچ

c) گردوارہ　　d) ان میں سے کوئی نہیں

9۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے جشن کو کیا کہتے ہیں؟

a) ایسٹر　　b) جمعہ مبارک

c) کرسمس　　d) پینٹا کوسٹ

10۔ زیادہ تر عیسائیوں کے لیے عبادت کا دن کون سا دن سمجھا جاتا ہے؟

a) جمعہ　　b) ہفتہ

c) اتوار　　d) پیر

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. عیسائیت پر ایک مختصر نوٹ تحریر کریں؟
2. ہندوستان سکھ مذہب کی خصوصیات بیان کریں؟
3. ہندوستان میں عیسائیت کی ابتدا پر ایک مختصر نوٹ لکھیں؟
4. سکھ مت کے بنیادی عقائد اور طرز عمل کون سے ہیں واضع کریں؟
5. گرو گرنتھ سکھ مت کے لئے کیوں ضروری ہے وضاحت کریں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. عیسائیت کے تعارف اور اس کی خصوصیات پر ایک جامع نوٹ قلم بند کریں؟
2. ہندوستان میں سکھ مت کی شراکت پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں؟

اکائی 8۔ بدھ مت، جین مت اور دوسرے مذہبی نظریات

(Buddhism, Jainism and Others)

اکائی کے اجزا

8.0 تمہید

8.1 مقاصد

8.2 نئے مذہبی نظریات کا عروج

8.3 گوتم بدھ اور بدھ مت کی ابتداء

8.4 بدھ مت کا پھیلاؤ

8.5 جین مت کی ابتداء

8.6 جین مت کے بنیادی عقائد

8.7 ہندوستان میں جین مت کا اثر اور شراکت

8.8 دوسرے آزاد خیالی نظریات

8.9 اکتسابی نتائج

8.10 فرہنگ

8.11 نمونہ امتحانی سوالات

8.0 تمہید (Introduction)

چھٹی صدی ہندوستانی تاریخ کا ایک اہم مرحلہ تھا کیونکہ نئے مذاہب کی ترقی کا تعلق اسی دور سے تھا۔ اسی دور میں بہت سی متضاد مذہبی تحریکوں کا ظہور ہوا جن میں سے بدھ مت اور جین مت منظم طور پر تیار ہوئے۔ اس اکائی میں نئے مذہبی نظریات کے ظہور اور انکی اہمیت کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سب سے پہلے یہ ان عوامل کی نشاندہی کی گئی ہے جو غیر روایتی(Heterodox) نظریات کے ابھرنے اور بڑھنے کے ذمہ دار تھے۔ اس کے علاوہ یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس طرح بدھ اور مہاویر نے انسانی مصائب کو ختم کرنے کے لیے اپنے اپنے طریقوں سے حل تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان دونوں مذاہب کے ظہور کے اسباب ایک جیسے ہونے کی وجہ سے ان کے اصولوں میں کچھ مماثلت (Similarity) ہے۔ لیکن اس کے باوجود کچھ بنیادی اصول مکمل طور پر مختلف ہیں جن کو اسی اکائی میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس اکائی میں دوسرے غیر روایتی مذہبی نظریات کو بھی بیان کیا گیا ہے جن کا ظہور چھٹی صدی کے دوران ہوا تھا۔ آخر میں ہندوستانی معاشرے اور معیشت پر ان مذہبی تحریکوں کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

8.1 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کا مقصد ہندوستان میں بدھ مت اور جین مت کو بیان کرنا ہے۔

اس اکائی کا مطالعہ کرنے کے بعد طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- بدھ مت اور جین مت کو سمجھ سکیں۔
- بدھ مت اور جین مت کے موضوع پر بحث کر سکیں۔

8.2 نئے مذہبی نظریات کا عروج (Rise of New Religious Ideas)

چھٹی صدی کے دوران کچھ سماجی، معاشی اور مذہبی حالات نے نئے مذہبی نظریات کے ظہور میں اہم کردار ادا کیا ہے جن کو ذیل بیان کیا گیا ہے۔

1) **سماجی عدم مساوات** (Social Inequality): ذات پات کا نظام بہت سخت ہو چکا تھا جس میں خاص طور پر نچلی ذات کے لوگ مظلوم محسوس کرتے تھے۔ عبادت اور نیک کام کرنے سے خارج کیا جاتا تھا۔ اس صورتحال کی وجہ سے نئے خیالات نے ایک جامع راستہ پیش کیا۔

2) **پیچیدہ رسومات** (Complex Rituals): اس وقت کے ویدک مذہب میں پیچیدہ رسومات اور قربانیاں شامل تھیں جن پر عمل کرنا عام لوگوں کے لیے مشکل اور مہنگا تھا۔ اس لئے لوگوں کی سادہ اور زیادہ قابل رسائی مذہبی طریقوں کی مانگ تھی۔

3) **بڑھتی ہوئی شہری کاری** (Growing Urbanization)**:** شہروں اور تجارت کے عروج نے تاجروں کا ایک نیا طبقہ پیدا کیا جو روحانی تعلیمات کی تلاش میں تھے۔ جین مت اور بدھ مت نے اخلاقیات اور ذاتی طرز عمل پر زور دیتے ہوئے ان سے اپیل کی کہ وہ ان کے بتائے ہوئے طور طریقوں پر عمل کریں اور زندگی گزاریں۔

4) **فلسفیانہ تجسس** (Philosophical Curiosity)**:** لوگوں نے روایتی عقائد اور طریقوں پر سوال اٹھانا شروع کر دیے۔ گہری سمجھ اور روحانی تکمیل کے بجائے راستے تلاش کرنے لگے۔

5) **پوجاریوں میں بدعنوانی** (Corruption in Priests) کچھ پوجاریوں کو بدعنوان کے طور پر دیکھا گیا تھا اور روحانی رہنمائی کے بجائے دولت اور طاقت پر زیادہ توجہ مرکوز تھی۔ اس مایوسی نے لوگوں کو مہاویر اور بدھ جیسے اساتذہ کی تلاش میں مجبور کیا جنہوں نے سادگی اور سچائی پر زور دیا۔

ان عوامل نے مل کر ایک ایسا ماحول بنایا جہاں جین مت اور بدھ مت جیسے نئے مذاہب پروان چڑھے۔ ان مذاہب نے لوگوں کو روحانیت اور اخلاقی زندگی کے بارے میں ایک نیا نقطہ نظر پیش کیا۔ بدھ اور مہاویر کسی بھی طرح سے موجودہ مذہبی عقائد پر تنقید کرنے والے پہلے فرد نہیں تھے۔ ان سے پہلے بہت سے مذہبی مبلغین جیسے کپیلا، مکلی گوسالا اور اجیتا کیسا نے پہلے ہی ویدک مذاہب کی برائیوں کو اجاگر کیا تھا۔ انہوں نے زندگی اور خدا کے بارے میں نئے خیالات اور نئے فلسفے بھی تیار کئے۔ یہی وہ پس منظر تھا جس نے چھٹی صدی میں نئے مذہبی احکامات کے ظہور اور قیام میں مدد کی۔ ان میں بدھ مت اور جین مت سب سے زیادہ مقبول اور منظم تھے۔

8.3 گوتم بدھ اور بدھ مت کی ابتدا (Goutam Budha and Origin of Buddhism)

بدھ مت کی بنیاد گوتم بدھ نے رکھی تھی جسے ان کے والدین نے سدھارتھ کا نام دیا تھا۔ ان کے والد سدھودنا تھے جو ساکیہ قبیلے کے سردار تھے اور والدہ مایا قبیلے کی شہزادی تھیں۔ ان کی پیدائش نیپال کے لومبینی گرو میں ہوئی جسے اب (رومنڈی) کہا جاتا ہے۔ مہاتما بدھ کی تاریخ پیدائش متنازعہ ہے لیکن اکثر علماء اسے 566 قبل مسیح بتاتے ہیں۔ مختلف روایات بتاتی ہیں کہ وہ ایک بوڑھے آدمی، ایک بیمار، ایک میت اور ایک سنیاسی کی نظر سے بہت متاثر ہوئے۔ اس کے علاوہ انسانی زندگی کے مصائب نے گوتم بدھ پر گہرا اثر ڈالا۔ زندگی کے دکھوں کا حل تلاش کرنے کے لیے 29 سال کی عمر میں گھر چھوڑ دیا۔ گوتم بدھ نے چھ سال ایک آوارہ سنیاسی کے طور پر اپنی زندگی گزاری۔ اس کے بعد الارا کلاما (Alara Kalama) نامی ایک بزرگ سے انہوں نے مراقبہ (meditation) کی تکنیک اور اپنشد (Upanishad) کی تعلیمات سیکھیں۔ انہوں نے سادگی اور سچائی کو پانے کے لیے بہت کٹھن زندگی گزاری اور پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ جہاں انہوں نے اعلیٰ علم حاصل کرکے بدھ (روشن خیال) کہلائے۔ یہاں سے وہ وارانسی کے قریب سارناتھ کے ہرن پارک میں گئے جہاں انہوں نے اپنا پہلا خطبہ دیا جسے دھرم چکرا پرورتنا کے نام سے جانا جاتا ہے۔

گوتم بدھ نے اپنے زیادہ تر خطبات شراوستی میں دیے جو ایک قدیم ہندوستانی شہر تھا۔ اس شہر کا ایک امیر سوداگر تھا جس کا نام انتھاپنڈیکا تھا جو بعد میں ان کا پیروکار بن گیا اور اس نے بدھ مت کو آزادانہ طور پر چندہ دیا۔ جلد ہی وہ تبلیغ کے لیے مختلف مقامات پر جانے لگے۔ انہوں نے سارناتھ، متھرا اور راجگیر کا دورہ کیا بہت سے لوگوں نے اس کے عقائد کو قبول کیا اور اس کے شاگرد بن گئے۔ آخر کار 80 سال کی عمر میں اتر پردیش کے دیوریا ضلع کے کوسی نگرا گاوں میں ان کا انتقال ہوا۔

بدھ کی تعلیمات (Teaching of Budha)

بدھا کی بنیادی تعلیمات کو ذیل بیان کیا گیا ہے۔

چار عظیم سچائیاں (Four Noble Truths):

1) **زندگی ایک مصائب ہے**(Life has suffering): ہر شخص کو زندگی میں درد، اداسی اور چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
2) **مصائب کی ایک وجہ ہوتی ہے** (Suffering has a cause): ہماری خواہشات، چیزیں، تجربات اور لوگوں سے لگاؤ ہماری تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔
3) **مصائب ختم ہوسکتے ہیں**(Suffering can end): لیکن اس کے لئے ہمیں خواہشات اور لوگوں سے لگاؤ کو چھوڑنا ہو گا۔
4) **مصائب کو ختم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے**(There is a way to end suffering): کہ ہمیں ان راستوں پر چلنے سے پرہیز کرنا ہو گا جو مصائب اور گناہ کا ذریعہ بنتے ہیں۔

اس کے علاوہ انہوں نے ایک اچھی اور پر امن زندگی گزارنے کے لئے آٹھ ایسے راستے بتائے ہیں جو زندگی کی رہنمائی کرتے ہیں جن کو ذیل بیان کیا گیا ہے:-

1) صحیح تفہیم(Right Understanding): زندگی کی حقیقت کو جانیں اور سمجھیں۔
2) صحیح ارادے(Right Intentions): ہمیشہ مہربانی اور ہمدردی کے ساتھ سوچیں۔
3) صحیح بیان(Right Speech): نرمی، سچائی اور مددگار طریقے سے بات کریں۔
4) صحیح عمل(Right Action): اچھے کام کریں اور دوسروں کو نقصان پہنچانے سے بچیں۔
5) صحیح ذریعہ معاش(Right Livelihood):اس طریقے سے کام کریں جس سے دوسروں یا ماحول کو نقصان نہ پہنچے۔
6) صحیح کوشش(Right Effort): ہمیشہ اپنے آپ کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔
7) صحیح ذہن سازی(Right Mindfulness): اپنے خیالات، احساسات اور اعمال سے آگاہ رہیں۔
8) صحیح ارتکاز(Right Concentration): سکون حاصل کرنے کے لیے اپنے دماغ کو مراقبہ کے ذریعے مرکوز کریں۔

اس کے علاوہ بدھ مت نے اعمال پر بہت توجہ دی ہے۔ ان کے مطابق موجودہ چیزوں کا تعین ماضی کے اعمال سے ہوتا ہے۔ انسان کی دنیا اور آخرت اس کے اپنے اعمال پر منحصر ہے۔

8.4 بدھ مت کا پھیلاؤ (Spread of Buddhism)

شروع سے ہی لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے بدھ مت کو قبول کیا تھا۔ بعد میں اشوک اور کنشکا نے بدھ مت کو ریاستی مذہب بنایا اور یہ وسطی ایشیا، مغربی ایشیا اور سری لنکا میں پھیل گیا۔ اس مذہب کے ماننے والے اخلاقیات پر زیادہ توجہ دیتے تھے جس کی وجہ سے بہت سارے لوگوں کو اس نے اپنی طرف راغب کیا۔ بدھ مت کا بنیادی مقصد مساوات تھا۔ اس نظریے نے عام پیروکاروں کو بدھ مت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ عقائد کی وضاحت کے لیے مقبول زبان (پالی) کے استعمال نے بھی مذہب کے پھیلاؤ میں مدد کی۔ بدھ مت کی تیزی سے ترقی کی ایک اور اہم وجہ بادشاہوں کی طرف سے بڑھائی گئی سرپرستی تھی۔ مثال کے طور پر روایت کے مطابق اشوک نے اپنے بیٹے مہندرا اور بیٹی سنگمترا کو بدھ مت کی تبلیغ کے لیے سری لنکا بھیجا تھا اس کے علاوہ انہوں نے بہت سی خانقاہیں بھی قائم کیں اور تعاون کیا۔

ہندوستان میں بدھ مت کا آغاز تقریباً 2500 سال پہلے سدھارتھ گوتم کی تعلیمات سے ہوا جو بعد میں بدھ کے نام سے مشہور ہوئے۔ انہوں نے لوگوں کو اس بات سے روشناس کیا کہ کس طرح مصائب سے پاک زندگی گزاری جائے ۔ اس تعلیمات نے بہت سے لوگوں کو بدھ مت کی طرف راغب کیا۔ اس کے علاوہ مسافروں اور تاجروں کی وجہ سے یہ مذہب تیزی سے پھیلا۔ شاہراہ ریشم جیسے تجارتی راستوں نے اس مذہب کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہندوستان میں اشوک جیسے بادشاہوں اور حکمرانوں نے بھی بدھ مت کی حمایت اور خانقاہیں بنا کر اسے فروغ دینے میں مدد کی۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہ سری لنکا، تھائی لینڈ، تبت اور جاپان جیسے ممالک میں پھیل گیا۔ آج یہ مذہب دنیا کا چوتھا بڑا مذہب ہے جس کی تعداد 520 ملین سے زیادہ ہے۔

8.5 جین مت کی ابتداء (Origin of Jainism)

جین مت ایک قدیم مذہب ہے جو ہزاروں سال پہلے ہندوستان میں شروع ہوا تھا۔ یہ عدم تشدد، مہربانی اور خود پر قابو پانے کی تعلیمات کے لیے جانا جاتا ہے۔ جین مت روحانی ترقی، پر امن اور سادہ زندگی گزارنے پر توجہ مرکوز ہے۔ یہ صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ زندگی جینے کا ایک طریقہ بھی ہے جو تمام جانداروں چیزوں کے احترام کے بارے میں سکھاتا ہے۔ جین مذہب کو بھگوان مہاویر نے قائم کیا تھا جنہیں چوبیسواں اور آخری روحانی استاد سمجھا جاتا ہے۔ اس مذہب کے ماننے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جین مذہب ہمیشہ رہے گا جس کی رہنمائی مختلف دور میں ان کے مختلف لیڈروں نے کی۔ یہ مذہب اس بات پر زور دیتا ہے کہ جین مذہب کو ماننے والا ہر فرد مذہبی تعلیمات اور بتائے ہوئے طریقے پر عمل پیرا کرے۔ یہی ایک راستہ ہے جو حتمی خوشی کا ذریعہ بن سکتا ہے جسے موکشا کہا جاتا ہے۔ جین مذہب اپنے نظم و ضبط اور اخلاقی زندگی کے لیے جانا جاتا ہے۔ یہ کسی بھی جاندار چیز کو نقصان پہنچانے سے گریز کرتے ہیں اور اس بات کو یقینی بنانے کے لیے بہت احتیاط کے ساتھ رہتے ہیں کہ ان کے اعمال دوسروں کی تکلیف کا باعث نہ ہوں۔ ان کے طرز عمل ہمدردی، رواداری اور سادگی سے بھر پور ہیں جو ان کے یقین کی عکاسی کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ مذہب اس کے ماننے والوں کی بنیاد پر ایک چھوٹا مذاہب ہے لیکن اس نے ہندوستانی ثقافت، فلسفہ اور اقدار پر نمایاں اثر ڈالا ہے۔

مہاویر (Mahavir)

مہاویر کو وردھمن کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ جنہیں جین مت کا چوبیسواں اور آخری روحانی استاد مانا جاتا ہے۔ ان کی پیدائش تقریباً 599 قبل مسیح میں بہار کے ایک شاہی خاندان میں ہوئی۔ چھوٹی عمر میں ہی مہاویر نے روحانی معاملات میں دلچسپی ظاہر کی اور اپنے والدین کی موت کے بعد اس نے اپنی آرام دہ زندگی چھوڑ کر راہب بننے کا فیصلہ کیا۔ کئی سالوں تک مہاویر نے سچائی اور بصیرت (Enlightenment) کی تلاش میں شدید مصائب کا سامنا کیا۔ اس دوران انہوں نے جانداروں کے ساتھ عدم تشدد، سچائی اور ہمدردی کی اہمیت کے بارے میں سیکھا۔ 12 سال کے بعد مہاویر نے بصیرت (Enlightenment) حاصل کی جسے مکمل علم بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنے پیروکاروں کو نیکی کے راستے کے بارے میں سکھانا شروع کیا۔ انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ تمام جانداروں کی روح ایک ہے اور ان کے ساتھ احترام سے پیش آنا چاہیے۔ ان کی تعلیمات خیالات اور اعمال کی اہمیت کے ساتھ ساتھ ضبط نفس، ایمانداری اور عاجزی پر بھی مرکوز تھی۔ مہاویر نے پورے ہندوستان کا سفر کیا، بہت سے پیروکار حاصل کیے اور جین مت کے بنیادی اصولوں کو قائم کیا۔ مہاویر کی تعلیمات جین صحیفوں میں محفوظ ہے اور آج بھی لاکھوں لوگوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ مہاویر کو ہندوستانی تاریخ کے سب سے بڑے روحانی اساتذہ میں سے ایک مانا جاتا ہے جن کا اثر ورسوخ دنیا بھر کی جین برادری میں نظر آتا ہے۔

8.6 جین مت کے بنیادی عقائد (Core Beliefs of Jainism)

جین مت تین بنیادی اصولوں کے گرد گھومتا ہے:

- **اہمسہ** (Non-violence): جین مت کا یہ سب سے اہم اصول ہے۔ جین مذہب نے ماننے والے جانوروں، کیڑے مکوڑوں اور پودوں سمیت کسی بھی جاندار کو نقصان پہنچانے سے گریز کرتے ہیں۔
- **کئی طرفہ پن** (Many-sidedness): اس میں یہ سکھاتا ہے کہ سچائی اور حقیقت کے متعدد نقطہ نظر ہو سکتے ہیں جس میں یہ کھلے ذہن اور رواداری کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔
- **غیر ملکیت** (Non-possessiveness): جین ایک سادہ اور مطمئن زندگی گزارنے کے لیے خواہشات اور مال کو محدود کرنے میں یقین رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ جین مذہب اخلاقی اور روحانی طریقوں کی پیروی کرتا ہے۔

- **غذا** (Diet): اس مذہب کے ماننے والے سبزیوں سے بنی چیزوں کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ کچھ لوگ جڑ والی سبزی جیسے پیاز اور آلو سے بھی پرہیز کرتے ہیں کہ مٹی میں موجود چھوٹے جراثیموں کو نقصان نہ پہنچے۔
- **مراقبہ اور دعا** (Meditation and Prayer): روزانہ کی رسومات میں مراقبہ، صحیفوں کی تلاوت اور دعائیں شامل ہیں۔
- **روزہ** (Fasting): بہت سے لوگ تہواروں کے دوران یا اپنی روح کو پاک کرنے کے لیے روزہ رکھتے ہیں۔

- **مندر کی پوجا**(Temple Worship): جین مندروں کو خوبصورتی سے ڈیزائن کرتے ہیں جو عقیدت مندوں کو رہنے کے لئے جگہ فراہم کرتے ہیں۔

جین مت کے مقدس متن (Sacred Texts of Jainism)

جین مت کے مقدس متون کو اگاماس(Agamas) اور دیگر صحیفوں کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اگاماس سب سے اہم ہے کیونکہ اس میں جین مت کے بانی بھگوان مہاویر کی تعلیمات شامل ہیں۔ جس میں اخلاقی زندگی کے اصول، رسومات کی تفصیلات اور کائنات کی نوعیت کی تفصیل شامل ہے۔ یہ تحریریں مختلف زبانوں میں لکھی گئی ہیں جن میں پراکرت، سنسکرت اور دیگر شامل ہیں۔ جین صحیفوں کو دو اہم حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلا انگاس (Angas) جو بنیادی تعلیمات پر مشتمل ہے اور دوسرا اپنگا(Upangas) جو اضافی وضاحتیں اور کہانیاں فراہم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت متبرک متن ہیں جو جین مت کے فلسفے کو آسان الفاظ میں بیان کرتی ہیں۔ جین مذہب کے ماننے والے صحیفوں کا بہت احترام کرتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں کیونکہ یہ صحیفے ان کو سچی اور روحانی زندگی گزارنے میں ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔

جین مت کے تہوار (Festivals of Jainism)

جین مت کے کئی اہم تہوار ہیں جو مہاویر اور دیگر روحانی اساتذہ کی تعلیمات کو مناتے ہیں۔ ان اہم تہواروں میں سے ایک پریوشنا(Paryushana) ہے جو روزے، مراقبہ اور خود کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ عام طور پر آٹھ دن تک رہتا ہے اور جین مذہب کے لوگ معافی، عدم تشدد اور سچائی کی مشق (Practice) کرکے اپنے اعمال کو پاک کرنے پر توجہ دیتے ہیں۔ ایک اور اہم تہوار دیوالی ہے جو اس دن کی نشاندہی کرتا ہے جب بھگوان مہاویر نے آزادی حاصل کی تھی۔ جین مذہب کے لوگ اس دن کو چراغ جلا کر مناتے ہیں جو اندھیرے پر قابو پانے والے علم کی علامت کو ظاہر کرتا ہے۔ مہاویر جینتی یہ دن بھگوان مہاویر کی پیدائش کے جشن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس دن کو دعاؤں، جلوسوں اور خیراتی کاموں کے ذریعے نشان زد کیا جاتا ہے۔

8.7 ہندوستان میں جین مت کا اثر اور شراکت

(Influence and Contributions of Jainism in India)

جین مت ہندوستان کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے۔ اس نے ملک کی ثقافت، اقدار اور طرز زندگی کو نمایاں طور پر متاثر کیا ہے۔ جین مت نے ہر فرد کو تمام جانداروں کے ساتھ امن اور ہمدردی پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اس اصول نے ہندوستانی معاشرے کو بہت متاثر کیا ہے جس میں مہاتما گاندھی بھی شامل ہے جنہوں نے آزادی کی جدوجہد میں عدم تشدد کو اپنایا تھا۔ جین مت نے ہندوستان میں سبزی سے بنے کھانے کی ترقی میں بھی حصہ ڈالا جو کہ اب ایک عام رواج بن گیا ہے۔ تعلیم اور فن کے میدان میں جین علماء نے قدیم متون کو محفوظ کرنے، علم کو فروغ دینے اور راجستھان کے مشہور دلوارہ مندر کی طرح پیچیدہ مندروں کی تعمیر میں نمایاں خدمات

انجام دی ہیں۔ اقتصادی طور پر جین مت نے تجارت اور کاروبار میں اخلاقی طریقوں اور انسانی دوستی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ سچائی اور سادگی کی بنیاد پر ہندوستانی فلسفہ اور اخلاقیات کو تشکیل دیا ہے جس سے ملک کے ثقافتی ورثے پر اثر پڑا ہے۔

8.8 دوسرے آزاد خیالی نظریات (Other Heterodox Ideas)

جین مت اور بدھ مت کے علاوہ قدیم ہندوستان نے کئی متضاد نظریات کا عروج دیکھا جنہوں نے روایتی ویدک عقائد کو چیلنج کیا ہے۔ ان خیالات نے ویدوں کے اختیار اور ذات پات کے نظام پر سوالیہ نشان لگایا ہے۔ مثال کے طور پر اجیویکاس اس نظریات کے ماننے والے تقدیر پر یقین رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہر چیز پہلے سے طے شدہ ہے۔ چارواک اسکول جسے لوکایاتا بھی کہا جاتا ہے انہوں نے روح، خدا اور بعد کی زندگی کے وجود کو مسترد کر کے مادیت پرستی کو فروغ دیا ہے۔ ان اسکولوں نے آزاد سوچ کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ زندگی اور روحانیت کے بارے میں متبادل نقطہ نظر پیش کیے اور قدیم ہندوستانی فلسفے کو متنوع طریقوں سے تشکیل دیا۔

8.9 اکتسابی نتائج (Learning Outcome)

اس اکائی میں بدھ مت اور جین مت کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جس میں بدھ مت اور جین مت کا تعارف، نئے مذہبی نظریات کا عروج، گوتم بدھ اور بدھ مت کی ابتداء، بدھ مت کی تعلیمات، بدھ مت کا پھلاو، جین مت کی ابتداء، مہاویر، جین مت کے بنیادی عقائد، جین مت کی مقدس متن، جین مت کے تہوار، ہندوستان میں جین مت کا اثر اور شراکت اور دوسرے آزاد خیالی نظریات شامل ہیں۔

8.10 فرہنگ (Glossary)

سنگھا: بدھ مذہب کے ماننے والوں اور ان کے پیروکاروں کی جماعت کو سنگھا کہا جاتا ہے۔

دھرمہ: بدھ مت کی تعلیمات اور زندگی کی سچائی کو دھرمہ کہا جاتا ہے۔

سمسارا: سمسارا سے مراد پیدائش، موت اور پنر جنم کے نظام سے ہے۔

ہمدردی: دوسروں کی ودر اور مدد کرنے کو ہمدردی کہا جاتا ہے۔

اہنسا: سوچ، بیان اور عمل میں عدم تشدد ایک بنیادی اصول۔

8.11 نمونہ امتحانی سوالات (Model Examination Questions)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

1۔ جین مت کا بنیادی اصول کیا ہے؟

a) عدم تشدد　　b) عبادت

c) علم　　d) ان میں سے کوئی نہیں

2۔ جین مت میں چوبیسواں روحانی استاد کسے مانا جاتا ہے؟

a) بدھ　　b) مہاویر

c) کرشنا　　d) رام

3۔ جین مت کا حتمی مقصد کیا ہے؟

a) دولت　　b) موکشا (آزادی)

c) شہرت　　d) لمبی زندگی

4۔ جین مت میں اپری گراہا (Aparigraha) کا کیا مطلب ہے؟

a) سچائی　　b) مادی چیزوں سے عدم لگاؤ

c) عدم تشدد　　d) ان میں سے کوئی نہیں

5۔ بدھ مت کا بانی کون ہے؟

a) مہاویر　　b) گوتم بدھ

c) کرشنا　　d) اشوک

6۔ بدھ مت کی چار عظیم سچائیاں کیا ہیں؟

a) زندگی اور مصائب　　b) کائنات کی تخلیق

c) دیوتاؤں کی عبادت　　d) بادشاہوں کی کہانیاں

7۔ بدھ مت میں دھرمہ کا کیا مطلب ہے؟

a) بدھا کی تعلیمات　　b) خدا کا نام

c) دیوتاؤں کی عبادت　　d) ان میں سے کوئی نہیں

8۔ بدھ مت میں مراقبہ (Meditation) کیا مدد کرتا ہے؟

a) دماغ کو پرسکون کرتا ہے　　b) دولت جمع کرتا ہے

c) مشہور کرتا ہے　　d) رسومات ادا کرتا ہے

9۔ جین مت میں روح کی آزادی کی اصطلاح کیا ہے؟

a) نروان　　b) موکشا

c) کرما　　d) دھرما

10۔ کس بادشاہ نے ہندوستان میں بدھ مت کو پھیلانے میں مدد کی؟

a) اشوکا　　b) چندر گپتا

c) ہرش وردھن　　d) اکبر

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1. بدھ مت پر ایک مختصر نوٹ تحریر کریں؟
2. ہندوستان میں نئے مذہبی نظریات کا عروج کیسے ہوا بیان کریں؟
3. جین مت کی ابتدا پر ایک مختصر نوٹ لکھیں؟
4. مہاویر کون تھا اور انہوں نے جین مت کو کیسے فروغ دیا واضع کریں؟
5. جین مت کے بنیادی عقائد بیان کریں؟

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Questions)

1. جین مت کے مقدس متن اور تہواروں پر ایک جامع نوٹ قلم بند کریں؟
2. ہندوستان میں بدھ مت کے پھلاو پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں؟
3. بدھ کی تعلیمات کو بیان کریں؟

تجویز کردہ اکتسابی مواد (Suggested Learning Resources)

1. Khushwant Singh, 1986. History of the Sikhs, (Vol. I andiII) Princeton University Press: Princeton.
2. Harbans Singh, 1985, Heritage of the Sikhs, Manohar: New Delhi
3. Mohinder Singh, 1988, The Sikhs, National Institute of Punjab Studies: New Delhi
4. Borg, Marcus J. The Heart of Christianity. San Francisco: Harper, 1989.
5. McGrath, Alister E. An Introduction to Christianity. 2nd Edn. Oxford: Blackwell, 1997.
6. Khushwant Singh, 1986. History of the Sikhs, (Vol. I andiII) Princeton University Press: Princeton.
7. Harbans Singh, 1985, Heritage of the Sikhs, Manohar: New Delhi
8. Mohinder Singh, 1988, The Sikhs, National Institute of Punjab Studies: New Delhi
9. Borg, Marcus J. The Heart of Christianity. San Francisco: Harper, 1989.
10. McGrath, Alister E. An Introduction to Christianity. 2nd Edn. Oxford: Blackwell, 1997.

1. Bhattacharya, N. N. Buddhism in the History of Indian Ideas. Delhi: Manohar, 1993.
2. Jansen, Eva Rudy. The Book of Buddhas. Delhi: New Age Books, 2002.
3. Kalupahana, David. Ed. Buddhist Thought and Rituals. New York: Paragon House, 1990.
4. Chakravarti, A. The Religion of Ahimsa. Bombay: Ratanchand Hirachand, 1957.
5. Hiriyanna, M. The Essentials of Indian Philosophy. London: George Allen & Unwin Ltd, 1949.

نمونہ امتحانی پرچہ

مذہب اور سماج

Time 3: Hours | **Marks: 70 :نشانات**

حصہ اول

سوال:1

1۔ہندومت میں زندگی کا آخری مقصد کیا ہے؟

a) شہرت　　b) طاقت

c) موکھشہ　　d) دولت

2۔وید کیا ہیں؟

a) مقدس متن　　b) مندر

c) تہوار　　d) خدا

3۔کرما کا کیا مطلب ہے؟

a) قسمت　　b) اعمال اور ان کے نتائج

c) دعا　　d) تقدیر

4۔ہندومت میں محافظ دیوتا کے طور پر کون جانا جاتا ہے؟

a) برہما　　b) وشنو

c) شیواد　　d) اندرا

5۔پیدائش، موت اور پنر جنم کے نظام کو کیا کہتے ہیں؟

a) نجات　　b) پوجاد

c) یوگا　　d) سمسارا

حصہ دوم

2. ہندومت کی تعریف بیان کریں؟
3. ہندومذہب کے اہم عناصر پر مختصر نوٹ لکھیں؟
4. ہندومت میں ورن اشرم نظام کو خاص اہمیت کیوں دی جاتی ہے واضح کریں؟
5. ہندومذہب کی خصوصیات کو بیان کریں؟
6. تنوع میں اتحاد سے کیا مراد ہے وضاحت کریں؟
7. دین اسلام پر ایک مختصر نوٹ تحریر کریں؟

حصہ سوم

8. عیسائیت کے تعارف اور اس کی خصوصیات پر ایک جامع نوٹ قلم بند کریں؟
9. ہندوستان میں سکھ مت کی شراکت پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں؟